حافظ محمد خان صاحب نوری
فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

تسہیل النحو

نظر ثانی شدہ ایڈیشن

حافظ محمد خان صاحب نوری
فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تسہیل النحو (نظر ثانی شدہ ایڈیشن)
مصنف	شیخ التفسیر مولانا حافظ محمد خان نوری ابدالوی
تاریخ اشاعت	اگست 2009ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	دو ہزار
کمپیوٹر کوڈ	DR01
قیمت	-/75 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتساب

...... اس عہد آفریں شخصیت کے نام جن کے قول وعمل سے ہزاروں درماندہ راہ منزل آشنا ہوئے۔

...... جن کے فکری انقلاب نے نوجوانان امت کو ذوق تحقیق وجستجو عطا کیا۔

...... جن کے مرتب کردہ تعلیمی نصاب نے ملت اسلامیہ کو زندگی کی نئی راہیں بخشیں۔

...... جن کی زبان قلم میں نشتر کی چبھن نہیں، احساس زیاں کی مرہم ہے، مایوسی کے طعنے نہیں امید افزا نغمات ہیں۔

...... یعنی سیدی، مرشدی واستاذی، ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری دامت برکاتہم العالیہ جن کی نظر کیمیا اثر نے اس مشت خاک کو اس قابل بنایا کہ یہ حقیر سی کوشش دین کے طلبہ کی نذر کر سکے۔

احقر

حافظ محمد خان ابدالوی نوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض مصنف

۱۹۶۷ء میں جب میں نے مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف ضلع سرگودھا سے دس سالہ نصاب تعلیم مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی تو سیدی و مرشدی حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری دامت برکاتہم العالیہ پرنسپل دارالعلوم ہذا کے حسب ارشاد میں نے اسی درسگاہ میں اپنی تدریسی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ تعلیمی دنیا میں اگرچہ مجھے بیضاوی شریف اور حدیث شریف کے بعض اسباق پڑھانے کا شرف حاصل رہا لیکن بنیادی طور پر علم صرف اور علم نحو ہی میری توجہ کا مرکز رہے۔ یہ وہ علوم ہیں، جن کے بغیر علوم عربیہ میں مہارت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

علمائے اسلام نے ان علوم (صرف ونحو) کی خدمت کا حق ادا کیا ہے اور عربی کے ساتھ ساتھ اردو، فارسی، پنجابی اور دوسری تمام مروجہ علمی زبانوں میں کتابوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ چونکہ مملکت خداداد پاکستان میں ذریعہ تعلیم اردو ہے اس لئے یہاں کے قابل ذکر دینی مدارس میں اکثر اردو اور فارسی میں لکھی ہوئی کتب شامل نصاب ہیں۔

میں نے تدریسی دنیا میں قدم رکھتے ہی ان کتب ورسائل کا جائزہ لینا شروع کر دیا جو مختلف مدارس میں شامل نصاب ہیں۔ بے شک ان میں سے بعض کتب بے حد مفید ہیں لیکن ان میں جامعیت کا عنصر کافی حد تک مفقود ہے کیونکہ ان میں چند مخصوص مباحث ہی کو زیادہ توجہ کے قابل سمجھا گیا ہے اور قواعد کے اجراء کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے، اس لئے مبتدی طلبہ کو پڑھاتے ہوئے کسی ایک کتاب پر انحصار کرنا میرے لئے مشکل ہو گیا۔ چنانچہ میں نے عربی گرائمر کی مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی کتب سے مباحث کو پڑھنے کے بعد اپنے طلباء کو نوٹس لکھوانے شروع کر دیئے، اس لحاظ سے میری یہ کوشش خاصی کامیاب رہی۔ جوں جوں مطالعہ میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہ نوٹس بھی زیادہ جامع اور واضح ہوتے گئے، احباب نے بارہا اصرار کیا کہ ان کو طباعت کے لئے پیش کروں لیکن

ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے

کے مصداق اس ذہنی کشمکش کا شکار رہا کہ عربی گرائمر کا میدان بہت وسیع ہے اور میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں نے تمام قواعد کا احاطہ کر لیا ہے۔

آج جبکہ اس میدان میں قدم رکھے مجھے تقریباً بیس برس ہو چکے ہیں، تعلیمی سال کے اختتام پر احباب نے مجھے یہ حکم فرمایا کہ میں علم نحو اور صرف کے ان قواعد کو، جو میں نے نوٹس کی صورت میں اپنے طلباء کو کاپیوں پر لکھوا رکھے ہیں، کتابی صورت میں ترتیب دوں۔ ذہنی طور پر میں نے دوستوں کے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے پایاں توفیق کا سہارا لیتے ہوئے اور اس کی بارگاہ میں قبولیت کی التجا کرتے ہوئے اس کام کا آغاز کر دیا اور طباعت کے سلسلہ میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے جنرل منیجر جناب صاحبزادہ الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب مدظلہ العالی سے بات کی تو میری عرضداشت سنتے ہی حضرت صاحبزادہ صاحب کا سدابہار چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور مجھے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جلدی کریں، دیر کیسی ......؟ ہم طباعت کی جملہ رعنائیوں کے ساتھ آپ کی اس کاوش کو مدارس عربیہ کے طلباء کی خدمت میں بطور ارمغاں پیش کریں گے۔

آپ کی اس حوصلہ افزائی سے میری ہمت بندھی اور میں نے رات دن ایک کر کے ان قواعد کو ترتیب دے کر کتابی صورت میں مفکر اسلام، مصنف ضیاء القرآن اور دور حاضر کے عظیم ترین ماہر تعلیم جناب حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اپنی بے شمار مصروفیات سے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس مسودہ کو ملاحظہ فرمایا اور انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی عجز و نیاز میں ڈوبی ہوئی دعاؤں سے نوازا اور زبان کی سلاست اور آسان انداز بیان کے پیش نظر اس کا نام "تسہیل النحو" تجویز فرمایا۔

اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اپنے مفید مشوروں اور دعاؤں سے اس ناچیز کو محروم نہ فرمائیں۔ اگر آپ حضرات کی حوصلہ افزائی میرے شامل حال رہی تو انشاء اللہ العزیز آئندہ سال قواعد صرف کو بھی جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

وَ مَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

میں اس سلسلہ میں ان تمام احباب (قبلہ حضرت صاحب اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے اساتذہ) کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری توجہ اس جانب مبذول کرائی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا، خصوصاً عزیز محترم ملک محمد بوستان صاحب مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اور افتخار علی چشتی صاحب مدرس دارالعلوم ریاض المدینہ گوجرانوالہ میری دعاؤں کے بہت زیادہ مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی ہر ہر بحث کو بنظر غائر پڑھا اور اپنی قیمتی آراء دیتے رہے، وہ طلباء، جنہوں نے اس مسودہ کی ترتیب میں میری معاونت کی، ان کے لئے دلی دعا ہے کہ خداوند قدوس انہیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ ازکی التحیات واطہر التسلیمات

ربنا فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصّالحین

خاکسار

حافظ محمد خان ابدالوی نوری عفی عنہ

مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضلع سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علم صرف وعلم نحو علوم عربیہ اسلامیہ کے قصر رفیع کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، جب تک کوئی طالب علم ان دو علوم میں کامل دسترس حاصل نہیں کر لیتا اس وقت تک اس کے لئے اسلامی علوم وفنون میں پیش رفت ممکن نہیں۔

جب ۱۹۵۷ء میں دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز ہوا تو اس کے لئے ایک جامع نصاب کی ترتیب کا مرحلہ پیش آیا۔ میں نے کوشش کی کہ صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایسی کتب نصاب میں داخل کی جائیں جو مبتدی طلبہ کے لئے آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ ان علوم کے قواعد وضوابط کی جامع بھی ہوں تا کہ مبتدی طلبہ ان علوم کے پیچیدہ مسائل کو بآسانی سمجھ سکیں اور انہیں دلچسپی کے ساتھ ازبر کر سکیں۔ میں نے مقدور بھر کوشش کی لیکن بے سود، بامر مجبوری متداول کتب میں سے جو کتب میرے نقطۂ نظر کے زیادہ قریب تھیں، ان کو نصاب میں داخل کیا اور تدریس کا آغاز کر دیا۔ دس سال کے بعد ۱۹۶۷ء میں طلبہ کا پہلا دستہ جو فارغ التحصیل ہوا، میں نے انہیں تدریسی ذمہ داریاں سونپیں اور ہر نوجوان فاضل کے لئے دو دو تین تین مضمون مخصوص کر دیئے جو اس کے ذوق سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے تا کہ وہ ان مضامین کی تدریس کا فریضہ انجام دے۔ مقصد یہ تھا کہ ان مجوزہ مضامین کی مسلسل تدریس اور کثرت مطالعہ سے ان فنون میں انہیں مہارت وبصیرت حاصل ہو جائے اور رفتہ رفتہ وہ ان مضامین کی تدریس کا حق ادا کر سکیں۔

یہ فقیر اللہ تعالیٰ کے اس لطف خاص کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے جس نے اس تجویز کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ہمارے اساتذہ مخصوص علوم میں مسلسل محنت، طویل مطالعہ اور شوق تحقیق کے باعث اس منزل کے قریب پہنچ گئے جس پر یہ فقیر انہیں دیکھنا چاہتا ہے۔

سالہا سال کی جدوجہد کا اولین ثمر "تسهيل النحو" کی صورت میں ہم علوم عربیہ

کے طلبہ کی خدمت میں بتوفیقہ تعالیٰ پیش کر رہے ہیں۔ عزیز القدر مولانا حافظ محمد خان صاحب نوری جو ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم میں داخل ہونے والے پہلے طالب علم تھے، انہوں نے ۱۹۶۷ء میں سند فضیلت حاصل کی، میں نے ان کو صرف ونحو جیسے ادق اور غیر دلچسپ علوم کی تدریس کی ذمہ داری تفویض کی، اسلام کے اس جاں نثار سپاہی، علوم دینیہ کے اس جانباز خادم نے ان علوم کی تدریس کا حق ادا کر دیا۔ جن طلباء نے یہ علوم ان سے پڑھے ہیں ان کی اپنی ایک امتیازی شان ہے۔ ان کی اس شبانہ روز سعی پیہم کا شیریں ثمر ان کے کثیر تلامذہ بھی ہیں، جو ان سے فیضیاب ہوئے اور ان کی یہ تالیف "تسہیل النحو" بھی ہے، جو علم نحو کے طلبہ کے لئے انہوں نے مرتب کی ہے۔ ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور بصد شوق وذوق طبع کر کے طلبہ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

علم نحو کے ادق اور پیچیدہ مسائل کو جس مہارت اور جامعیت کے ساتھ انتہائی دلکش اور دلآویز انداز میں پیش کیا گیا ہے، میری دانست کے مطابق اردو زبان میں اس پایہ کی کوئی دوسری کتاب نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد کوئی طالب علم یہ شکایت نہیں کرے گا: یہ علم بہت مشکل ہے اور انداز بیاں کی یبوست نے اسے ناقابل فہم بنا دیا ہے۔ اس ایک کتاب کے سمجھ کر پڑھنے اور سمجھ کر ازبر کر لینے سے طلبہ کو اس فن میں نہ صرف مہارت حاصل ہو جائے گی بلکہ اس علم سے ان کو قلبی انس بھی پیدا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اللہ تعالیٰ عزیزم نوری صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت ارزانی فرمادے اور قرآن کریم اور سنت نبی رؤف ورحیم کی زبان میں کمال بصیرت حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دے اور عزیزم حافظ صاحب کو توفیق بخشے کہ وہ اسی پایہ اور انہی خوبیوں سے مزین ایک کتاب علم صرف کے طالب علموں کے لئے بھی تصنیف فرمادیں اور ان کے رفقاء اساتذہ کرام کو بھی اپنے اپنے مخصوص میدان عمل میں ایسے علمی کارنامے انجام دینے کی ہمت بخشے جن کی تابانیوں سے جہالت کے اندھیرے کافور ہوتے رہیں۔

الٰہی! یہ تیرا ازحد ناچیز بندہ تیری بارگاہ بے کس پناہ میں بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہے کہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ، اس کے ساتھ ملحق مدارس کو رشد و ہدایت کا مرکز بنا اور اس گلستان علم وحکمت میں ایسے پھول کھلا جن کی روح پرور خوشبو اور دلنواز شادابی اور نظر افروز رنگینیاں سدا بہار ہوں، اسے اپنے دین کے مخلص سپاہیوں کی بے مثال تربیت گاہ بنا۔ علم کے آب زلال اور عشق مصطفوی کے بادۂ لالہ فام سے ان کو سیرابیاں عطا فرما تاکہ یہ تیرے مخلص بندے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر تیری توحید اور تیرے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی رفعت ذکر کا علم بلند رکھیں۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

خادم العلم والعلماء

محمد کرم شاہ الازہری

سجادہ نشین

عمید دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف

جج سپریم کورٹ پاکستان

یوم الخمیس

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

۷ اگست ۱۹۸۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَحْمَدُ اللّٰهَ جَلَّ وَ عَلَا عَلٰى جَزِيْلِ نَعْمَآئِهٖ وَاَشْكُرُهٗ شُكْرَ الْمُعْتَرِفِ بِمِنَنِهٖ وَاٰلَائِهٖ وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ وَاُبَارِكُ عَلٰى صَفْوَةِ اَنْبِيَآئِهٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَرَسُوْلِهِ الْمُجْتَبٰى وَعَلٰٓى اٰلِهِ الْهَادِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ وَاَصْحَابِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُشَيِّدِيْنَ دِيْنَهٗ وَعَلٰٓى اَوْلِيَآئِهِ الْوَاصِلِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ

اُرِيْدُ اَنْ اُرَتِّبَ قَوَاعِدَ النَّحْوِ وَاُصُوْلَهٗ عَلٰى مَنْهَجٍ جَدِيْدٍ سَهْلٍ وَّ تَرْتِيْبٍ اَنِيْقٍ فَاَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّوَفِّقَنِيْٓ اَتَمَّ التَّوْفِيْقِ وَيُيَسِّرَلِيْ تَرْتِيْبَهَا وَاَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰٓى اَنْ يَّنْفَعَ بِهَا الطَّالِبِيْنَ الْمُبْتَدِيْنَ وَيُذَلِّلَ لَهُمْ طُرُقَ الْخَيْرَاتِ وَسُبُلَهَآ اِنَّهٗ جَوَادٌ كَرِيْمٌ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

الحافظ محمد خان الاہدالوی النوری عفی عنہ

بھیرہ، سرجودھا

سبق:۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علم نحو

تعریف

نحو کا لغوی معنی طرف، کنارہ یا قصد کرنا ہے۔

اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ علم ہے جس میں ایسے اصول اور قوانین بیان کئے جائیں جن کے ذریعہ معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے اسم، فعل اور حرف کے آخر کے حالات جاننے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب دینے کی کیفیت معلوم ہو۔

وجہ تسمیہ

۱- چونکہ نحو کا لغوی معنی طرف، کنارہ یا قصد کرنا ہے اور اس علم میں کلمہ کے آخری حرف کے بارے میں ہی بحث ہوتی ہے۔

۲- اس علم کے ذریعہ متکلم، مفرد اور مرکب ہونے کے اعتبار سے کلمہ اور کلام ہی کا قصد کرتا ہے۔

۳- جس نے سب سے پہلے اس علم کے قواعد مرتب کرنے کا ارادہ کیا اس نے ''نَحَوْتُ'' کا لفظ استعمال کیا، جس کا معنیٰ ہے ''میں نے قصد کیا'' اس لئے اس علم کا نام نحو پڑ گیا۔

موضوع

اس علم کا موضوع[۱] کلمہ اور کلام ہے۔

فائدہ

فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان عربی عبارات لکھنے اور گفتگو کرنے میں ہر قسم کی ترکیبی غلطیوں سے محفوظ رہے۔

۱- موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے متعلق کسی علم میں بحث کی جائے۔

لفظ کا بیان

اس کا لغوی معنیٰ ''پھینکنا'' ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ بات ہے جو انسان کے منہ سے نکلے، لفظ کی دو قسمیں ہیں: (۱) بے معنی (۲) بامعنی۔

۱- بے معنیٰ: جیسے دیز[1]، وانی، دام، ودٹی وغیرہ۔ اسے مہمل بھی کہتے ہیں۔

۲- بامعنیٰ: جیسے رَجُلٌ (آدمی)، مَآءٌ (پانی)، تِلْمِیْذٌ (طالب علم) اسے موضوع بھی کہتے ہیں۔

بامعنی لفظ کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفرد (۲) مرکب

مفرد

وہ اکیلا لفظ ہے جو اپنا معنیٰ ظاہر کرے، اسے کلمہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے بُسْتَانٌ (باغ)، ذَهَبَ (وہ گیا)، مِنْ (سے)

کلمہ کی تقسیم

اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اسم ۲۔ فعل ۳۔ حرف

۱- اسم

اس کا لغوی معنیٰ نشانی یا بلندی ہے۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنا معنیٰ ظاہر کرے اور تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ اس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے خُبْزٌ (روٹی)، حَدِيْقَةٌ (باغیچہ)، نَجْمٌ (ستارہ)

۲- فعل

اس کا لغوی معنیٰ کام کرنا ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو اکیلا اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں اس کا کرنا یا واقع ہونا سمجھا جائے۔ جیسے

---

[1] زید کا مقلوب ہے۔

دَخَلَ (وہ داخل ہوا)، قَرَءَ (اس نے پڑھا)، یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)

۳-حرف

حرف کا معنیٰ "طرف" ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو دوسرے کلمہ کے ساتھ ملے بغیر اپنا معنیٰ ظاہر نہ کرے اور کلام کی طرف میں واقع ہو۔ جیسے مِنْ (سے) عَلٰی (پر)، اِلٰی (تک)

مرکب

دو یا دو سے زیادہ کلمات کے مجموعہ کو مرکب کہتے ہیں۔ جیسے کِتَابُ اللّٰہِ (اللہ کی کتاب)، اَلصَّلٰوۃُ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ (نماز اللہ کا فرض ہے)

مرکب کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مرکب مفید ۲۔ مرکب غیر مفید

مرکب مفید

دو یا دو سے زیادہ کلمات کا وہ مجموعہ، جسے سننے کے بعد سننے والے کو کسی چیز کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو اور اس میں فائدہ بخش نسبت پائی جائے۔ اس ضمن میں سننے کی مزید خواہش باقی نہ ہو۔ اس کو مرکب تام، جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

جیسے اَلْبُسْتَانُ جَمِیْلٌ (باغ خوبصورت ہے)، اِقْرَأْ الْقُرْاٰنَ (تو قرآن پڑھ)

اسے مرکب اسنادی بھی کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جملہ اسمیہ ۲۔ جملہ فعلیہ

۱- جملہ اسمیہ

وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز مُسْنَد اِلَیْہِ (جس کی طرف نسبت کی جائے) ہو، اسے مبتدا کہتے ہیں اور دوسرا جز مُسْنَد (جس کو منسوب کیا جائے) ہو، اسے خبر کہتے ہیں۔ مبتدا اور خبر دونوں کے آخر میں رفع ہوتا ہے۔ جیسے اَلْمُجْتَهِدُ فَائِزٌ (محنتی کامیاب

ہے)، الطالب جالسٌ (طالب علم بیٹھا ہے)۔ ان مثالوں میں اَلْمُجْتَهِدُ اور الطالب مبتدا ہیں اور فَائِزٌ اور جَالِسٌ خبر ہیں۔

۲۔ جملہ فعلیہ

وہ جملہ ہے، جو فعل اور فاعل سے مل کر بنے، فعل کو مسند اور فاعل کو مسند الیہ کہتے ہیں جیسے ذَهَبَ التِّلْمِيْذُ (شاگرد گیا)، يَحْرُسُ الْحَارِسُ (چوکیدار حفاظت کرتا ہے) ان مثالوں میں ذَهَبَ اور يَحْرُسُ فعل ہیں اور اَلتِّلْمِيْذُ اور اَلْحَارِسُ فاعل ہیں۔

مرکب غیر مفید

دو یا دو سے زیادہ کلمات کا وہ مجموعہ، جسے سننے کے بعد سامع کو پوری بات سمجھ نہ آئے بلکہ مزید سننے کا خواہشمند ہو، جیسے رِيْشُ قَلَمٍ (پین کی نب)، وَرَقُ كِتَابٍ (کتاب کا کاغذ) اسے مرکب ناقص اور جملہ ناقصہ بھی کہتے ہیں، اس کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ مرکب اضافی ۲۔ مرکب توصیفی ۳۔ مرکب تعدادی ۴۔ مرکب مزجی ۵۔ مرکب صوتی۔

۱۔ مرکب اضافی

یہ وہ مرکب ہے، جس میں ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ساتھ بتقدیر حرف جر[1] ملایا جائے اور اس کے اردو ترجمہ میں کا، کے، کی آ جائے، پہلے کلمہ کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ کہتے ہیں، مضاف الیہ کا آخر ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے رَسُوْلُ اللّٰهِ (اللہ کا رسول)، بَيْتُ اللّٰهِ (اللہ کا گھر) ان مثالوں میں رَسُوْل اور بَيْت مضاف اور لفظ اَللّٰه مضاف الیہ ہے۔

۲۔ مرکب توصیفی

وہ مرکب ہے، جس میں دوسرا کلمہ پہلے کلمہ کی اچھی یا بری صفت بیان کرے اور اس

[1] یعنی لفظوں میں حرف موجود نہیں ہوتا بلکہ معنی متصور ہوتا ہے۔

کے معنیٰ کی وضاحت کرے، پہلے کلمہ کو موصوف اور دوسرے کو صفت کہتے ہیں، موصوف اور صفت کے آخر میں ایک ہی قسم کا اعراب ہوتا ہے۔ جیسے اَلْغُصْنُ الْمُثْمِرُ (پھل دار ٹہنی)، طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ (محنتی طالب علم)۔ ان مثالوں میں اَلْغُصْنُ اور طَالِبٌ موصوف اور اَلْمُثْمِرُ اور مُجْتَهِدٌ صفت ہیں۔

۳۔مرکب تعدادی

وہ مرکب ہے، جو تعداد بیان کرے۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ)، ثَلٰثٌ وَّ عِشْرُوْنَ (تیئس) اور یہ گیارہ سے لے کر ننانوے تک کے اسماء اعداد ہیں۔

۴۔مرکب مزجی

وہ دو کلمات، جو اضافت اور اسناد کے بغیر مل کر ایک کلمہ بن گئے ہوں۔ جیسے بَعْلَبَکُّ[1]، مَعْدِ یْکَرِبُ[2]

۵۔مرکب صوتی

وہ مرکب ہے، جس کے ساتھ جاندار چیز کو بلایا جاتا ہے یا جاندار اور بے جان چیز کی آواز کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے، نِخْ نِخْ (اونٹ کو بٹھانے کی آواز)، غَاقِ غَاقِ (کوے کی آواز) اُخْ اُخْ (کھانسنے کی آواز)۔

---

1. شہر کا نام 2. آدمی کا نام

سوالات

۱- کلمہ اور کلام میں کیا فرق ہے؟

۲- مرکب کسے کہتے ہیں، مرکب ناقص کی کتنی اقسام ہیں؟

۳- درج ذیل فقرات میں مرکب مفید اور غیر مفید کو الگ الگ کریں اور ان کا ترجمہ کریں:

۱۔ اَلسَّمَآءُ مُمْطِرَةٌ ۲۔ اَلْجَوُّ الْمُعْتَدِلُ

۳۔ كُرَةُ قَدَمٍ ۴۔ يَلْعَبُ الْغِلْمَانُ فِي الْمَلْعَبِ

۵۔ خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا ۶۔ نَخْلَةٌ طَوِيْلَةٌ

۷۔ صَلٰوةُ الصُّبْحِ ۸۔ رُمَّانٌ حُلْوٌ

۹۔ اَلْفَاكِهَةُ النَّاضِجَةُ ۱۰۔ فَرِحَ الْوَلَدُ

۱۱۔ صَوْمُ رَمَضَانَ فَرْضٌ ۱۲۔ حَضَرَ مَوْتٌ

۱۳۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۱۴۔ اَللّٰهُ وَاحِدٌ

سبق: ۲

افراد کے اعتبار سے اسم کی اقسام

افراد کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع

۱- واحد

وہ اسم ہے، جو ایک فرد (شے) پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے شَارِعٌ (راستہ)، قَصْرٌ (محل)، جَبَلٌ (پہاڑ)، عَامِلٌ (مزدور)

۲- تثنیہ

وہ اسم ہے، جو دو افراد (دو چیزوں) پر دلالت کرتا ہے اور یہ واحد کے آخر میں الف ساکن اور نون مکسور[1] یا یائے ساکن اور نون مکسور لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے شَارِعَانِ (دو راستے)، قَصْرَانِ (دو محل)، جَبَلَانِ (دو پہاڑ) رَجُلَيْنِ (دو مرد)

۳- جمع

وہ اسم ہے، جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَشْجَارٌ (بہت سے درخت)، قُصُوْرٌ (بہت سے محل)، شَوَارِعُ (بہت سے راستے) جِبَالٌ (بہت سے پہاڑ)

جمع کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جمع سالم ۲۔ جمع مکسر

جمع سالم

وہ جمع ہے، جس کے واحد سے جمع بناتے وقت واحد کا صیغہ سلامت رہتا ہے، صرف اس کے آخر میں کچھ حروف بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ جیسے عَامِلٌ سے عَامِلُوْنَ (بہت سے مزدور) اور عَامِلَةٌ سے عَامِلَاتٌ (بہت سی مزدور عورتیں)

---

[1] جس کے نیچے زیر ہو۔

جمع مکسر

وہ جمع ہے، جس کے واحد سے جمع بناتے وقت واحد کا صیغہ سلامت نہیں رہتا، اس کی بناء ٹوٹ جاتی ہے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ، كِتَابٌ سے كُتُبٌ، شَجَرٌ سے اَشْجَارٌ۔

جمع سالم کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔ جمع مذکر سالم ۲۔ جمع مونث سالم

جمع مذکر سالم

وہ جمع ہے، جو دو سے زیادہ مذکر افراد پر دلالت کرتی ہے، یہ واحد کے آخر میں واوٌ ساکن، نون مفتوح[1] یا یائے ساکن، نون مفتوح لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے عَاقِلٌ (عقل مند) سے عَاقِلُوْنَ، عَالِمٌ سے عَالِمِيْنَ

شرائط: یہ جمع، مذکر ذوی العقول[2] کے علم (نام) یا مذکر ذوی العقول کی صفت سے بنتی ہے۔ جیسے مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدُوْنَ، عَامِلٌ سے عَامِلُوْنَ، عَاقِلٌ سے عَاقِلُوْنَ

جمع مونث سالم

وہ جمع ہے، جو دو سے زیادہ مونث افراد پر دلالت کرتی ہے، اور یہ واحد کے آخر سے ۃ ہٹا کر اس کی جگہ ا ت لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ، شَجَرَةٌ سے شَجَرَاتٌ

شرائط: یہ جمع، مؤنث ذوی العقول کے علم اور صفت یا غیر ذوی العقول[3] کی صفت سے بنتی ہے۔ جیسے زَیْنَبُ سے زَیْنَبَاتٌ، عَامِلَةٌ سے عَامِلَاتٌ، شَامِخَةٌ سے شَامِخَاتٌ

جمع مکسر کی اقسام

اس کی تین قسمیں ہیں: ا۔ جمع قلت ۲۔ جمع کثرت ۳۔ جمع منتہی الجموع

---

[1] جس پر زبر ہو۔ [2] عقل والے، مثلاً انسان، جن اور فرشتے۔

[3] انسان، جن اور فرشتوں کے علاوہ تمام اشیاء۔

جمع قلت

اس کا اطلاق تین سے لے کر دس تک کے افراد پر ہوتا ہے۔ جیسے ثَوْبٌ (کپڑا) سے اَثْوَابٌ

جمع کثرت

یہ جمع تین سے لے کر غیر محدود افراد کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ جیسے جَبَلٌ سے جِبَالٌ (بہت سے پہاڑ)، عِمَادٌ سے عُمُدٌ (بہت سے ستون)۔

جمع منتہی الجموع

وہ جمع ہے، جس کی آگے مزید جمع مکسر نہیں بن سکتی، اس کا پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہوتے ہیں اور تیسری جگہ الف ساکن اور اس کے بعد والا حرف مکسور ہوتا ہے۔ جیسے مَسْجِدٌ سے مَسَاجِدُ، سِوارٌ سے أَسَاوِرُ (کنگن)

سوالات

۱۔ جمع کسے کہتے ہیں؟

۲۔ جمع مذکر سالم اور جمع مکسر میں کیا فرق ہے؟

۳۔ جمع مذکر سالم اور مؤنث سالم کی کیا کیا شرائط ہیں؟

۴: درج ذیل کلمات سے تثنیہ اور جمع بنائیں:

۱۔ مُنْطَلِقٌ	۲۔ نَهرٌ	۳۔ رَابِحٌ	۴۔ فَاطِمَةُ
۵۔ وَرَقَةٌ	۶۔ خَبَّازٌ	۷۔ عُصْفُورٌ	۸۔ مَرْيَمُ
۹۔ خُلُقٌ	۱۰۔ نَائِمٌ		

سبق: ۳

اسم کی تذکیر و تانیث

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مذکر ۲۔ مؤنث

مذکر

وہ اسم ہے، جس میں تانیث کی علامت نہیں ہوتی۔ جیسے رَجُلٌ (آدمی)، فَرَسٌ (گھوڑا)

مؤنث

وہ اسم ہے، جس میں تانیث کی علامت لفظاً یا معنیً ہوتی ہے، اس کی تین علامتیں ہیں

۱۔ "ۃ" یہ اسماء جامدہ اور صفاتِ دونوں کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے غُرْفَةٌ (کمرہ) اسم جامد اور شَارِبَةٌ (پینے والی) صفت

۲۔ "الف مقصورہ" یہ صفت مشبہ اور اسم تفضیل کی مؤنث کے لئے آتی ہے۔ جیسے عَطْشٰی (پیاسی عورت)، حُسْنٰی (سب سے زیادہ خوبصورت عورت)

۳۔ "الف ممدودہ" یہ صفت مؤنث اور اسم کے آخر میں آتی ہے۔ جیسے حَمْرَآءُ (سرخ رنگ والی) صَحْرَآءُ (ریگستان)

مؤنث کی اقسام

مؤنث کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقی ۲۔ لفظی

حقیقی: وہ مؤنث ہے، جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو۔ جیسے بَقَرَةٌ (گائے)، شَاةٌ (بکری)

لفظی: وہ مؤنث ہے، جس کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہو اور اس میں کبھی علامت تانیث لفظوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے ظُلْمَةٌ (اندھیرا)، بُشْرٰی (خوشخبری)، صحراء (ریگستان)، اسے مؤنث قیاسی کہتے ہیں اور کبھی علامت تانیث لفظوں میں ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اسے مؤنث سمجھا جاتا ہے۔ جیسے اُذُنٌ (کان)، شَمْسٌ (سورج)،

دَارٌ (گھر)، اسے مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

سوالات

۱۔ مؤنث حقیقی اور لفظی میں کیا فرق ہے؟

۲۔ تانیث کی علامات کون کون سی ہیں؟

۳۔ درج ذیل کلمات سے مذکر اور مؤنث الگ کریں

۱۔شَاعِرٌ	۲۔ قَرِيْنٌ	۳۔دَرَّاجَةٌ
۴۔ اِطَارٌ	۵۔زَآئِرٌ	۶۔مَعْرُوْفَةٌ
۷۔اَرْضٌ	۸۔سَاقٌ	۹۔شَامِخَاتٌ
۱۰۔ رِجْلٌ	۱۱۔ سَوْدَآءُ	۱۲۔صُغْرٰى

سبق: ۴

اسم فعل اور حرف کی پہچان

کوئی جملہ یا کلام دو کلمات سے کم نہیں ہوتا، خواہ وہ دونوں کلمات لفظاً ہوں۔ جیسے اَلْفِنَاءُ وَسِيْعٌ (میدان کھلا ہے)، جَلَسَ وَلَدٌ (بچہ بیٹھا) ان دونوں مثالوں میں دونوں کلمات لفظوں میں ہیں یا بظاہر ایک کلمہ ہو اور دوسرا پوشیدہ ہو۔ جیسے تَكَلَّمْ (تو کلام کر)، یہ بظاہر ایک کلمہ ہے اور دوسرا کلمہ اَنْتَ پوشیدہ ہے اور دو سے زیادہ کلمات کی کوئی حد نہیں۔ جیسے اَلتِّلْمِيْذُ يَقْرَأُ الْكِتَابَ فِي الْغُرْفَةِ (طالب علم کمرے میں کتاب پڑھتا ہے)

ہر کلمہ جملہ کا جز شمار کیا جاتا ہے، چونکہ ایک جملہ میں کئی کلمات ہوتے ہیں اس لئے اسم، فعل اور حرف کی پہچان کے لئے چند علامات بیان کی جاتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

اسم کی علامات

ہر وہ کلمہ اسم ہوگا:

۱۔ جس پر 'ال' آجائے۔ جیسے اَلْكِتَابُ، اَلْقُرْاٰنُ ۲۔ جس سے پہلے حرف جر[1] آجائے۔ جیسے فِيْ دَرْسٍ ۳۔ جس کے آخر میں تنوین[2] آجائے جیسے شَجَرٌ ۴۔ وہ مضاف ہو۔ جیسے غُصْنُ شَجَرٍ (درخت کی ٹہنی)، ۵۔ تثنیہ ہو۔ جیسے قَلَمَانِ، ۶۔ جمع ہو۔ جیسے اَقْلَامٌ، ۷۔ اس کے آخر میں یائے نسبت (مشدد) آجائے۔ جیسے مَكِّيٌّ، مَدَنِيٌّ، ۸۔ مصغر[3] ہو، جیسے رُجَيْلٌ، ۹۔ اس کے آخر میں تانیث کی علامت 'ۃ'

---

[1] جو کلمہ کے نیچے زیر دے۔ یہ سترہ حروف ہیں:۔
باؤ تاؤ کاف ولام وواؤ منذ مذ خلا رب حاشا من عدا فی عن الی حتی علی

[2] نون ساکنہ تلحق الآخر لفظا لا خطا لغير توكيد جو معرب کلمات کے آخر میں پڑھنے میں آتا ہے، لکھنے میں نہیں آتا، جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو اسے منون کہتے ہیں۔

[3] وہ اسم معرب ہے جو اپنے مدلول کی چھوٹائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے پہلے حرف پر پیش، دوسرے پر زبر اور تیسری جگہ ی ساکن ہوتی ہے۔

متحرک آ جائے۔ جیسے شَجَرَةٌ، ۱۰۔ موصوف ہو۔ جیسے قَلَمٌ جَمِيلٌ، ۱۱۔ مسند الیہ ہو، جیسے اَلْغُرْفَةُ وَاسِعَةٌ (کمرہ وسیع ہے)

فعل کی علامتیں

وہ کلمہ فعل ہوگا:

۱۔ جس سے پہلے قَدْ آ جائے۔ جیسے قَدْخَلَتْ ۲۔ جس سے پہلے س یا سَوْفَ آ جائے۔ جیسے سَيَعْلَمُ، سَوْفَ يَعْلَمُ ۳۔ جس سے پہلے حرف جازم[1] آ جائے۔ جیسے لَمْ يَكْتُبْ ۴۔ جس کے آخر میں جزم آ جائے۔ جیسے اُنْصُرْ ۵۔ وہ مسند ہو۔ جیسے ذَهَبَ وَلَدٌ ۶۔ جس کے آخر میں نون[2] تاکید آ جائے۔ جیسے لَيَنْصُرَنَّ، لَيَنْصُرَنْ ۷۔ جس کے آخر میں ت ساکن آ جائے۔ جیسے خَرَجَتْ ۸۔ جس کے آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جیسے نَصَرْتُ، اس میں تُ ضمیر مرفوع متصل ہے۔

حرف کی علامات

وہ کلمہ حرف ہوگا:

جس میں اسم اور فعل کی کوئی علامت نہ ہو۔ اور یہ دو اسماء یا ایک اسم اور فعل کو ملانے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اَلتِّلْمِيْذُ فِي الْمَدْرَسَةِ (طالب علم مدرسہ میں ہے)، ذَهَبْتُ بِالْكِتَابِ (میں کتاب لے گیا)

---

[1] حروف جازمہ پانچ ہیں: لم، لمّا، لام امر، لانہی، ان شرطیہ۔

[2] خواہ نون ساکن ہو یا مشدد۔

سوالات

۱۔ درج ذیل میں سے اسم، فعل اور حرف کو پہچانیں:

مَسْجِدٌ، اَلطَّائِرُ فَوْقَ شَجَرَةٍ، اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ، فِي الْمَدْرَسَةِ تِلْمِيْذٌ، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، اِنَّكَ ظَلَمْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، سَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ، سَيَعْلَمُ الظَّالِمُ عَاقِبَتَهُ، اَقْوَالٌ، فَتَحُوْا، بَصْرِيٌّ، قُرَيْشٌ، اَلْاَبْطَالُ دَفَعُوْا عَنِ الْوَطَنِ۔

۲۔ جملہ میں کتنے کلمات ہوتے ہیں؟

۳۔ حرف کیا فائدہ دیتا ہے؟

سبق:۵

مُعْرَب اور مَبنِی کا بیان

اعراب اور بناء کے اعتبار سے کلمہ کی دو قسمیں ہیں: ا۔معرب ۲۔مبنی

معرب

معرب وہ کلمہ ہے، جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے یعنی کبھی اس کے آخر میں زبر، کبھی زیر، کبھی پیش، کبھی جزم اور کبھی ان حرکات کے قائم مقام و، ا اور ی آجاتے ہیں، اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں یعنی وہ کلمہ جو اعراب کو قبول کرتا ہے۔ جیسے قَدِمَ الْغَائِبُ (غائب آیا)، رَأَیْتُ الْغَائِبَ (میں نے غائب کو دیکھا)، سَلَّمْتُ عَلَی الْغَائِبِ (میں نے غائب کو سلام کیا) ان مثالوں میں غائب اسم معرب ہے جس کا آخر بدلتا رہا ہے۔

مبنی

مبنی وہ کلمہ ہے، جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدلتا، ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے یعنی پیش کی بجائے زبر اور زبر کی بجائے زیر نہیں آتی۔ جیسے

قَدِمَ هٰذَا زُرْتُ هٰذَا سَلَّمْتُ عَلٰی هٰذَا اسے اسم غیر متمکن بھی کہتے ہیں۔

ان مثالوں میں ھذا مبنی ہے جو ایک ہی حالت پر قائم ہے۔

اسم مبنی کی اقسام

اس کی تین قسمیں ہیں: ا۔مبنی الاصل ۲۔مبنی الاصل کے مشابہ ۳۔غیر مرکب

مبنی الاصل

وہ کلمہ ہے، جو اصل وضع میں مبنی ہوتا ہے، کسی دوسرے کلمہ کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہیں ہوتا۔ اس کی چار انواع[1] ہیں: ا۔فعل ماضی ۲۔امر حاضر معروف ۳۔تمام حروف ۴۔جملہ

---

[1] یعنی اقسام

مبنی الاصل کے مشابہ

اس سے مراد وہ اسم غیر متمکن ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کی مشابہت کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ وہ اسم، تعداد حروف میں حرف کے مشابہ ہوتا ہے۔ جیسے تُ - نَا۔

۲۔ وہ اسم، فعل کے قائم مقام ہونے اور عامل کا اثر قبول نہ کرنے میں مبنی الاصل کے مشابہ ہوتا ہے۔ جیسے نَزَالِ بمعنی اِنْزِلْ (تواتر)

۳۔ وہ اسم، اپنا معنیٰ ظاہر کرنے میں حرف کی طرح غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسے اَلَّذِیْ - ھٰذَا

۴۔ وہ اسم، معنیٰ میں مبنی الاصل حرف کے مشابہ ہوتا ہے۔ جیسے مَتٰی ، اَیْنَ - یہ أ (حرف استفہام) کے مشابہ ہیں۔

غیر مرکب

اس سے مراد وہ کلمہ ہے، جو ترکیب کلام میں اعراب قبول کر سکتا ہے مگر جب اس کے ساتھ عامل متصل نہ ہو تو مبنی ہوتا ہے۔ جیسے شجر، قلم

نوٹ: معرب اور مبنی میں فرق اس شعر سے واضح ہوتا ہے ۔

مبنی آں باشد کہ ماند برقرار
معرب آں باشد کہ گردد بار بار

یعنی مبنی وہ کلمہ ہوتا ہے جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور معرب وہ کلمہ ہے جو بار بار بدلتا رہتا ہے۔

اعراب اور اس کی اقسام

اعراب کا لغوی معنیٰ ظاہر کرنا ہے، اور اس سے مراد وہ شئی ہے جس کے ساتھ معرب کا آخر بدلتا رہے۔ جیسے زبر، زیر اور پیش، اسے اعراب بالحرکۃ کہتے ہیں۔

اعراب میں اصل تو یہ ہے کہ زبر، زیر اور پیش سے ہو، مگر کئی کلمات میں ان حرکات

کی جگہ و، ا اور ی بھی آجاتے ہیں اور اسے اعراب بالحروف کہتے ہیں۔ اسم کا اصل اعراب پیش، زبر، زیر اور فعل کا پیش، زبر اور جزم ہے۔

معرب کلمات کی حرکات کے نام: زبر کو نصب، زیر کو جر، پیش کو رفع اور حرکت نہ ہونے کو جزم کہتے ہیں، جس کلمہ کے آخر میں نصب ہو اسے منصوب، جس کے آخر میں جر ہو اسے مجرور، جس کے آخر میں رفع ہو اسے مرفوع اور جس کے آخر میں جزم ہو اسے مجزوم کہتے ہیں۔ جزم افعال کے ساتھ خاص ہے اور جر اسماء کے ساتھ۔

مبنی کلمات کی حرکات کے نام: زبر کو فتحہ، زیر کو کسرہ، پیش کو ضمہ اور حرکت نہ ہونے کو سکون کہتے ہیں، جس کلمہ کے آخر میں فتحہ ہو اسے مبنی برفتحہ، جس کے آخر میں کسرہ ہو اسے مبنی برکسرہ، جس کے آخر میں ضمہ ہو اسے مبنی برضمہ اور جس کے آخر میں سکون ہو اسے مبنی برسکون کہتے ہیں[1]۔

عامل: وہ شی ہے، جو معرب کلمہ کے آخر میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ جیسے جَاءَ الْخَبَّازُ (نانبائی آیا) اس میں جَاءَ عامل، زکا رفع اعراب اور ز محل اعراب ہے۔

عامل کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔ لفظی ۲۔ معنوی

لفظی: جیسے حروف جارہ اور حروف ناصبہ۔ یہ عوامل لفظیہ ۹۸ ہیں۔

معنوی: یہ کہ کلمہ لفظی عامل سے خالی ہو اور یہ صرف دو ہیں: ا۔ مبتدا کا عامل ۲۔ فعل مضارع جبکہ لفظی عوامل سے خالی ہو۔

مبنی کلمات: وہ کلمات ہیں جن کا آخر عامل کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتا، درج ذیل ہیں:

ا۔ تمام حروف ۲۔ فعل ماضی کے تمام صیغے ۳۔ امر حاضر معروف

۴۔ فعل مضارع، جب اس کے آخر میں نون تاکید یا نون ضمیر متصل ہو ۵۔ جملہ

وہ اسماء جو مبنی الاصل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں، درج ذیل ہیں:

ا۔ اسمائے اشارہ ۲۔ اسمائے استفہام ۳۔ اسمائے موصولات ۴۔ اسمائے ضمائر

---

[1] کبھی کبھی ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون کا اطلاق معرب کلمات کی حرکات پر بھی ہوتا ہے۔

۵۔اسمائے افعال ۶۔اسمائے اصوات ۷۔مرکبات امتزاجیہ ۸۔کنایات

۹۔ظروف مبنیہ

نوٹ: مذکورہ اسماء کے علاوہ تمام اسماء معرب ہوتے ہیں، جن کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

سبق:٦

اسمائے مبنیہ کا اجمالی تعارف

وہ اسماء، جن کا اعراب عامل کے بدلنے سے نہیں بدلتا، درج ذیل ہیں:

اسمائے اشارہ: وہ اسماء ہیں، جن کے ساتھ کسی معین چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، جس کی طرف اشارہ کیا جائے، اسے مُشارٌ اِلَیہِ کہتے ہیں۔

مشار الیہ کے قریب اور بعید ہونے کے اعتبار سے اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں:

ا۔اسم اشارہ قریب، جیسے هٰذَا كِتَابٌ (یہ کتاب ہے)، هٰذِهٖ شَجَرَةٌ (یہ درخت ہے)۔ ٢۔اسم اشارہ بعید، جیسے ذٰلِکَ دُوْلَابٌ (وہ الماری ہے)، تِلْکَ غُرْفَةٌ (وہ کمرہ ہے)

اسمائے موصولات: وہ اسماء ہیں، جو صلہ کے بغیر جملہ کا مکمل جز نہیں بنتے۔ یہ صلہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے یا فعلیہ اور اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کے مطابق ہوتی ہے، اسے ضمیر عائد کہتے ہیں، یہ درج ذیل ہیں:

مذکر: اَلَّذِیْ (جو) اَللَّذَانِ (جو دو) اَلَّذِیْنَ (جو سب)

مؤنث: اَلَّتِیْ (جو) اَللَّتَانِ (جو دو) اَللَّاتِیْ، اَللَّوَاتِیْ، اَللَّاءِ (جو سب)

اسمائے استفہام: وہ اسماء ہیں، جن کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے اَیْنَ (کہاں)، مَتٰی (کب)، مَنْ (کون)، مَا (کیا چیز)

اسمائے ضمائر: وہ اسماء ہیں جو غائب، مخاطب اور متکلم پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے هُوَ (وہ)، اَنْتَ (تو)، اَنَا (میں)

اسم ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ا۔منفصل ٢۔متصل

منفصل (جدا): وہ اسم ضمیر ہے، جسے دوسرے کلمہ کے ساتھ ملائے بغیر بولا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔مرفوع منفصل ٢۔منصوب منفصل

مرفوع منفصل، جیسے هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنَا، نَحْنُ

منصوب منفصل، جیسے اِيَّاهُ، اِيَّاهُمَا، اِيَّاهُمْ، اِيَّاهَا، اِيَّاهُنَّ، اِيَّاكَ، اِيَّايَ، اِيَّانَا

متصل: وہ اسم ضمیر ہے، جو دوسرے کلمہ کے ساتھ ملائے بغیر نہ بولا جائے، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مرفوع متصل، جیسے تَ، تُمَا، تُمْ، تِ، تُمَا، تُنَّ وغیرہ

۲۔ منصوب متصل، جیسے نَصَرَهُ، نَصَرَهُمَا، نَصَرَهُنَّ، نَصَرَكَ، نَصَرَنَا وغیرہ

۳۔ مجرور متصل، یہ اسم اور حرف جر کے ساتھ متصل ہوتی ہیں۔ جیسے، اسم کی مثالیں: كِتَابُهُ، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُمْ، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُمْ، كِتَابُهَا، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُنَّ الخ، حرف کی مثالیں: لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لِيْ، لَنَا

اسمائے افعال: وہ اسماء ہیں، جو فعل کا معنیٰ دیں اور اس کی علامتوں کو قبول نہ کریں۔ جیسے هَيْهَاتَ (دور ہوا)، دُوْنَكَ (پکڑ)، بَلْهَ (چھوڑ)

اسمائے اصوات: وہ اسماء ہیں، جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی آواز کو ظاہر کرنے کے لئے ہوں یا حیوانات کو بلانے کے لئے۔ جیسے اُخ اُخ، بَخٍّ بَخٍّ (وہ آواز جو خوشی کے وقت نکلتی ہے) نِخ نِخ۔

مرکبات امتزاجیہ: جیسے سِيْبَوَيْهِ، اَحَدَ عَشَرَ

کنایات: وہ اسماء ہیں، جو عدد مبہم یا امر مبہم کو بیان کرنے کے لئے آئیں۔ جیسے كَمْ، كَذَا، كَاَيِّنْ، كَيْتَ ذَيْتَ

ظروف مبنیہ: وہ اسماء ہیں، جو زمان یا مکان پر دلالت کریں۔ جیسے اِذْ، اِذَا، قَبْلُ، مَتٰی وغیرہ

کلمات شرط: یہ وہ کلمات ہیں جو شرط کا معنیٰ دیتے ہیں اور دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ جیسے اِنْ، مَنْ، مَا وغیرہ

سوالات

۱- اعراب کسے کہتے ہیں؟

۲- معرب اور مبنی کلمات کی حرکات کے نام بتائیں۔

۳- مبنی الاصل سے کیا مراد ہے؟

۴- درج ذیل کلمات میں سے معرب اور مبنی پہچانیں:

اَلدَّرَّاجَةُ مُسْرِعَةٌ۔ كَيْفَ اَنْتَ۔ اِشْتَرَيْتُ الدَّرَّاجَةَ۔
مَتٰى تَذْهَبُ۔ رَكِبْتُ عَلَى الدَّرَّاجَةِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔
هٰذَا كِتَابٌ

۵- اسماء استفہام سے کیا مراد ہے؟

۶- ضمیر کی کتنی قسمیں ہیں؟

سبق: ۷

معرب کلمات کا اعراب

وہ کلمات، جن کا اعراب عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے، درج ذیل ہیں:

۱۔ فعل مضارع، جب وہ نون تاکید اور نون ضمیر سے خالی ہو

۲۔ اسم مفرد صحیح ۳۔ جاری مجریٰ صحیح ۴۔ جمع مکسر

۵۔ جمع مؤنث سالم ۶۔ اسم غیر منصرف ۷۔ اسم منقوص

۸۔ اسم مقصور ۹۔ وہ اسم، جو ی ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہو

۱۰۔ تثنیہ ۱۱۔ اسماء ستہ مکبرہ ۱۲۔ جمع مذکر سالم

اسم معرب کے اعراب کی دو قسمیں ہیں: (۱) اعراب بالحرکۃ (یعنی زبر، زیر پیش سے اعراب) (۲) اعراب بالحرف (یعنی واوٗ، الف، یاء سے اعراب)

وہ اسماء، جن کا اعراب حرکت سے ہوتا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

اسم مفرد صحیح: وہ اسم ہے جو ایک فرد پر دلالت کرے۔ صرفیوں کے نزدیک وہ اسم ہے، جس کے ف، ع، ل کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت (واوٗ، الف، یاء) نہ ہو۔ جیسے شَجَرٌ، قَلَمٌ۔ نحویوں کے نزدیک صحیح وہ اسم ہے، جس کے لام کلمہ میں حرف علت نہ ہو جیسے قَوْلٌ، رَجُلٌ

جاری مجریٰ صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں واوٗ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل حرف ساکن ہو۔ جیسے دَلْوٌ، ظَبْيٌ اسے صحیح اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اعراب میں صحیح کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جمع مکسر: وہ اسم ہے، جس کی واحد سے جمع بناتے وقت واحد کی بناء ٹوٹ جائے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ، قَوْلٌ سے اَقْوَالٌ

اعراب: مذکورہ بالا تینوں اسماء کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہے۔ جیسے

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
اسم مفرد صحیح:	هٰذا کتابٌ	قرأتُ کتاباً	نَظَرْتُ الی کتابٍ
جاری مجریٰ صحیح:	هٰذَا دَلْوٌ	اَخَذْتُ دَلْوًا	نَظَرْتُ اِلٰی دَلْوٍ
جمع مکسر:	هٰذِهٖ رِجَالٌ	لَقِیْتُ رِجَالًا	نَظَرْتُ اِلٰی رِجَالٍ

جمع مؤنث سالم: جیسے مسلمات اور وہ کلمات جو لفظاً یا معناً جمع مؤنث سالم کے مشابہ ہوں۔ جیسے عَرَفَاتٌ، اُولَاتٌ (صاحبات)

اعراب: ان تینوں کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی اور جری کسرہ سے آتی ہے۔ جیسے

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جمع مؤنث سالم:	هُنَّ مُسْلِمَاتٌ	رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ	نَظَرْتُ اِلٰی مُسْلِمَاتٍ
مشابہ جمع لفظاً:	هٰذِهٖ عَرَفَاتٌ	رَأَیْتُ عَرَفَاتٍ	وَقَفْتُ فِیْ عَرَفَاتٍ
مشابہ جمع معنیً:	هُنَّ اُولَاتُ مَالٍ	رَأَیْتُ اُولَاتِ مَالٍ	نَظَرْتُ اِلٰی اُولَاتِ مَالٍ

نوٹ: اُولَات ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[1]

اسم غیر منصرف: اسم غیر منصرف[2] وہ اسم معرب ہے، جس کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہ آئے، کسرہ کی جگہ ہمیشہ فتحہ آتا ہے اور اس میں غیر منصرف کی نو علامات میں سے دو علامتیں پائی جاتی ہیں یا ایک ایسی علامت پائی جاتی ہے جو دو کے قائم مقام ہوتی ہے۔ جیسے اَحْمَدُ، عُمَرُ

اعراب: اس کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی اور جری فتحہ سے آتی ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هٰذَا اَحْمَدُ	رَأَیْتُ اَحْمَدَ	نَظَرْتُ اِلٰی اَحْمَدَ

ان مثالوں میں احمد غیر منصرف ہے۔

[1] الطلاق: ۴ [2] اس کی تفصیل سبق نمبر ۹ میں درج ہے۔

اسم منقوص: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں ی لازمی ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے اَلْقَاضِیُ، اَلْمُنَادِیُ

اگر اس پر ا ل ہو تو اس کی حالت رفعی اور جری تقدیری ہوتی ہے یعنی لفظوں میں ظاہر نہیں ہوتی اور حالت نصبی فتحہ سے ہوتی ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
عَدَلَ الْقَاضِیُ	رَأَیْتُ الْقَاضِیَ	نَظَرْتُ اِلَی الْقَاضِیْ

اگر اس پر ا ل نہ ہو تو حالت رفعی اور جری میں اس کے آخر سے ی گر جاتی ہے اور حالت نصبی میں قائم رہتی ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هٰذَا مُنَادٍ	رَأَیْتُ مُنَادِیاً	نَظَرْتُ اِلٰی مُنَادٍ

اسم مقصور: وہ اسم معرب ہے، جس کے آخر میں الف لازمی ہو۔ جیسے اَلثَّرٰی، اَلْفَتٰی، اگر اس پر ا ل ہو تو اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا کیونکہ اس کے آخر میں الف ہوتا ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ الْفَتٰی	رَأَیْتُ الْفَتٰی	نَظَرْتُ اِلَی الْفَتٰی

اور اگر اس سے پہلے ال نہ ہو تو اس کے آخر سے تینوں حالتوں میں "ا" گر جاتا ہے۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ فَتًی	رَأَیْتُ فَتًی	نَظَرْتُ اِلٰی فَتًی

وہ اسم، جو ی ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہو، اس کا اعراب بھی تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هٰذَا غُلَامِیْ	رَأَیْتُ غُلَامِیْ	نَظَرْتُ اِلٰی غُلَامِیْ

نوٹ: وہ اسماء جن کا اعراب بالحرف ہوتا ہے، تین ہیں:

ا۔تثنیہ ۲۔اسماءستہ مکبرہ ۳۔جمع مذکر سالم

تثنیہ: تثنیہ وہ اسم ہے جو اپنے آخر میں الف نون یا، یاءنون کی زیادتی کے ساتھ دو پر دلالت کرے۔ جیسے شَجَرَانِ، رَجُلَانِ

اعراب: تثنیہ اور وہ اسماء جو لفظاً یا معناً تثنیہ کے مشابہ ہوں، ان کی حالت رفعی الف ساکن ماقبل مفتوح سے اور حالت نصبی اور جری ی ساکن ماقبل مفتوح سے آتی ہے۔ جیسے

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
تثنیہ:	جَاءَ رَجُلَانِ	رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ	نَظَرْتُ اِلٰی رَجُلَیْنِ
مشابہ تثنیہ لفظاً:	جَاءَ اِثْنَانِ	رَأَیْتُ اِثْنَیْنِ	نَظَرْتُ اِلٰی اِثْنَیْنِ
مشابہ معناً:	جَاءَ کِلَاهُمَا	رَأَیْتُ کِلَیْهِمَا	نَظَرْتُ اِلٰی کِلَیْهِمَا

نوٹ: کِلَا اور کِلْتَا جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا یہی اعراب ہوتا ہے۔

اسماء ستہ مکبرہ: ان سے مراد چھ اسماء ہیں، ان کے اعراب بالحرف میں یہ شرط ہے کہ وہ مفرد ہوں جمع نہ ہوں، مکبر ہوں مصغر نہ ہوں، یٔ ضمیر متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اور یہ درج ذیل ہیں:

اَبٌ (باپ، اَبُوٌ)، اَخٌ (بھائی، اَخُوٌ)، فَمٌ[1] (منہ، فَوٌ)، حَمٌ (سسر، حَمَوٌ)، هَنٌ (شے، هَنَوٌ)، ذُوْ (صاحب)

اعراب: ان کی حالت رفعی واؤ ساکن ماقبل مضموم سے، حالت نصبی الف سے، حالت جری ی ساکن ماقبل مکسور سے آتی ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هٰذَا اَبُوْ زَیْدٍ	رَأَیْتُ اَبَا زَیْدٍ	نَظَرْتُ اِلٰی اَبِیْ زَیْدٍ
هٰذَا اَخُوْ زَیْدٍ	رَأَیْتُ اَخَازَیْدٍ	نَظَرْتُ اِلٰی اَخِیْ زَیْدٍ

[1] فُوْ کبھی فَمٌ کی صورت میں ہی استعمال ہوتا ہے، اس وقت اعراب یہ نہ ہوگا۔

نوٹ: جب یہ مصغر یا جمع ہوں یا مضاف نہ ہوں تو ان کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہے۔ جیسے

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
مفرد:	هٰذَا اَبٌ	رَأَيْتُ اَبًا	نَظَرْتُ اِلٰى اَبٍ
جمع:	هٰؤُلَاءِ اٰبَاؤُكَ	رَأَيْتُ اٰبَاءَكَ	نَظَرْتُ اِلٰى اٰبَاءِكَ
مصغر:	هٰذَا اُبَيُّ زَيْدٍ	رَأَيْتُ اُبَيَّ زَيْدٍ	نَظَرْتُ اِلٰى اُبَيِّ زَيْدٍ

جب یہ اسماء ی ضمیر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔ جیسے

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هٰذَا اَبِیْ	رَأَيْتُ اَبِیْ	نَظَرْتُ اِلٰى اَبِیْ

جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے، جس کے واحد کا صیغہ، جمع بناتے وقت اپنی اصلی حالت پر رہے، اس میں تبدیلی نہ ہو، صرف اس کے آخر میں ''و ن'' یا ''ی ن'' مفتوح لگا دی جائے۔ جیسے صَادِقٌ سے صَادِقُوْنَ یا وہ کلمات جو لفظاً یا معنیً جمع مذکر سالم کے مشابہ ہوں۔ جیسے عِشْرُوْنَ، اُولُوْ (صاحب)

اعراب: ان تینوں کی حالت رفعی واو ساکن ماقبل مضموم سے اور حالت نصبی اور حالت جری ی ساکن ماقبل مکسور سے آتی ہے۔ جیسے

	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جمع مذکر سالم:	جَاءَ الصَّادِقُوْنَ۔	رَأَيْتُ الصَّادِقِيْنَ	نَظَرْتُ اِلَى الصَّادِقِيْنَ
مشابہ جمع لفظاً:	جَاءَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا۔	رَأَيْتُ عِشْرِيْنَ رَجُلًا۔	نَظَرْتُ اِلٰى عِشْرِيْنَ رَجُلًا
مشابہ جمع معنیً:	جَاءَ اُولُوْ مَالٍ	رَأَيْتُ اُولِیْ مَالٍ	نَظَرْتُ اِلٰى اُولِیْ مَالٍ

نوٹ: درج ذیل کلمات جمع مذکر سالم نہیں مگر یہ لفظاً جمع کے مشابہ ہیں، اس لئے یہ اعراب میں جمع کے ساتھ ملحق ہیں:

ثَلَاثُوْنَ اَرْبَعُوْنَ بَنُوْنَ اَهْلُوْنَ اَرْضُوْنَ سِنُوْنَ
عَالَمُوْنَ وغیرہ

جب جمع مذکر سالم ی ضمیر کی طرف مضاف ہو تو اس کی حالت رفعی ''و'' تقدیری سے اور حالت نصبی اور جری ی لفظی سے آتی ہے جیسے:

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جَاءَ مُسْلِمِیَّ	رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ	نَظَرْتُ اِلٰی مُسْلِمِیَّ

نوٹ:۱۔ مُسْلِمِیَّ اصل میں مُسْلِمُوْیَ تھا واؤ اور ی اکٹھے ہوئے، اول ساکن واؤ کو ی سے بدلا اور ی کو ی میں ادغام کر دیا اور ی کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔

۲۔ جمع اور تثنیہ کا نون اضافت کے وقت گر جاتا ہے۔ جیسے غُلَامَا رَجُلٍ، طَالِبُو الْمَدْرَسَةِ اصل میں غُلَامَانِ اور طالبون تھے۔

سوالات

۱- اعراب بالحروف سے کیا مراد ہے؟

۲- اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کی کتنی صورتیں ہیں؟

۳- درج ذیل کلمات، اسم کی کون سی قسم میں سے ہیں:

۱۔ اَلْاَذٰی ۲۔ اَلْبَاغِیْ ۳۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ ۴۔ شَارِبَاتٌ

۵۔ جَوَادَانِ ۶۔ بَسَاتِیْن ۷۔ اَلْجَانِیْ ۸۔ رَمْیٌ

۹۔ اَخٌ ۱۰۔ کَاتِبِیْنَ

۴- خط کشیدہ کلمات کی اعرابی حالت بتائیں:

۱۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ [1] ۲۔ زَحَفَتِ الْجُنُوْدُ اِلَی الْاَعْدَاءِ

۳۔ اِنَّ الْمَانِعِیْنَ لَخَاسِرُوْنَ ۴۔ صَارَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا

۵۔ رَضِیَتْ فَاطِمَةُ عَنِ الْكَاتِبَاتِ ۶۔ حَكَمَ الْقَاضِیْ عَلٰی مُوْسٰی

۷۔ عَطَفْتُ عَلٰی كِلَیْهِمَا ۸۔ ذَهَبَ اِثْنَانِ اِلَی الْمَدْرَسَةِ

۹۔ كَانَ الرَّسُوْلُ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا

۱۰۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ [2]

۵- درج ذیل کلمات سے تثنیہ اور جمع مونث سالم بنا کر اعراب بتائیں:

فَاطِمَةٌ، تَاجِرٌ، بَقَرَةٌ، عَمُوْدٌ، عَالِیَةٌ، صُوْرَةٌ،

وَرَقٌ، قَائِمَةٌ، قَاعِدٌ، اُخْتٌ

---

[1] المنافقون:۱ [2] آل عمران:۲۸

سبق: ۸

تعریف و تنکیر کا بیان

تعریف و تنکیر[1] کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) نکرہ　(۲) معرفہ

۱۔ نکرہ

نکرہ وہ اسم ہے، جو کسی غیر معین چیز پر دلالت کرے۔ جیسے مَنْزِلٌ (گھر)، حِصَانٌ (گھوڑا)، حِمَارٌ (گدھا)

نکرہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) نکرہ مخصوصہ　(۲) نکرہ غیر مخصوصہ

نکرہ مخصوصہ: اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے، جسے صفت لگا کر یا کسی دوسرے اسم نکرہ کی طرف مضاف کر کے خاص کیا جائے۔ جیسے قَصْرٌ رَفِيْعٌ (بلند محل)، رِيْشُ قَلَمٍ (قلم کا نب)

نکرہ غیر مخصوصہ: وہ اسم نکرہ ہے، جو اضافت اور صفت سے خاص نہ کیا جائے۔ جیسے زَهْرَةٌ (پھول) بَحْرٌ (سمندر)

۲۔ معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی معین شی پر دلالت کرے۔ جیسے مُحَمَّدٌ، اَلدُّرَجُ (دراز)

معرفہ کی اقسام

اسم معرفہ کی سات اقسام ہیں: ۱۔ علم　۲۔ ضمیر　۳۔ اسم موصول　۴۔ اسم اشارہ
۵۔ معرف باللام　۶۔ معرف بالاضافۃ　۷۔ معرف بالنداء

علم: وہ اسم معرفہ ہے، جو کسی معین شخص، مکان، حیوان یا کسی اور چیز کا نام ہو۔ جیسے عَلِيٌّ، عَائِشَةُ، لَنْدُنُ

ضمیر: وہ اسم معرفہ ہے، جو متکلم مخاطب یا غائب پر دلالت کرے۔ جیسے اَنَا (میں)، اَنْتَ (تو)، هُوَ (وہ)

اسم موصول: وہ اسم معرفہ ہے، جسے صلہ (بعد میں آنے والے جملہ) کے ساتھ معین

---

[1] اسم کا معرفہ اور نکرہ ہونا

کیا جائے۔ جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ

اسم اشارہ: وہ اسم معرفہ ہے، جس سے کسی معین چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے ھٰذَا (یہ)، ذٰلِکَ (وہ)

معرف باللام: اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے، جس پر الف لام داخل ہو۔ جیسے اَلْکِتَابُ، اَلْمِصْبَاحُ

معرف بالإضافۃ: اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے، جسے اسم معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے۔ جیسے فِنَاءُ الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ کا میدان)

معرف بالنداء: اس سے مراد وہ اسم نکرہ ہے، جسے حرف ندا کے ساتھ معین کیا جائے۔ جیسے یَا رَجُلُ

سوالات

۱۔ نکرہ مخصوصہ کسے کہتے ہیں؟

۲۔ اسم نکرہ سے معرفہ کیسے بنایا جاتا ہے؟

۳۔ درج ذیل اسماء میں سے معرفہ اور نکرہ کی پہچان کریں:

وَرَقَةٌ۔ اَلسَّارِقُ۔ اِسْمٰعِیْلُ۔ بَابٌ۔ اَلشُّبَّاکُ۔ زَیْنَبَاتٌ۔ اَنْتُمْ۔ طَاهِرُالْقَلْبِ۔ لَبِسْتُ مِعْطَفِیْ۔ اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْکَ۔ هٰذَا صَانِعٌ مَاهِرٌ۔ یَا فَاتِحُ۔ تِلْکَ بَنَاتٌ

سبق:۹

منصرف اور غیر منصرف کا بیان

اس اعتبار سے اسم معرب کی دو قسمیں ہیں: ۱۔منصرف ۲۔غیر منصرف

منصرف

وہ اسم معرب ہے، جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے نہ تو دو سبب پائے جائیں اور نہ ہی ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو، اس کے آخر میں کسرہ اور تنوین آتی ہے۔جیسے کَلْبٌ، بَکْرٌ، شَجَرٌ

اس کے اعراب کی مختلف صورتیں پچھلے سبق میں بیان ہو چکی ہیں مثلاً:

هٰذَا قَلَمٌ   اَخَذْتُ قَلَمًا   کَتَبْتُ بِقَلَمٍ

ان مثالوں میں قَلَمٌ اسم منصرف ہے۔

غیر منصرف

وہ اسم معرب ہے، جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے یا تو دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو اور اس کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتی بلکہ کسرہ کی جگہ فتحہ آتا ہے، جیسے:

هٰذَا اَحْمَدُ   رَاَیْتُ اَحْمَدَ   نَظَرْتُ اِلٰی اَحْمَدَ

نوٹ: غیر منصرف کے آخر میں ویسے تو کسرہ نہیں آتا مگر دو صورتوں میں کسرہ آجاتا ہے:

۱۔ جب وہ دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو۔جیسے ذَهَبْتُ اِلٰی مَسَاجِدِ کُمْ،

۲۔ جب اس پر الف لام آجائے۔جیسے صَلَّیْنَا فِی الْمَسَاجِدِ

ان مثالوں میں اَلْمَسَاجِد غیر منصرف ہے، جس کے آخر میں کسرہ آیا ہے۔

منع صرف کے اسباب

غیر منصرف کے نو اسباب یہ ہیں: ۱۔عدل ۲۔وصف ۳۔تانیث

۴۔معرفہ ۵۔عجمہ ۶۔ترکیب ۷۔جمع ۸۔الف نون زائدتان
۹۔وزن فعل

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عدل: عدل کے لغوی معنیٰ پھیرنا ہے اور اصطلاح میں اسم کے صیغہ سے بغیر کسی قاعدۂ صرفی کے، دوسرا صیغہ بنانے کو عدل کہتے ہیں، جو صیغہ نیا بنتا ہے اسے معدول اور جس صیغہ سے اسے بنایا جائے اسے معدول عنہ کہتے ہیں، معدول کو ہی مجازاً عدل کہہ دیتے ہیں۔

عدل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔عدل تحقیقی ۲۔عدل تقدیری

عدل تحقیقی: وہ عدل ہے کہ غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی اسم کے اصل صیغہ سے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو جیسے ثُلٰثُ، مَثْلَثُ۔ ہر ایک کا معنی ہے تین تین[۱]۔

عدل تقدیری: وہ عدل ہے کہ غیر منصرف ہونے کے علاوہ اسم کے اصلی صیغہ سے معدول ہونے کی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَرُ، زُفَرُ، اہل عرب انہیں غیر منصرف استعمال کرتے ہیں اور ان میں سوائے علمیت کے غیر منصرف ہونے کا کوئی دوسرا سبب نہیں پایا جاتا۔ اس لئے یہ فرض کر لیا گیا کہ یہ عَامِرٌ اور زَافِرٌ سے معدول ہیں[۲]۔

۱۔ قیاس تو یہ تھا کہ ان کا معنیٰ صرف "تین" ہوتا۔ کیونکہ معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے اور لفظ کے تکرار کے بغیر معنیٰ کا تکرار ممکن نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ الفاظ ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ سے نکلے ہیں اور ایک سے لے کر دس تک کے اسماءِ اعداد جب فُعَالُ اور مَفْعَلُ کے وزن پر معدول ہوں تو غیر منصرف ہی ہوتے ہیں۔ جیسے أُحَادُ، مَوْحَدُ، رُبَاعُ، عُشَارُ

۲۔ عدل کے چھ وزن ہیں، جو اس شعر میں مذکور ہیں:

عدل را بتامی توشش شمر مَفْعَلُ، فُعَلُ مِثْلُهُمَا مَثْلَثُ عُمَر
فعل ست ہمچوں اُمس فعال ست چوں ثلاث دیگر فعال داں چو قطام☆ فعل سحر☆

☆ اُمس اور قطام مبنی ہیں۔

☆ سحر کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس سے معین دن کا وقت مراد ہو ورنہ یہ منصرف ہوگا۔ جیسے نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ

وصف: وصف کا لغوی معنیٰ کسی ایسی ذات پر دلالت کرنا ہے جس میں صفت کے معنیٰ پائے جائیں۔ مگر غیر منصرف ہونے کے لئے اس سے مراد وہ اسم ہے جو اصل میں وصفی معنیٰ کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اَحْمَرُ (سرخ رنگ کا مرد)، اَسْوَدُ (سیاہ رنگ کا مرد)......... ان میں دوسرا سبب وزن فعل ہے۔

تانیث: وہ اسم ہے، جس میں تانیث کی علامت ظاہر ہو۔ جیسے مُسْلِمَةٌ یا مونث معنوی، ہو جیسے شَمْسٌ (سورج)

اسم تانیث کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ:

۱۔ وہ کسی کا علم ہو اور اس کے آخر میں ۃ ہو۔ جیسے طَلْحَةُ، مَكَّةُ، عَائِشَةُ

۲۔ علم ہو، مونث معنوی ہو، کلمہ تین حروف سے زائد ہو۔ جیسے زَيْنَبُ

۳۔ ثلاثی ہو اور درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے سَقَرُ (جہنم)

۴۔ ثلاثی ہو، مؤنث کا عربی علم ہو تو اسے منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے دَعْدٌ دَعْدُ هِنْدٌ هِنْدُ

نوٹ: ہر وہ اسم، جس کے آخر میں تانیث کی علامت الف مقصورہ یا الف ممدودہ ہو، وہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ جیسے حَمْرَاءُ، صَحْرَاءُ، اَفْعٰی، حُبْلٰی

تانیث بالالف دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

معرفہ: وہ اسم ہے، جو کسی کا علم ہو۔ جیسے سُعَادُ، زَيْنَبُ، اس میں دوسرا سبب تانیث ہے۔

عجمہ: وہ اسم ہے، جو عربی کے سوا دوسری زبان میں علم ہو اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط ہے کہ:

۱۔ حروف تین سے زائد ہوں۔ جیسے اِبْرَاهِيْمُ، اِسْمٰعِيْلُ وغیرہ

۲۔ ثلاثی ہو، لیکن درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے شَتَرُ (قلعہ کا نام)

۳۔ ثلاثی اور مذکر کا علم ہو اور درمیانی حرف ساکن ہو تو وہ منصرف ہوگا جیسے لُوْطٌ نُوْحٌ

۴۔ ثلاثی ہو، عجمی ہو، مونث کا علم ہو اور درمیانی حرف ساکن ہو تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہے۔ جیسے مَاهُ و جُوْرُ (پانی کے نام)۔ ان تمام میں ایک سبب علمیت اور دوسرا عجمہ ہے۔

ترکیب: وہ دو کلمات، جو اضافت اور اسناد کے بغیر مرکب ہو کر علم بن جائیں۔ جیسے بَعْلَبَکُّ، حَضَرَ مَوْتُ، مَعْدِیْکَرَبُ

بشرطیکہ اس کے آخر میں وَیْهِ کا کلمہ نہ ہو، اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔

جمع منتہی الجموع: وہ جمع ہے، جس کی آگے جمع نہ بن سکے، اس کے پہلے دو حرف مفتوح، تیسری جگہ الف اور اس کے بعد والے حرف کے نیچے زیر ہوتی ہے۔ جیسے مَسَاجِدُ، مَصَابِیْحُ

یہ جمع دو سببوں کے قائم مقام ہے، اگر اس جمع کے آخر میں ۃ آ جائے تو یہ منصرف ہو جاتی ہے۔ جیسے فَرَازِنَةٌ، صَیَاقِلَةٌ۔ یہ دونوں علم اسم منصرف ہیں۔

وزن فعل: ہر وہ اسم ہے، جو کسی ایسے وزن پر آ جائے جو صرف افعال کے ساتھ خاص ہو اور اس میں کوئی دوسرا سبب بھی پایا جائے۔ جیسے شَمَّرُ[1]، دُئِلُ[2]۔

اگر علم ایسے وزن پر آ جائے جو اسماء و افعال میں مشترک ہو تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے اول میں حروف اتین میں سے کوئی آ جائے۔ جیسے اَحْمَدُ، تَغْلِبُ، یَشْکُرُ

اگر اس کے آخر میں ۃ آ جائے تو منصرف ہو جاتا ہے۔ جیسے یَعْمَلَةٌ

الف نون زائدتان: ان کی کئی صورتیں ہیں:

۱۔ جب یہ علم یا صفت کے آخر میں آ جائیں۔ جیسے عُثْمَانُ، عَطْشَانُ

۲۔ ایسی صفت کے آخر میں آ جائیں، جس کی مؤنث میں ۃ نہ ہو۔ جیسے جَوْعَانُ، غَضْبَانُ

۳۔ ایسی صفت کے آخر میں آ جائیں، جس کی مونث ہی نہ ہو۔ جیسے رَحْمٰنُ

---

[1] گھوڑے کا نام [2] قبیلہ کا نام

اگر ایسی صفت کے آخر میں آجائیں جس کی مونث میں ۃ آتی ہو تو وہ منصرف ہوتی ہے۔ جیسے نَدْمَانٌ مونث نَدْمَانَةٌ

نوٹ: ہر وہ اسم، جس کے غیر منصرف ہونے کا دوسرا سبب علمیت ہو، اگر اسے نکرہ بنا دیا جائے تو اس کے آخر میں کسرہ اور تنوین آ جاتی ہے۔ جیسے جَاءَ نِیْ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ

خلاصۂ بحث

مذکورہ بالا بحث سے یہ معلوم ہوا کہ تین قسم کے اسماء غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں:

۱۔اعلام ۲۔صفات ۳۔اسماء

غیر منصرف اعلام کی صورتیں: ۱۔جب مؤنث کا علم ہو، خواہ مؤنث لفظی ہو یا مؤنث معنوی۔ جیسے طَلْحَةُ، عَائِشَةُ، زَیْنَبُ

۲۔ جب عجمی ہو، ثلاثی ساکن الوسط نہ ہو۔ جیسے اِسْرَائِیْلُ، مِیْکَائِیْلُ

۳۔ جب مرکب مزجی ہو اور اس کے آخر میں وَیْہ کا کلمہ نہ ہو۔ جیسے بعلبک

۴۔ جب اس کے آخر میں الف نون زائدتان آ جائیں۔ جیسے عَفَّانُ، نُعْمَانُ، قَحْطَانُ

۵۔ جب فعل کے وزن پر آ جائے۔ جیسے یَثْرِبُ، یَغْرُبُ اور اس کے آخر میں تاء تانیث نہ ہو۔

۶۔ جب فُعَلُ کے وزن پر آ جائے اور فَاعِلٌ کے وزن سے معدول ہو۔ مُضَرُ

غیر منصرف صفات کی صورتیں: ۱۔ جب صفت کا صیغہ فَعْلَان کے وزن پر ہو اور اس کی مونث میں ۃ نہ ہو جیسے سَکْرَانُ

۲۔ اَفْعَلُ کے وزن پر آ جائے اور اس کی مؤنث میں ۃ نہ ہو۔ جیسے اَبْیَضُ، اَسْبَقُ

۳۔ واحد سے لے کر دس تک اسمائے اعداد فُعَالُ یا مَفْعَلُ کے وزن پر آ جائیں۔ جیسے اُحَادُ، مَوْحَدُ، رُبَاعُ، مَرْبَعُ

۴۔ اُخَرُ، جُمَعُ جب کہ یہ اُخْرٰی اور جُمْعٰی کی جمع ہوں۔

غیر منصرف اسماء کی صورتیں: ا۔ وہ اسم یا صفت، جس کے آخر میں الفِ تانیث مقصورہ یا ممدودہ آ جائے۔ جیسے صُغْرٰی، نُعْمٰی، صَحْرَاءُ، حَمْرَاءُ

۲۔ وہ اسم، جو جمع منتہی الجموع کے وزن پر آ جائے۔ جیسے مَدَارِسُ، عَصَافِيْرُ

سوالات

ا۔ کیا غیر منصرف کے آخر میں کسرہ آ سکتا ہے؟

۲۔ عدل کے غیر منصرف ہونے کے کتنے وزن ہیں؟

۳۔ درج ذیل کلمات میں سے منصرف اور غیر منصرف الگ الگ کریں اور ان کے اسباب کی وضاحت کریں:

حَدَائِقُ اَشْجَارٌ فَيْحَاءُ لِيَفْرَبُوْل سُبَاعُ طَوَاوِيْسُ

اَرَامِلُ دَوْلَةٌ صَوَامِعُ صَلَوَاتٌ اَحَادِيْثُ نَعْسَانُ

صَدْيَانُ كُبَرُ، شَابَ قَرْنَاهَا تَاَبَّطَ شَرًّا عُمْرَوَيْهِ

عِزْرَائِيْلُ مَثْنٰى۔

۴۔ غیر منصرف صفات کی کیا شرائط ہیں؟

سبق: ۱۰

مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کا بیان

جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، اس کے اصلی جزء صرف دو ہیں:

۱۔ مسند الیہ ۲۔ مسند

ان کے علاوہ جو کچھ ہوتا ہے خواہ جار مجرور ہو یا ظرف، انہیں متعلقات جملہ کہتے ہیں، ان میں بعض مرفوع، بعض منصوب اور بعض مجرور ہوتے ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ مرفوعات ۲۔ منصوبات ۳۔ مجرورات

مرفوعات: ان سے مراد آٹھ چیزیں ہیں، جو مرفوع پڑھی جاتی ہیں:

۱۔ مبتدا ۲۔ خبر ۳۔ فاعل ۴۔ نائب الفاعل

۵۔ افعال ناقصہ کا اسم ۶۔ حروف مشبہ بالفعل کی خبر

۷۔ ماولا مشابہ بلیس کا اسم ۸۔ لانفی جنس کی خبر

منصوبات: ان سے مراد وہ بارہ چیزیں ہیں جو منصوب ہوتی ہیں:

۱۔ مفعول بہ ۲۔ مفعول مطلق ۳۔ مفعول فیہ ۴۔ مفعول لہ

۵۔ مفعول معہ ۶۔ حال ۷۔ تمیز ۸۔ مستثنیٰ

۹۔ افعال ناقصہ کی خبر ۱۰۔ حروف مشبہ بالفعل کا اسم

۱۱۔ ماولا مشابہ بلیس کی خبر ۱۲۔ لانفی جنس کا اسم

مجرورات: ان سے مراد وہ دو چیزیں ہیں، جو مجرور ہوتی ہیں:

۱۔ مضاف الیہ ۲۔ مجرور بحرف جر

چونکہ کلام میں مقصود بالذاتِ مرفوعات ہیں، اس لئے سب سے پہلے ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

سبق:۱۱

مرفوعات کا بیان

مرفوعات جمع ہے مرفوع کی، مرفوع اس شے کو کہتے ہیں جس پر رفع ہو،

۱- جملہ اسمیہ

جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے، جو مبتدا اور خبر سے مل کر بنتا ہے، مبتدا کو مسند الیہ اور خبر کو مسند کہتے ہیں، مبتدا اور خبر دونوں کا آخر مرفوع ہوتا ہے، ان کا عامل یعنی رفع دینے والا، معنوی ہوتا ہے۔ جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَللّٰهُ وَاحِدٌ، اَللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ مبتدا رَسُوْلُ اللّٰهِ اور وَاحِدٌ خبر ہیں

مبتدا اور خبر کے احکام

۱- مبتدا وہ اسم ہوتا ہے، جو ابتدائے کلام میں آتا ہے اور مسند الیہ ہوتا ہے، یہ عموماً معرفہ ہوتا ہے یا نکرہ مخصوصہ۔ جیسے اَلشَّجَرُ طَوِیْلٌ، طِفْلٌ صَغِیْرٌ جَمِیْلٌ

۲- خبر وہ شے ہوتی ہے جو مبتدا کے ساتھ مل کر جملہ مفیدہ بناتی ہے، یہ کبھی مفرد ہوتی ہے۔ جیسے اَلْعَدْلُ مَحْمُوْدٌ، اور کبھی جملہ ہوتی ہے۔ جیسے اَلْقَلَمُ یَکْتُبُ (قلم لکھتا ہے)، ان مثالوں میں مَحْمُوْدٌ اور یَکْتُبُ خبر ہیں۔

مبتدا کے احکام

مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ جیسے اَلْقَاهِرَةُ مَشْهُوْرَةٌ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے، البتہ نکرہ صرف دو صورتوں میں مبتدا بن سکتا ہے:

۱- جب وہ عموم پر دلالت کرے۔ جیسے مَا تِلْمِیْذٌ غَائِبٌ (کوئی طالب علم غائب نہیں)

جب نکرہ سے پہلے حرف نفی یا حرف استفہام آجائے تو یہ عموم پر دلالت کرتا ہے۔

جیسے مَا مُجْتَهِدٌ غَائِبٌ (کوئی محنتی غائب نہیں)، هَلْ كَرِيْمٌ ذَاهِبٌ (کیا کوئی سخی جانے والا ہے؟)

۲۔ جب وہ مخصوصہ ہو، جیسے كِتَابُ تِلْمِيْذٍ مَفْقُوْدٌ

نکرہ کو مخصوص کرنے کی صورتیں: نکرہ درج ذیل صورتوں میں مخصوص ہو جاتا ہے:

ا۔ اضافت سے: جب اسے دوسرے نکرہ کی طرف مضاف کیا جائے تو یہ نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے۔ جیسے طَالِبُ اِحْسَانٍ وَاقِفٌ (نیکی کا طالب کھڑا ہے)

۲۔ صفت لگانے سے: جب اس کی صفت دوسرے اسم نکرہ سے لگائی جائے تو یہ خاص ہو جاتا ہے۔ جیسے تِلْمِيْذٌ مُجْتَهِدٌ فَائِزٌ (محنتی شاگرد کامیاب ہے)

۳۔ جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا سے پہلے آ جائے۔ جیسے عَلَى الشَّجَرَةِ طَائِرٌ، عِنْدِىْ كِتَابٌ، ان مثالوں میں عَلَى الشَّجَرَةِ اور عِنْدِىْ خبر مقدم اور طَائِرٌ اور كِتَابٌ نکرہ مبتدا موخر ہیں۔

۴۔ جو اپنے مابعد میں عمل کر رہا ہو۔ جیسے رَغْبَةٌ فِى الْخَيْرِ خَيْرٌ (بھلائی میں رغبت کرنا بہتر ہے) رَغْبَةٌ فِى الخير مبتدا ہے۔

۵۔ جب دعا کے لئے استعمال کیا جائے۔ جیسے سَلَامٌ على اِلْيَاسِيْنَ

۶۔ جب وہ مصغر ہو۔ جیسے رُجَيْلٌ عِنْدِىْ

۷۔ جب وہ لَوْلَا کے بعد واقع ہو۔ جیسے لَوْلَا اصْطِبَارٌ لَمَا فَازَ اَحَدٌ (اگر صبر کرنا نہ ہوتا تو کوئی کامیاب نہ ہوتا) اس میں اِصْطِبَارٌ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے۔

خبر کے احکام

ا۔ مبتدا کی خبر کبھی مفرد ہوتی ہے۔ جیسے الكتاب مفيد

۲۔ خبر کبھی جملہ اسمیہ واقع ہوتی ہے اور کبھی جملہ فعلیہ، اس جملہ میں ایک ضمیر بارز (ظاہر) یا مستتر (پوشیدہ) کا ہونا ضروری ہے جو تذکیر و تانیث، واحد، تثنیہ، جمع ہونے میں

مبتدا کے مطابق ہو۔ جیسے اَلْبُسْتَانُ اَزْهَارُهٗ جَمِيْلَةٌ، اَلْكَرِيْمُ يُسَاعِدُ الْيَتِيْمَ (سخی یتیم کی مدد کرتا ہے) اَلْبُسْتَانُ اور اَلْكَرِيْمُ مبتدا اَزْهَارُهٗ جَمِيْلَةٌ اور يُسَاعِدُ الْيَتِيْمَ خبر ہیں اَزْهَارُهٗ میں ہ ضمیر اور يُسَاعِدُ میں هُوَ ضمیر مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس ضمیر کو ضمیر عائد کہتے ہیں۔

۳۔ کبھی مبتدا کی خبر ظرف یا جار مجرور ہوتی ہے۔ جیسے اَلطِّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ (بچہ مسجد میں ہے)، اَلطَّائِرُ فَوْقَ السَّقْفِ (پرندہ چھت کے اوپر ہے)۔ ان مثالوں میں فِي الْمَسْجِدِ اور فَوْقَ السَّقْفِ خبر ہیں۔

نوٹ: جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو اس سے پہلے فعل یا شبہ فعل (اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل اور مصدر) میں سے کسی کا ہونا ضروری ہے، اگر فعل یا شبہ فعل کلام میں موجود ہوں تو اس کو ظرف لغو کہتے ہیں۔ جیسے زَيْدٌ جَالِسٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ اور اگر فعل یا شبہ فعل لفظوں میں موجود نہ ہوں تو ان سے پہلے اِسْتَقَرَّ، مُسْتَقِرٌّ، مَوْجُوْدٌ ثَابِتٌ محذوف نکال لیا جاتا ہے؛ ظرف، جار اور مجرور اس کے متعلق ہو جاتے ہیں، اس کو ظرف مستقر کہتے ہیں جیسے فِي الْغُرْفَةِ طَالِبٌ، عِنْدِيْ كِتَابٌ اصل میں اِسْتَقَرَّ یا مَوْجُوْدٌ تھے۔

نوٹ: کبھی مبتدا کی کئی خبریں آتی ہیں۔ جیسے اَلتِّلْمِيْذُ فَائِزٌ مَسْرُوْرٌ

مبتدا کی تقدیم: مبتدا عموماً پہلے آتا ہے، خبر بعد میں آتی ہے۔ مگر کبھی اس کا الٹ بھی ہوتا ہے، درج ذیل صورتوں میں پہلے اسم کو مبتدا بنانا واجب ہے:

۱۔ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ جیسے عَلِيٌّ صديقي

۲۔ جب مبتدا اور خبر دونوں تخصیص میں برابر ہوں۔ جیسے اَفْضَلُ مِنْكَ اَفْضَلُ مِنِّيْ، اَفْضَلُ مِنْكَ مبتدا اور بعد والا حصہ خبر ہے۔

۳۔ جب مبتدا کی خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جیسے اَلطِّفْلُ يَضْحَكُ

۴۔ جب مبتدا کو اِنَّمَا یا مَا اور اِلَّا کے ذریعہ خبر کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ جیسے

اِنَّمَا الْحَدِیْدُ صُلْبٌ، مَا اَنْتَ اِلَّا شَاعِرٌ (تو تو صرف شاعر ہے)

۵۔ جب مبتدا ایسا کلمہ ہو، جس کا ابتدائے کلام میں لانا ضروری ہو، اور یہ درج ذیل چھ کلمے ہیں:

۱-اسمائے استفہام وشرط　۲-کم خبریہ　۳-ماتعجبیہ　۴-ضمیر شان یا ضمیر قصہ

۵-اسم موصول　۶-لام ابتدائیہ

۱-اسمائے استفہام وشرط .... وہ اسماء جو استفہام یا شرط کے معنی دیں۔ جیسے مَنْ اَبُوْکَ (تیرا باپ کون ہے؟)، مَنْ یَّجْتَهِدْ یَفُزْ (جو کوشش کرے گا، کامیاب ہوگا)، مَنْ مبتدا اور بعد والا کلام خبر ہے۔

۲-ماتعجبیہ .... جس کے ساتھ تعجب کا اظہار کیا جائے۔ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا، مَا بمعنی شَیْئٌ عَظِیْمٌ مبتدا اور اَحْسَنَ زَیْدًا خبر ہے۔

۳-کم خبریہ .... جس کے ساتھ کسی چیز کی کثرت کی خبر دی جائے۔ جیسے کَمْ کِتَابٍ مُفِیْدٌ

۴-ضمیر شان یا قصہ .... وہ ضمیر، جو جملہ کی ابتداء میں بلا مرجع آئے اور بعد والا جملہ اس کی تفسیر بیان کرے، اگر مذکر ہو تو ضمیر شان اور مؤنث ہو تو ضمیر قصہ کہلاتی ہے۔ جیسے هِیَ الْبِنْتُ تَجْتَهِدُ، هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، یہاں هِیَ اور هُوَ مبتدا ہیں۔

۵-لام ابتدائیہ .... وہ اسم، جس سے پہلے لام مفتوح ابتدائیہ آجائے۔ جیسے لَزَیْدٌ مُجْتَهِدٌ

۶-اسم موصول .... وہ اسم، جس میں شرط کے معنی پائے جائیں اس کی خبر سے پہلے "ف" آجائے۔ جیسے اَلَّذِیْ یُجِیْبُ فَلَهٗ جَائِزَةٌ

خبر کی تقدیم: خبر کا چار مقامات پر مقدم کرنا واجب ہے:

۱۔ جب خبر ایسا کلمہ ہو جس کا ابتدائے کلام میں لانا ضروری ہو۔ جیسے اَیْنَ کِتَابُکَ، مَتَی الْاِمْتِحَانُ، کَیْفَ الْخَلَاصُ

۲۔ جب خبر کو اِنَّمَا یا مَا اور اِلَّا کے ذریعہ مبتدا کے ساتھ خاص کیا جائے۔ جیسے اِنَّمَا السَّابِقُ مُحَمَّدٌ، مَا الْخَطِیْبُ اِلَّا عَلِیٌّ

۳۔ جب خبر ظرف یا جار مجرور اور مبتدا نکرہ ہو۔ جیسے عِنْدِیْ سَیَّارَۃٌ لِلدَّارِ بَابٌ

۴۔ جب مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کے کسی جز کی طرف لوٹے۔ جیسے عَلَی الْحِصَانِ سَرْجُہٗ۔ اس مثال میں ہٗ ضمیر حصان کی طرف لوٹ رہی ہے۔

مبتدا اور خبر کی مطابقت

جب خبر اسم مشتق یا اسم منسوب ہو تو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث میں اس کا مبتدا کے مطابق ہونا ضروری ہے جیسے اَلتِّلْمِیْذُ حَاضِرٌ، اَلْبِنْتُ ذَکِیَّۃٌ، اَلشَّجَرَتَانِ مُثْمِرَتَانِ، اَلرِّجَالُ مُجْتَھِدُوْنَ

اگر مبتدا جمع مکسر یا جمع غیر ذوی العقول ہو تو خبر مفرد مونث بھی آسکتی ہے۔ جیسے اَلْکُتُبُ مُفِیْدَۃٌ، اَلْجِبَالُ شَامِخَۃٌ یا شَامِخَاتٌ

سوالات

۱- مبتدا اور خبر کی مطابقت کن چیزوں میں ضروری ہے؟

۲- خبر کی کتنی اقسام ہیں؟

۳- درج ذیل عبارات میں مبتدا، معرفہ اور نکرہ الگ الگ کریں:

اَلسَّيَّارَاتُ كَثِيْرَةٌ بِالْمُدُنِ وَالْقُرٰى وَلَهَا مَنَافِعُ وَ فِيْهَا مَضَارٌّ، اَلرَّجُلُ صَادِقُ الْوَعْدِ، عَدُوِّیْ عَدُوٌّ لَّكُمْ، اَبُوْكَ يَأْتِیْ غَدًا مِنْ دِهْلِیْ، اٰيَاتُ اللّٰهِ كَثِيْرَةٌ فِی الْاٰفَاقِ، الأطفالُ تَنَاولوا الفطورَ فی الغرفة، فِی الْغُرْفَةِ بِسَاطٌ، فِیْ فَنَاءِ الْمَدْرَسَةِ احْتِفَالٌ عَظِيْمٌ، فَوْقَ رُؤُسِنَا سَمَاءٌ

۴- ظرف کی کتنی قسمیں ہیں؟ درج ذیل عبارات میں جو محذوف ہیں وہ نکالو:

فِی الْمَصَانِعِ عُمَّالٌ، فِی الْمَزَارِعِ كَلْبٌ، تَحْتَ الْاَرْضِ مَاءٌ، فی الدار صبیٌّ، فِیْ كُلِّ يَوْمٍ حَادِثَةٌ

۵- وہ کون سے کلمات ہیں؟ جن کا ابتداء میں لانا واجب ہے۔

۶- خبر کی تقدیم کن صورتوں میں واجب ہے؟

سبق: ۱۲

مبتدا اور خبر کا حذف

جب کلام میں ایسی دلیل موجود ہو جو مبتدا اور خبر کے حذف پر دلالت کرے تو ان کا حذف کبھی جائز اور کبھی واجب ہوتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ اَسَدٌ، اس جگہ اَسَدٌ سے پہلے هٰذَا محذوف ہے نَظَرْتُ اِلَى الْمَرِيْضِ فَاِذَاً هُوَ اس جگہ مَيِّتٌ خبر محذوف ہے۔

مبتدا کا حذف: مبتدا کے حذف کرنے کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ جب مبتدا کی خبر مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم ہو۔ جیسے نِعْمَ الْفَاتِحُ صَلَاحُ الدِّيْنِ، بِئْسَ الْعَادَةُ خُلْفُ الْوَعْدِ (بری عادت وعدہ کی خلاف ورزی ہے) اس جگہ صَلَاحُ الدِّيْنِ اور خُلْفُ الْوَعْدِ سے پہلے هُوَ مبتدا محذوف ہے۔

۲۔ جب صفت مدح، ذم[1] یا رحم کے لئے موصوف سے الگ کر دی جائے۔ جیسے اِرْحَمْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ الْبَائِسُ (تو مسکین پر رحم کر جو مفلس ہے،) اَلْبَائِسُ سے پہلے هُوَ مبتدا محذوف ہے۔

۳۔ جب مصدر عمل میں فعل کے قائم مقام ہو۔ جیسے ثَبَاتٌ فِيْ شِدَّتِيْ، ثَبَاتٌ سے پہلے أَمْرِيْ مبتدا محذوف ہے (میرا کام سختی میں ثابت قدم رہنا ہے)

۴۔ جب خبر صراحۃً قسم کا شعور دلائے۔ جیسے فِيْ ذِمَّتِيْ لَاَرْحَمَنَّ عَلَى الْيَتِيْمِ (بخدا میرے ذمہ ہے کہ میں ضرور یتیم پر رحم کروں گا) فِيْ ذِمَّتِيْ کے بعد يَمِيْنٌ مبتدا محذوف ہے۔

مذکورہ بالا ان چار صورتوں میں مبتدا کو حذف کرنا واجب ہے۔

خبر کا حذف: چار مقامات پر خبر کو حذف کرنا بھی واجب ہے:

۱۔ جب مبتدا صراحۃً قسم کا شعور دلائے۔ جیسے يَمِيْنُ اللّٰهِ لَاُنْصِفَنَّ الْمَظْلُوْمَ

---

[1] تعریف، برائی

(اللہ کی قسم میں ضرور مظلوم کے ساتھ انصاف کروں گا) یَمِیْنُ اللّٰہِ کے بعد قَسَمِیْ خبر محذوف ہے۔

۲۔ جب مبتدا لَوْلَا کے بعد ہو اور خبر، ایسا شبہ فعل ہو جو عموم پر دلالت کرے۔ جیسے مَوْجُوْدٌ اور کَائِنٌ وغیرہ۔ جیسے لَوْلَا النِّیْلُ لَکَانَتْ مِصْرُ قَفْرًا (اگر نیل نہ ہوتا تو مصر چٹیل میدان ہوتا) اَلنِّیْل کے بعد مَوْجُوْدٌ خبر محذوف ہے۔

۳۔ جب مبتدا کے ساتھ ایسی واوَ عاطفہ ملی ہوئی ہو، جو مصاحبت پر دلالت کرے۔ جیسے کُلُّ عَمَلٍ وَ جَزَاؤُہٗ، اس جگہ مُقْتَرِنَانِ خبر محذوف ہے۔

۴۔ جب مبتدا کے بعد ایسا حال آئے جو خود خبر نہ بن سکے اور مبتدا ایسا مصدر ہو، جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو یا مبتدا اسم تفضیل ہو، جو مصدر صریح یا مصدر مؤول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے اِحْتِرَامِیَ التِّلْمِیْذَ مُھَذَّباً (میرا ایسے طالب علم کا احترام کرنا ہے جو مہذب ہے)، اَکْثَرُ حُبِّیَ الزَّھْرَۃَ نَاضِرَۃً (تر و تازہ پھولوں کے ساتھ میری محبت سب سے زیادہ ہے) ان مثالوں میں حَاصِلٌ خبر محذوف ہے۔

سوالات

۱۔ درج ذیل فقرات کی ترکیب نحوی کریں اور جو محذوف ہوں، ان کو ظاہر کریں اور ان کے حذف کا سبب بتائیں:

اِجْتَنِبِ اللَّئِیْمَ الْخَسِیْسُ، بِئْسَ الْمَالُ الْحَرَامُ، عَزْمٌ ثَابِتٌ فِیْ عُنُقِیْ، لَاَعْطِفَنَّ عَلَی الْبَائِسِیْنَ، اَلْجُنْدِیُّ وَ سَلَاحُہٗ، لَعَمْرُکَ لَاُخْلِصَنَّ لَکَ الْوُدَّ

سبق: ۱۳

نواسخ جملہ

نواسخ جمع ہے، اس کا مفرد ناسخ ہے، جو نسخ سے نکلا ہے۔ نسخ کا لغوی معنیٰ زائل کرنا اور اثر مٹا دینا ہے، اصطلاح میں نواسخ جملہ سے مراد وہ افعال اور حروف ہیں، جو جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کے پہلے حکم کو ختم کر دیں۔ کیونکہ مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان سے پہلے کچھ ایسے افعال اور حروف آتے ہیں، جو مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب اور بعض مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع اور بعض دونوں کو نصب دیتے ہیں انہیں نواسخ جملہ کہتے ہیں۔ اور یہ تعداد میں چھ ہیں:

۱۔ افعال ناقصہ ۲۔ افعال مقاربہ ۳۔ ما ولا مشبہتان بلیس

۴۔ حروف مشبہ بالفعل ۵۔ لائے نفی جنس ۶۔ افعال قلوب

۱- افعال ناقصہ اور ان کے مشتقات

یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو رفع دیتے ہیں، اسے ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور اسے ان کی خبر کہتے ہیں۔ جیسے كَانَ الطَّالِبُ وَاقِفًا، مَازَالَ الشَّجَرُ مُثْمِرًا

وجہ تسمیہ: ناقصہ نقص سے نکلا ہے اور اس کا معنی ہے نامکمل ہونا۔ چونکہ یہ افعال لازم ہیں اور فعل لازم کی طرح فاعل کے ساتھ مل کر مکمل جملہ نہیں بنتے بلکہ فاعل کی صفت بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا انہیں ناقصہ کہتے ہیں۔ ان کے فاعل کو ان کا اسم اور صفت فاعل کو ان کی خبر کہہ دیتے ہیں۔ یہ تعداد میں تیرہ ہیں:

كَانَ، صَارَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰى، اَضْحٰى، ظَلَّ، بَاتَ، مَابَرِحَ، مَازَالَ، مَافَتِئَ، مَا انْفَكَّ، مَادَامَ، لَيْسَ

عمل کی تفصیل

كَانَ: یہ چار معانی میں استعمال ہوتا ہے: (۱) ناقصہ (۲) تامہ (۳) زائدہ (۴) بمعنی صار

۱- كَانَ ناقصہ: یہ اپنے اسم کی خبر کو زمانہ ماضی میں ثابت کرنے کے لئے آتا ہے، خواہ خبر کا اسم سے جدا ہونا ناممکن ہو۔ جیسے كَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا، یا اس کا اسم سے جدا ہونا ممکن ہو۔ جیسے كَانَ الْمَاءُ بَارِدًا (پانی ٹھنڈا تھا)

۲- كَانَ تامہ: یہ صرف فاعل کے ساتھ مل کر مکمل جملہ بن جاتا ہے، اسے خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس وقت یہ ثَبَتَ اور حَصَلَ کا معنی دیتا ہے۔ جیسے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ غَيْرُهٗ اس مثال میں کان تامہ ہے۔

۳- كَانَ زائدہ: وہ كَانَ ہے کہ اگر اسے کلام سے نکال دیا جائے تو معنیٰ مقصود میں فرق نہ آئے۔ اس کے زائد ہونے کی دو شرطیں ہیں:

ایک یہ کہ صیغہ ماضی میں ہو۔ جیسے مَا كَانَ اَحْسَنَ زَيْدًا، دوسری یہ کہ جار مجرور کے سوا دو متلازم چیزوں کے درمیان آئے۔ جیسے اَلْقِطَارُ كَانَ مُتَحَرِّكٌ ان دونوں مثالوں میں كَانَ زائدہ ہے۔

۴- کان بمعنیٰ صار: وہ کان ہے جو صَارَ کی طرح اسم کی حالت تبدیل کرنے کے لئے آئے۔ جیسے كَانَ الشَّجَرُ مُثْمِرًا (درخت پھل دار ہو گیا)

خصوصیات: جب كَانَ سے فعل مضارع بنایا جائے اور اس سے پہلے حرف جازم آجائے تو اس کے آخر سے نون گر جاتا ہے۔ بشرطیکہ سکون وقف کی وجہ سے نہ ہو اور ضمیر منصوب متصل یا کوئی دوسرا ساکن اس کے ساتھ نہ ملا ہو۔ جیسے لَمْ اَكُ بَغِيًّا، یہ اصل میں لَمْ اَكُنْ تھا مگر لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور لَمْ يَكُنْهُ میں نون حذف نہیں ہوگا کیونکہ پہلی جگہ دوسرے ساکن سے اور دوسری مثال میں ہ ضمیر منصوب سے ملا ہوا ہے۔

صَارَ: یہ اپنے اسم کی حالت یا صفت کو تبدیل کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے صَارَ الْمَاءُ جَلِيْدًا (پانی جم گیا)، صَارَ الْعِنَبُ نَاضِجًا (انگور پک گئے)

اَصْبَحَ (صبح کا وقت ہوا)، اَمْسٰى (شام کا وقت ہوا)، اَضْحٰى (چاشت کا

وقت ہوا)

یہ تینوں افعال اپنے اپنے اسم کی خبر کو اپنے اپنے وقتوں کے ساتھ ملانے کے لئے آتے ہیں، یعنی اَصْبَحَ صبح کے وقت کے ساتھ، اَضْحٰی چاشت کے وقت کے ساتھ، اَمْسٰی شام کے وقت کے ساتھ۔ جیسے اَصْبَحَ التِّلْمِیْذُ مُصَلِّیًا (طالب علم نے صبح کے وقت نماز پڑھی)، اَمْسَی الطِّفْلُ بَاکِیاً (شام کے وقت بچہ رویا)، اَضْحَی الْفَلَّاحُ مُسْتَرِیْحًا (چاشت کے وقت کسان آرام پانے والا ہوا)

ظَلَّ: یہ اپنے اسم کی خبر کو دن کے ساتھ خاص کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے ظَلَّ الْفَارِسُ ذَاهِبًا (شاہسوار دن کے وقت گیا)

بَاتَ: یہ اپنے اسم کی خبر کو رات کے وقت کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے بَاتَ الْمَرِیْضُ نَائِمًا (مریض رات کے وقت سویا)۔

نوٹ: اَمْسٰی، اَصْبَحَ، اَضْحٰی، ظَلَّ، بَاتَ، یہ پانچوں افعال بھی کَانَ کی طرح کبھی صَارَ کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں، اس وقت ان سے وقت مراد نہیں ہوتا، صرف تبدیلی حالت مقصود ہوتی ہے۔ جیسے اَمْسَی الْغُبَارُ ثَائِرًا[1]، فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا[2]، ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا[3]، اَضحَی الطَّالِبُ مُجْتَهِدًا[4]

لَيْسَ: یہ اپنے اسم سے زمانۂ حال میں خبر کی نفی کرتا ہے۔ جیسے لَيْسَ الْكَسْلَانُ نَاجِحًا (سست آدمی کامیاب نہیں ہے)

یہ فعل جامد ہے، اصل میں لَيِسَ تھا، کثرت استعمال کی وجہ سے کسرہ حذف کر دیا، ماضی کے سوا اس سے کوئی فعل نہیں آتا، جب اس کی خبر سے پہلے ب حرف جر آجائے تو اس کی خبر لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہوتی ہے۔ جیسے لَيْسَ التِّلْمِیْذُ بِرَاسِبٍ (طالب علم فیل نہیں ہے)۔

---

[1] غبار اڑنے والا ہوگیا۔ [2] تم اس کے انعام سے بھائی بھائی ہوگئے۔
[3] اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ [4] طالب علم محنتی ہوگیا۔

مَازَالَ، مَابَرِحَ مَافَتِئَ، مَا انْفَکَّ: یہ چاروں افعال اپنے اسم کی خبر کے استمرار کے لئے آتے ہیں، ان سے پہلے ما حرف نفی آتا ہے جیسے مَازَالَ الْمَطَرُ غَزِیْرًا (بارش موسلا دھار برستی رہی)، مَا بَرِحَ الْمَرِیْضُ مُتَوَجِّعًا (مریض درد محسوس کرتا رہا)

نوٹ: افعال استمرار کا فعل مضارع بھی ماضی کی طرح عمل کرتا ہے۔ جیسے لَایَزَالُ الْمَطَرُ غَزِیْرًا

مَادَامَ: یہ تعیین وقت کے لئے آتا ہے، اس سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ ہے، یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے سے پہلے فعل یا شبہ فعل کی ظرف بنتا ہے، اس سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے۔ جیسے لَا تَقْرَءْ مَادَامَ النُّوْرُ ضَئِیْلًا (تو مت پڑھ، جب تک روشنی کمزور ہے)

ضروری احکام

مذکورہ بالا تمام افعال ناقصہ کی خبر کو ان کے اسم سے پہلے ذکر کرنا جائز ہے۔ جیسے اَمْسَی نَازِلًا الْمَطَرُ

لَیْسَ اور وہ افعال جن سے پہلے مَا آتا ہے، ان کی خبر کو نفس افعال سے مقدم کرنا جائز نہیں، باقی افعال ناقصہ کی خبر ان سے پہلے آ سکتی ہے۔ البتہ ان تمام افعال سے ان کے اسم کو ان سے مقدم کرنا جائز نہیں۔

لَیْسَ، مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَا انْفَکَّ کے علاوہ یہ تمام افعال ناقصہ کبھی تامہ بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ [1] (اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر عیب سے جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو)، خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ [2] (وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں)، صِرْتُ مِنْ مَّكَانٍ اِلٰی مَكَانٍ، (میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا)

---

[1] الروم: ۱۷ [2] هود: ۱۰۷

سوالات

۱- كَانَ، صَارَ، اَمْسٰى كس كس معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں؟

۲- مَازَالَ اور مَادَامَ میں مَا کیسا ہے؟

۳- درج ذیل جملوں سے پہلے، افعال ناقصہ لگا کر اعراب لگائیں:

اللّٰه غفور، الحاكم عادل، الثّوب نظيف، الجوّ معتدل، المسلمون فائزون، الكتاب رخيص، التّلميذات مجتهدات، المريضان صابرانِ، ابوك مخلص، السّارقون محبوسون، اخوك طبيب ماهر، الكفار في جهنّم۔

۴- درج ذیل عبارات سے افعال ناقصہ الگ کریں اور ان کے اسم اور خبر پہچانیں:

فَلَاتَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِنْهُ، اُسْكُتْ مَادَامَ السُّكُوْتُ نَافِعًا، قَدْيُضْحِي الْعَبْدُ سَيِّدًا، اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَادَامُوْا فِيْهَا، اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ، اَلنَّاسُ لَيْسُوْا سَوَاءً، مَازِلْنَا نَاظِرِيْنَ اِلٰى زَهْرَةِ الْوَرْدِ، مَا انْفَكَّ الْبَاطِلُ مَهْزُوْمًا

۵- مَادَامَ التِّلْمِيْذُ يَجْتَهِدُ کو پورا جملہ بننے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے؟

سبق: ۱۴

۲- افعال مقاربہ ورجاء وشروع

ان سے مراد وہ افعال ہیں جو کَانَ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے اور محلا منصوب۔ جیسے کَادَ الْجَوُّ یَعْتَدِلُ (قریب ہے کہ فضا معتدل ہو جائے)

یہ افعال تین طرح کے ہیں: ۱۔افعال مقاربہ، ۲۔افعال رجاء، ۳۔افعال شروع

افعال مقاربہ: وہ افعال ہیں، جو اپنے اسم کی خبر کے، قریب ہی واقع ہونے پر دلالت کریں۔ جیسے یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ[1]، (قریب ہے کہ چمک ان کی نگاہوں کو اچک لے)، کَرَبَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِیْ (قریب ہے کہ سردی ختم ہو جائے)، اَوْشَکَ الْمَالُ اَنْ یَنْفَدَ (قریب ہے کہ مال ختم ہو جائے)

نوٹ: کَادَ اور کَرَبَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے اور اَوْشَکَ کی خبر کے ساتھ اکثر اَنْ آتا ہے۔

افعال رجا: وہ افعال ہیں جو اپنے اسم کی خبر کے واقع ہونے کی امید پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں: عَسٰی، حَرٰی، اِخْلَوْلَقَ

عَسٰی: یہ فعل جامد ہے، سوائے ماضی کے اور کوئی صیغہ اس سے نہیں آتا اور اس کی خبر کے ساتھ اکثر اَنْ آتا ہے۔ جیسے عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ (امید ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے گا)

حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ: ان کی خبر کے ساتھ اَنْ کا لانا واجب ہے۔ جیسے اِخْلَوْلَقَ الْهَوَاءُ اَنْ یَّعْتَدِلَ (امید ہے کہ ہوا معتدل ہو جائے)، حَرَی الْغَائِبُ اَنْ یَّحْضُرَ (امید ہے کہ غائب حاضر ہو جائے)

نوٹ: ۱۔ ان کی خبر واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ان کے اسم کے مطابق ہوتی

---

[1] البقرہ: ۲۰

ہے۔

کبھی كَادَ کی خبر کے ساتھ بھی اَنْ آ جاتا ہے جیسے كَادَ الْمَطَرُ اَنْ يَنْقَطِعَ اور عَسٰی کی خبر سے اَنْ حذف ہو جاتا ہے مگر عَسٰی کی خبر پر اَنْ لانا اور كَادَ کی خبر سے اس کا حذف کرنا بہتر ہے۔

۲۔ افعال رجا کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں، صرف فاعل کے ساتھ مل کر مکمل جملہ بن جاتے ہیں، خبر کی ضرورت نہیں ہوتی، اس وقت ان کا فاعل مصدر مؤوّل ہوتا ہے۔ جیسے عَسٰی اَنْ يَّقُوْمَ، اِخْلَوْلَقَ اَنْ يَّاْتِيَ

۳۔افعال شروع: وہ افعال ہیں، جو اپنے اسم کی خبر کی ابتداء پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں: شَرَعَ، اَنْشَاَ، اَخَذَ، طَفِقَ، جَعَلَ، عَلِقَ، قَامَ، اَقْبَلَ، هَبَّ

ان کی خبر بھی فعل مضارع ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اَنْ کا لگانا ممنوع ہے۔ جیسے طَفِقَ الْجَيْشُ يَتَحَرَّكُ (لشکر حرکت کرنے لگا)، جَعَلَ الرَّعْدُ يَقْصِفُ (بجلی کڑکنے لگی)، اَخَذَ الْمَطَرُ يَنْزِلُ (بارش برسنے لگی)

سوالات

۱۔ افعال شروع اور افعال رجا کی الگ الگ خصوصیات کیا ہیں؟

۲۔ افعال مقاربہ اور افعال ناقصہ میں کیا فرق ہے؟

۳۔ کون سے افعال کی خبر پر اَنْ کا لانا واجب ہے؟

۴۔ درج ذیل عبارات میں سے اسم اور خبر کو الگ الگ کریں:

اَوْشَكَتِ السُّحُبُ اَنْ تُمْطِرَ، جَعَلَ الْمُوْسِرُوْنَ يَذْهَبُوْنَ اِلٰی مَرِیٍّ، اَخَذَ الزَّرْعُ يَيْبَسُ مِنَ الْعَطَشِ، عَسَى الرَّخَاءُ اَنْ يَّدُوْمَ، يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ[1]، طَفِقَ الْغِلْمَانُ يَتَنَافَسُوْنَ فِي السِّبَاحَةِ، اِخْلَوْلَقَتِ الْحُمّٰى اَنْ تُفَارِقَ الْمَرِيْضَ

---

[1] النور:۳۵

سبق:۱۵

۳- اِنْ، مَا، لَا، لَاتَ

یہ چاروں حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہونے اور نفی کا معنیٰ دینے میں لَیْسَ کے مشابہ ہیں، لیس کی طرح یہ بھی اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے مَا الْقُصُوْرُ شَاهِقَةً (محلات بلند و مضبوط نہیں)، اِنِ الْاَنْهَارُ فَائِضَةً (نہریں بہنے والی نہیں)

عمل کی تفصیل

اِنْ اور مَا: ا۔ یہ دونوں اسم نکرہ اور معرفہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جیسے مَا الْاَشْجَارُ مُثْمِرَةً (درخت پھل دار نہیں)، مَا رَجُلٌ ذَاهِبًا (آدمی جانے والا نہیں)، اِنِ الْاَنْهَارُ فَائِضَةً

۲۔ کبھی ان کی خبر پر لَیْسَ کی خبر کی طرح ب زائدہ آجاتی ہے، اس وقت خبر لفظاً مجرور محلاً منصوب ہوتی ہے۔ جیسے مَا الْفَقْرُ بِعَیْبٍ، اِنِ الْعِتَابُ بِمُفِیْدٍ ان صورتوں میں یہ عاملہ کہلاتے ہیں۔

جب اِنْ اور مَا کی خبر ان کے اسم سے مقدم ہو یا خبر سے پہلے اِلَّا کا حرف آجائے یا مَا کے بعد اِنْ زائدہ آجائے یا مَا کا تکرار ہو یا ان کی خبر کا معمول ان کے اسم سے پہلے آجائے تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے مَا مُنْطَلِقٌ رَجُلٌ، مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ[1]، مَا اِنْ اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ، مَا مَاطَالِبٌ قَائِمٌ، مَا طَعَامَکَ زَیْدٌ اٰکِلٌ۔ ان مثالوں میں مَا کا عمل باطل ہے،

ان صورتوں میں یہ غیر عاملہ کہلاتے ہیں۔

لَا: اس کا اسم اور خبر دونوں اسم نکرہ ہوتے ہیں اور اس کا اسم خبر سے مقدم ہوتا ہے، اس کی خبر پر اِلَّا کا حرف نہیں آتا۔ جیسے لَا زَمَانٌ مُسَالِمًا

اگر مذکورہ شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے

---

[1] آل عمران:۱۴۴

لَا الرَّجُلُ قَائِمٌ، لَا بُسْتَانٌ اِلَّا مُثْمِرٌ، لَا مُسَالِمٌ زَمَانٌ

لَاتَ: کبھی لا کے آخر میں مبالغہ کے لئے ت لگا دیتے ہیں، اس وقت اس کا اسم اور خبر دونوں ایسا اسم ہوتے ہیں جو زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور ان میں سے ایک کا حذف کرنا ضروری ہوتا ہے، البتہ عموماً اسم حذف ہوتا ہے۔ جیسے لَاتَ وَقْتَ نَدَامَةٍ اصل میں لَاتَ الْوَقْتُ وَقْتَ نَدَامَةٍ تھا، اسی طرح فَنَادَوْا وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ اصل میں لَاتَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصٍ تھا۔

سوالات

۱- درج ذیل فقرات میں مَا عاملہ اور غیر عاملہ الگ الگ کرو:

مَا الظَّالِمُ ذَاهِبًا، مَا نَاجِحٌ ظَالِمٌ، مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ مَالِصَّاالشُّرْطِيُّ ضَارِبٌ، مَا الْاَشْجَارُ مُوْرِقَةٌ، وَ مَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ[1]

۲- درج ذیل فقرات کے پہلے مناسب حرف لگا کر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں:

المدينة واسعة، بستان جميل بل بستانان، الطّريق مزدحمة، شارع نظيف، القاتلات مقتولات، الرّجال قانطون، المسلمان قانطان، المضيفان مكرمان، ابوك رجل شريف، العمّال ماهرون، الوقت وقت فرار، السّاعة ساعة اجتهاد

۳- مَا کا عمل کب باطل ہوتا ہے؟

۴- لَا کے عمل کے لئے کیا شرائط ہیں؟

---

[1] العنکبوت:۲۲

سبق:۱۶

۴- حروف مشبّہ بالفعل

یہ چھ حروف ہیں، جو جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ جیسے اِنَّ التِّلْمِیْذَ نَاجِحٌ (بے شک طالب علم کامیاب ہے) یہ درج ذیل ہیں:

اِنَّ، اَنَّ (بے شک) کَاَنَّ (گویا کہ) لٰکِنَّ (لیکن) لَعَلَّ (شاید کہ) لَیْتَ (کاش کہ)

وجہ تسمیہ: انہیں مشبہ بالفعل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ معنیٰ اور عمل میں فعل کے مشابہ ہوتے ہیں۔

عمل کی تفصیل

۱-۲-اِنَّ اور اَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس میں تاکید کا معنیٰ پیدا کرتے ہیں۔ جیسے اِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں) سَمِعْتُ اَنَّ الْعَالِمَ جَیِّدٌ (میں نے سنا کہ بے شک عالم عمدہ ہے)

۳-کَاَنَّ: یہ تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ جیسے کَاَنَّ الْاُسْتَاذَ اَبٌ (استاد گویا باپ ہوتا ہے)

۴- لٰکِنَّ: یہ استدراک کے لئے آتا ہے، یعنی سابقہ کلام میں پیدا شدہ وہم کو دور کرنے کے لئے۔ جیسے اَلْخَادِمُ حَاضِرٌ لٰکِنَّ السَّیِّدَ غَائِبٌ (خادم حاضر ہے لیکن سردار غائب ہے)

۵- لَعَلَّ: یہ رجا کے لئے آتا ہے، یعنی ایسی چیز کے حصول کے لئے آرزو کرنا جو قریب الحصول اور محبوب ہو۔ جیسے لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْحَمُنِیْ کبھی یہ اشفاق یعنی ایسی چیز کی آرزو کے لئے بھی آتا ہے جو ناپسند ہو۔ جیسے لَعَلَّ زَیْدًا ھَالِکٌ اور کبھی یہ علت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ (تا کہ وہ نصیحت حاصل کرے)

۶-لَيْتَ: یہ تمنی کے لئے آتا ہے، یعنی ایسی چیز کی آرزو کرنا جس کا پورا ہونا ممکن ہو۔ جیسے لَيْتَ لِيْ قِنطَارًا مِّنَ الذَّهَبِ (کاش میرے لئے سونے کا خزانہ ہوتا) یا ایسی آرزو کے لئے آتا ہے جس کا حاصل ہونا ناممکن ہو۔ جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (کاش جوانی کسی دن لوٹ آتی)

نوٹ: کبھی ان چھ حرفوں کے بعد مَا کافہ آجاتا ہے جو انہیں عمل سے روک دیتا ہے، اس وقت یہ افعال پر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسے اِنَّمَا يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ[1] مگر جب لیت کے بعد مَا کافہ آئے تو اس کی جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی خصوصیت زائل نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کو عاملہ اور غیر عاملہ بنانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے لَيْتَمَا الْاِنْسَانَ كَامِلٌ۔ لَيْتَمَا السُّرُوْرُ دَائِمٌ

[1] الکہف:۱۱۰

سبق : ۱۷

اِنَّ وَاَنَّ کے استعمال کا فرق

اِنَّ اور اَنَّ دونوں جملہ کے مضمون میں تاکید پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں، ان کے استعمال میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ ابتدائے کلام میں آتا ہے، اپنے اسم اور خبر سے مل کر مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اور اَنَّ درمیان کلام میں آتا ہے، اپنے اسم اور خبر سے مل کر مکمل جملہ نہیں بنتا بلکہ کبھی فاعل، کبھی مفعول بہ، کبھی نائب فاعل، کبھی مجرور بحرف جر اور کبھی مضاف الیہ ہوتا ہے۔

اِنَّ اور اَنَّ کے استعمال کی الگ الگ صورتیں درج ذیل ہیں۔

اِنَّ کے استعمال کی صورتیں

وہ مقامات، جہاں اِنَّ پڑھا جاتا ہے:

۱۔ جب جملہ کی ابتداء میں آئے۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ [۱]

۲۔ قول اور اس کے مشتقات کے بعد ہو۔ جیسے قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ [۲]

۳۔ جواب قسم میں ہو۔ جیسے يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ [۳]

۴۔ اسم موصول کے صلہ سے پہلے آجائے۔ جیسے جَاءَ الرَّجُلُ الَّذِىْ اِنَّهٗ لَغَائِبٌ، یہاں اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اَلَّذِىْ کا صلہ ہے۔

۵۔ حروف تنبیہ کے بعد آئے۔ جیسے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ [۴]

۶۔ اپنے اسم اور خبر سے مل کر حَيْثُ کا مضاف الیہ بنے۔ جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ اِنَّ التِّلْمِيْذَ قَائِمٌ۔

۷۔ عَلِمَ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد آئے جب کہ اس کی خبر پر لام مفتوح ہو۔ جیسے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ [۵]

---

[۱] البقرہ:۱۰۹ [۲] مریم:۳۰ [۳] یٰسین:۱ [۴] یونس:۶۲ [۵] المنافقون:۱

۸- حال کے جملہ سے پہلے آجائے۔ جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَاِنَّهٗ لَرَاکِبٌ

اَنَّ کے استعمال کی صورتیں

وہ مقامات، جہاں اَنَّ پڑھا جاتا ہے:

۱- جب اپنے اسم اور خبر سے مل کر فعل کا فاعل بنے۔ جیسے سَرَّنِیْ اَنَّ التَّاجِرَ رَابِحٌ (مجھے تاجر کے نفع مند ہونے نے خوش کیا)

۲- عَلِمَ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد آئے اور ان کی خبر پر لام مفتوح نہ ہو۔ جیسے عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ[1] (اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کر رہے ہو)، شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ[2] (اللہ نے گواہی دی بے شک اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے)

۳- اپنے اسم اور خبر سے مل کر مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے اَخْبَرَ الرَّسُوْلُ اَنَّ اللّٰهَ وَاحِدٌ (رسول نے خبر دی کہ بے شک اللہ ایک ہے)

۴- اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر نائب فاعل بنے۔ جیسے اُعْلِنَ اَنَّ التِّلْمِیْذَ فَائِزٌ (اعلان کیا گیا کہ طالب علم کامیاب ہے)

۵- حرف جر کے بعد آئے۔ جیسے اَعْطَیْتُهٗ لِاَنَّهٗ فَقِیْرٌ (میں نے اسے دیا کیونکہ وہ فقیر ہے)

۶- مضاف الیہ بنے۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّکَ قَائِمٌ (میں نے تیرے زیادہ کھڑے ہونے پر تعجب کیا)

۷- اپنے اسم اور خبر سے مل کر ایسے مبتدا کی خبر بنے جو اسم ذات نہ ہو۔ جیسے ظَنِّیْ اَنَّکَ مُقِیْمٌ۔

نوٹ: حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو نہ تو ان کے اسماء اور نہ ان کی اپنی ذاتوں سے مقدم کرنا جائز ہے مگر جب خبر ظرف ہو یا جار مجرور تو اسے ان کے اسماء سے مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے

[1] البقرہ:۱۸۷ [2] آل عمران:۱۸

إِنَّ فِي الدَّارِ لَزَيْدًا، إِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ﴿۱۲﴾[1]

اِنَّ ، اَنَّ، كَاَنَّ اور لٰكِنَّ کی تخفیف

تخفیف سے مراد یہ ہے کہ ان کے نون مشدد کو مخفف کر دیا جائے۔ جیسے اِنَّ سے اِنْ اور كَاَنَّ سے كَاَنْ۔ تخفیف کی حالت میں ان کے عمل کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱- اِنَّ مکسورہ کا تخفیف کی حالت میں عمل کرنا، نہ کرنا دونوں جائز ہیں، عمل نہ کرنے کی صورت میں اس کی خبر پر لام تاکید کا اضافہ ضروری ہے، تاکہ اس میں اور اِنْ نافیہ میں فرق ہو جائے۔ جیسے اِنْ عَمَلَكَ مُتْقَنٌ یا اِنْ عَمَلُكَ لَمُتْقَنٌ (یقیناً تیرا عمل پختہ ہے)

۲- اَنَّ اور كَاَنَّ دونوں کبھی بحالت تخفیف بھی عاملہ ہوتے ہیں، اس صورت میں ان کا اسم ضمیر شان مقدر ہوتا ہے۔ جیسے بَلَغَنِيْ اَنْ لَّمْ يُقْبَضْ عَلَى اللِّصِّ (مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ چور گرفتار نہیں کیا گیا)، كَاَنْ قَدْ طَلَعَ الْقَمَرُ (گویا کہ چاند طلوع ہوا) یہ اصل میں اَنَّهٗ اور كَاَنَّهٗ تھے۔

۳- لٰكِنَّ تخفیف کی حالت میں غیر عاملہ ہوتا ہے۔ جیسے اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ لٰكِنِ الْمَطَرُ نَازِلٌ (سورج طلوع ہے لیکن بارش نازل ہو رہی ہے)

---

[1] المزمل:۱۲

سوالات

۱- لَعَلَّ اور لَيْتَ کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

۲- مَا کافہ سے کیا مراد ہے، اور حروف مشبہ بالفعل کے بعد آ کر کیا فائدہ دیتا ہے؟

۳- درج ذیل کلمات پر حروف مشبہ بالفعل داخل کر کے اعراب لگائیں:

الدّكتور حاذق، التّلميذ ناجح، البنت مسرورة، الرّجلان كريمان، الغائبون حاضرون، المسلمات مستورات فى جلابيبهن، المصلّى يذهب الى المسجد، المنادٰى بعيد، خلفه باب

۴- درج ذیل فقرات میں حروف مشبہ بالفعل کے عمل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

۱۔ اِنَّمَا يُعَاقَبُ الْمُسِيْئُ　۲۔ كَاَنَّمَا الْقَصْرُ جَمِيْلٌ

۳۔ لَعَلَّمَا الصِّنَاعَةُ نَاهِضَةٌ　۴۔ لَيْتَمَا التَّلَامِيْذُ نَاجِحُوْنَ

۵- درج ذیل فقرات کی ترکیب کریں:

۱۔ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ[1] ۲۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ[2] ۳۔ اَتَمَنّٰى اَنَّ الْقَمَرَ طَالِعٌ ۴۔ لَاشَكَّ فِىْ اَنَّ الْاَدَبَ وَاجِبٌ ۵۔ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ[3]

---

[1] الغاشیہ:۲۵-۲۶　[2] الزمر:۵۳　[3] القصص:۲۵

سبق: ۱۸

۵- لَا نفی جنس

لا نفی جنس وہ حرف ہے، جو اسم نکرہ کی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے، یہ اپنے اسم کو نصب بغیر تنوین اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے لَا سُرُوْرَ دَائِمٌ (کوئی خوشی ہمیشہ رہنے والی نہیں)۔

اس کے اسم کی تین صورتیں ہیں: ۱- مضاف ۲- مشابہ مضاف ۳- مفرد نکرہ

۱- مضاف: وہ اسم نکرہ ہے جو دوسرے اسم نکرہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے
لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ (آدمی کا کوئی غلام ظریف نہیں)

۲- مشابہ مضاف: اس سے مراد وہ اسم ہے، جو مضاف نہیں ہوتا مگر جس طرح مضاف، مضاف الیہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح وہ بھی اپنا معنیٰ مکمل کرنے کے لئے مابعد کا محتاج ہوتا ہے، اگرچہ وہ اس کا معمول ہو۔ جیسے لَا رَاكِبًا فَرَسًا ذَاهِبٌ (کوئی گھوڑا سوار جانے والا نہیں)

۳- مفرد نکرہ: وہ اسم ہے، جو نہ مضاف ہو اور نہ مشابہ مضاف ہو، اس صورت میں یہ مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔ جیسے لَا بُسْتَانَ مُثْمِرٌ

عمل کی شرائط

۱- اس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں جیسے مذکورہ مثالیں، اگر ان میں کوئی معرفہ آجائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے لَا الرَّجُلُ فِي الدَّارِ وَلَا ابْنُهٗ

۲- اس کی خبر سے پہلے اِلَّا یا بَلْ کا لفظ نہیں آتا ورنہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے
لَا شَجَرَةٌ اِلَّا مُثْمِرَةٌ

۳- اس کے اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ نہیں ہوتا، اگر فاصلہ آجائے تو عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے لَا فِي الْحَدِيْقَةِ صِبْيَانٌ وَّلَا بَنَاتٌ

۴- اس سے پہلے حرف جر نہیں آتا، اگر آ جائے تو عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے وُضِعَ الْاَثَاثُ فِي الْحُجْرَةِ بِلَا تَرْتِيْبٍ (سامان کمرے میں بلا ترتیب رکھا گیا ہے)

نوٹ: اگر لا نفی جنس کے بعد اسم نکرہ ہو اور اس کا دوسرے نکرہ کے ساتھ تکرار آ جائے تو اس کو بغیر تنوین کے نصب اور تنوین کے ساتھ رفع دینا، دونوں جائز ہیں۔ جیسے لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ، اس کو لَا رَفَثٌ وَّ لَا فُسُوْقٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔

نوٹ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ میں پانچ وجہیں جائز ہیں، اگر پہلے اسم نکرہ کو فتحہ دیں تو دوسرے کو فتحہ، نصب اور رفع تینوں جائز ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، وَلَا قُوَّةً، وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور اگر پہلے اسم کو رفع دیں تو دوسرے کو مفتوح اور مرفوع پڑھنا جائز ہے جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اور وَلَا قُوَّةٌ

سوالات

۱- لَا نفی جنس اور لَا مشابہ بِلَيْسَ میں کیا فرق ہے؟

۲- لَا نفی جنس کے عمل کی کیا شرائط ہیں؟

۳- لَا نفی جنس کے اسم کی کتنی صورتیں ہیں؟

۴- درج ذیل فقرات میں لَا نفی جنس کے اسم اور خبر کو پہچانیں:

لَا عَاقِلَيْنَ مُتَشَاتِمَانِ، لَا مُتَنَافِسِيْنَ فِي الْخَيْرِ نَادِمُوْنَ، لَا عَمَلَ خَيْرٍ ضَائِعٌ، لَا عَاصِيًا اَبَاهُ مُوَفَّقٌ، لَا فَوَّارَاتِ فِي الْبُسْتَانِ

۵- درج ذیل فقرات میں لَا نفی جنس نے عمل کیوں نہیں کیا؟

لَا تِلْمِيْذٌ غَائِبًا بَلْ تِلْمِيْذَانِ — لَا فِي الْقَصِيْدَةِ هِجَاءٌ وَّ لَا مَدِيْحٌ

اِشْتَرَيْتُ الْحِصَانَ بِلَا سَرْجٍ — لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ[1]

لَا الْمُؤْمِنُوْنَ قَانِطُوْنَ

---

[1] الصافات: ۴۷

سبق: ۱۹

۶- افعال قلوب

وہ افعال ہیں، جو مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کو بوجہ مفعولیت نصب دیتے ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: ۱- افعال قلوب ۲- افعال تصییر

افعال قلوب

قلوب، قلب کی جمع ہے، قلب کا معنیٰ دل ہے۔ چونکہ ان افعال کا تعلق دل سے ہوتا ہے، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء ظاہری کو ان کے واقع کرنے میں کوئی دخل نہیں ہوتا اس لئے انہیں افعال قلوب کہتے ہیں۔ نیز چونکہ ان میں شک اور یقین کے معانی پائے جاتے ہیں، اس لئے ان کو افعال شک و یقین بھی کہتے ہیں اور یہ سات ہیں:

۱- عَلِمَ ۲- رَاٰی ۳- وَجَدَ

ان تین افعال کو افعال یقین کہتے ہیں۔ جیسے رَأَیْتُ الصُّلْحَ خَیْرًا (میں نے صلح کو اچھا یقین کیا)

۴- حَسِبَ ۵- ظَنَّ ۶- خَالَ ان کو افعال شک کہتے ہیں۔ جیسے ظَنَنْتُ الْمَآءَ بَارِدًا (میں نے پانی کو ٹھنڈا گمان کیا)

۷- زَعَمَ یہ کبھی شک کے لئے آتا ہے۔ جیسے زَعَمْتُ الشَّیْطَانَ شَکُوْرًا (میں نے شیطان کو شکر کرنے والا گمان کیا) اور کبھی یقین کے لئے آتا ہے۔ جیسے زَعَمْتُ اللّٰهَ غَفُوْرًا (میں نے اللہ کو بخشنے والا یقین کیا)۔

عمل کی تفصیل

یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو بوجہ مفعول بہ نصب دیتے ہیں۔ جیسے عَلِمْتُ الْجَوَّ مُعْتَدِلًا، ظَنَنْتُ الشَّجَرَ مُثْمِرًا ان مثالوں میں اَلْجَوَّ مُعْتَدِلًا اور اَلشَّجَرَ مُثْمِرًا مفعول بہ ہونے کے اعتبار سے منصوب ہیں۔

ان کے عمل کی تین صورتیں ہیں:

۱-اعمال: اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مذکورہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کے دونوں جزوں کو نصب دیں بشرطیکہ کوئی مانع[1] موجود نہ ہو۔ جیسے عَلِمْتُ اللّٰهَ غَفُوْرًا

۲-تعلیق: (معلق کرنا) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل تو ہوتے ہیں مگر مانع کی موجودگی میں اس جملہ میں لفظاً عمل نہیں کرتے البتہ وہ جملہ محلاً منصوب ہوتا ہے، اور اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

جب مبتدا اور خبر سے پہلے حرف نفی مَا، لَا، اِنْ نافیہ، لام ابتدائیہ اور کلمات استفہام میں سے کوئی ایک آ جائے۔ جیسے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ ، ظَنَنْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وغیرہ، ان مثالوں میں مَا هٰؤلَاء ينطقون اور لزيد قائم محلاً منصوب ہیں۔

۳-الغاء: (باطل کرنا) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ افعال قلوب مبتدا اور خبر پر داخل تو ہوتے ہیں مگر دونوں میں نہ تو لفظاً عمل کرتے ہیں، نہ معناً، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) جب یہ افعال مبتدا اور خبر کے درمیان آ جائیں۔ جیسے زَيْدٌ عَلِمْتُ فَاضِلٌ

(۲) جب مبتدا اور خبر کے بعد آئیں۔ جیسے اَلْجَوُّ مُعْتَدِلٌ عَلِمْتُ[2]

ضروری وضاحت

افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے جب ایک کا ذکر کیا جائے تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں مفعول بہ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ مگر جب ظَنَّ بمعنیٰ اِتَّهَمَ (اس نے تہمت لگائی) عَلِمَ بمعنیٰ عَرَفَ اور وَجَدَ بمعنیٰ اَصَابَ (اس نے پایا) اور رَاٰی بمعنیٰ اَبْصَرَ کے ہوں تو ایک مفعول کو نصب دیتے ہیں اور اس وقت یہ افعال قلوب سے نہیں ہوتے۔ جیسے وَجَدْتُ الضَّالَّةَ (میں نے گم شدہ

---

[1] مانع یہ ہیں کہ مَا، لَا، اِنْ نافیہ، لام ابتدائیہ اور حروف استفہام میں سے کوئی ایک مبتدا اور خبر سے پہلے آ جائے۔

[2] مذکورہ دونوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ جیسے اَلْجَوُّ عَلِمْتُ مُعْتَدِلًا، اَلْجَوُّ مُعْتَدِلًا عَلِمْتُ دونوں طرح جائز ہے

چیز کو پالیا) عَلِمْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو پہچان لیا)، رَأَيْتُ جَبَلًا (میں نے پہاڑ کو دیکھ لیا)

افعال تصییر

وہ افعال ہیں، جو کسی چیز کو اس کی اصلی حالت سے پھیرنے کے لئے آتے ہیں، یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان کو بوجہ مفعولیت نصب دیتے ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں:

صَيَّرَ، اِتَّخَذَ، جَعَلَ، خَلَقَ، تَرَكَ جیسے جَعَلَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

انہیں افعال تحویل بھی کہتے ہیں، ان افعال میں تعلیق جائز نہیں ہے۔

مزید مثالیں وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾[1]، صَيَّرْتُ الطِّيْنَ خَزَفًا، تَرَكْتُ الرَّجُلَ حَيْرَانًا، خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَاسِعَةً

سوالات

۱- افعال قلوب کے عمل کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

۲- نیچے دیئے گئے افعال میں سے کون کون سے افعال شک ویقین ہیں؟

وَجَدَ ، اِتَّخَذَ ، خَالَ ، تَرَكَ ، صَيَّرَ ، يَتَجَنَّبُ ، قَامَ ، هَبَّ

۳- نیچے والے فقروں سے پہلے افعال قلوب ذکر کر کے اعراب لگائیں:

الورق ناعم　　الحجرة واسعة　　المهندسون حاضرون

اخوك ذومروة　　القضاة عادلون　　ابوك مسافر

اذنا الحصان صغيرتان

---

[1] النساء:۱۲۵

سبق: ۲۰

فعل کی اقسام کا بیان

فعل کی تقسیم کئی اعتبار سے کی جاتی ہے:

۱۔ زمانہ کے اعتبار سے ۲۔ مفعول کی ضرورت کے اعتبار سے

۳۔ فاعل کے معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے

۱: زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں: ۱-ماضی ۲-مضارع ۳-امر

۲- فاعل کے معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱-معروف ۲-مجہول

۳- مفعول کی ضرورت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-لازم ۲-متعدی

۱-لازم: لازم وہ فعل ہے، جو مفعول بہ کو نہ چاہے۔ جیسے جَلَسَ التِّلْمِيْذُ (طالب علم بیٹھا)، ثَارَ الْغُبَارُ (غبار اڑا)

۲-متعدی: وہ فعل ہے، جو فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہے۔ جیسے اَكَلَ الثَّعْلَبُ دَجَاجَةً (لومڑی نے مرغی کو کھایا)

فعل متعدی کی اقسام

فعل متعدی کی تین قسمیں ہیں: ۱-متعدی بیک مفعول ۲-متعدی بدو مفعول

۳- متعدی بسہ مفعول

<u>۱-متعدی بیک مفعول:</u> وہ فعل متعدی ہے، جو صرف ایک مفعول بہ کو نصب دے۔ جیسے طَوَى الْخَادِمُ الثَّوْبَ (خادم نے کپڑے کو لپیٹا)

<u>۲-متعدی بدو مفعول:</u> وہ فعل متعدی ہے، جو دو مفعولوں کو نصب دے، اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) جو دو مفعولوں کو نصب دے اور ان کی اصل مبتدا اور خبر ہو۔ جیسے

عَلِمَ ظَنَّ وغیرہ

(ب) جو دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے اور ان کی اصل مبتدا اور خبر نہ ہو۔ ان دونوں میں سے ایک کا حذف کرنا بھی جائز ہے اور یہ بے شمار ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

اَعْطٰی، سَأَلَ ، کَسٰی ، سَلَبَ جیسے اَعْطَیْتُ السَّائِلَ خُبْزًا (میں نے سائل کو روٹی دی)

۲-متعدی بسہ مفعول: وہ افعال ہیں، جو تین مفعولوں کو نصب دیتے ہیں، درج ذیل ہیں:

اَعْلَمَ ، اَرٰی ، اَنْبَأَ ، اَخْبَرَ ، خَبَّرَ ، نَبَّأَ ، حَدَّثَ جیسے

اَعْلَمْتُ عَلِیًّا الْکِتَابَ مُفِیْدًا، اَرَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ

مذکورہ افعال میں سے ہر ایک فعل کی مزید دو دو قسمیں ہیں: ۱-معروف ۲-مجہول

معروف: وہ فعل ہے، جس کی نسبت فاعل کی طرف کی جائے اور اس کا فاعل معلوم ہو۔ جیسے بَلَّلَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ (بارش نے زمین کو تر کر دیا) ثَارَ الْغُبَارُ (غبار اڑا)

مجہول: وہ فعل ہے، جس کے فاعل کو حذف کر کے اس کی نسبت مفعول کی طرف کر دی جائے۔ جیسے شُرِبَ الْمَاءُ (پانی پیا گیا)

فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا بلکہ صرف فعل متعدی سے بنتا ہے۔ کیونکہ اس میں فعل کی نسبت مفعول بہ کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول بہ نہیں ہوتا۔

فعل کا عمل

ہر فعل، خواہ وہ لازم ہو یا متعدی، اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے هَبَّتِ الرِّیْحُ ، طَوَی الْخَادِمُ الثَّوْبَ۔ ان میں الرّیح اور الخادم فاعل ہیں جن، کو فعل نے رفع دیا ہے۔

نیز ہر فعل سات اسماء کو نصب دیتا ہے:

۱۔مفعول مطلق ۲۔مفعول فیہ ۳۔مفعول لہٗ ۴۔مفعول معہٗ

۵۔حال ۶۔تمیز ۷۔مستثنٰی

ان سب کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

البتہ فعل متعدی مذکورہ بالا منصوبات کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔

سوالات

۱۔ فعل متعدی کی کتنی اقسام ہیں؟

۲۔ فعل کیا عمل کرتا ہے؟

۳۔ کیا فعل لازم مفعول بہ کو نصب دیتا ہے؟

۴۔ درج عبارات میں سے فعل لازم اور متعدی الگ الگ کریں:

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ　　اَخَذَ التِّلْمِيْذُ الْجَآئِزَةَ

شَبِعَ الطِّفْلُ　　نَهَضَ الْمُصَلِّيْ مِنَ السَّجْدَةِ

طَلَعَتِ الشَّمْسُ　　قَصَدَ الطِّفْلُ اُمَّهُ

خَمِدَتِ النَّارُ　　اَنْبَانِيَ الرَّسُوْلُ الْاَمِيْرَ قَادِمًا

يَسْقِي الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ دَوَآءً

سبق: ۲۱

جملہ فعلیہ

جملہ فعلیہ، وہ جملہ ہے جو فعل اور فاعل سے مل کر بنتا ہے، فعل کو مسند اور فاعل کو مسند الیہ کہتے ہیں۔ جیسے لَمَعَ الْبَرْقُ (بجلی چمکی)، یَسْقُطُ الثَّلْجُ (برف گرتی ہے)

• ہر فعل، خواہ لازم ہو یا متعدی، اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر متعدی ہو تو فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو نصب بھی دیتا ہے۔ جیسے پیچھے مذکور ہوا۔

فاعل کے احکام

فاعل وہ اسم مرفوع ہے، جس سے پہلے کوئی فعل یا شبہ فعل (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ اور مصدر) میں سے کوئی آ جائے اور اسے رفع دے اور اس فعل یا شبہ فعل کا قیام اس سے ہو۔ جیسے وَقَفَ الثَّوْرُ (بیل کھڑا ہوا) شبہ فعل کی مثال اَلرَّجُلُ قَائِمٌ اِبْنُهٗ، ان مثالوں میں اَلثَّوْرُ اور اِبْنُهٗ فاعل ہیں۔

فاعل کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱-اسم ظاہر ۲-اسم ضمیر

اسم ظاہر: اس سے مراد یہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کے بعد فاعل اسم ظاہر ہو، ضمیر نہ ہو۔ جیسے طَارَ الْعُصْفُوْرُ، اَكَلَ التِّلْمِيْذُ خُبْزًا

جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل یا شبہ فعل ہمیشہ واحد ہوں گے اور تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق ہوں گے، اگر فاعل مذکر ہو تو فعل مذکر ہوگا اور اگر فاعل مؤنث ہو تو فعل مؤنث ہوگا۔ جیسے قَذَفَ الطِّفْلُ الْكُرَةَ (بچے نے گیند پھینکی) لَعِبَتْ فَاطِمَةُ (فاطمہ کھیلی)

لَعِبَ الطِّفْلُ	لَعِبَ الطِّفْلَانِ	لَعِبَ الْاَطْفَالُ
لَعِبَتِ الْبِنْتُ	لَعِبَتِ الْبِنْتَانِ	لَعِبَتِ الْبَنَاتُ

اسم ضمیر: اس سے مراد یہ ہے کہ فاعل اسم ظاہر نہ ہو بلکہ ضمیر مرفوع متصل ہو، خواہ بارز

(ظاہر) ہو یا مُستَتِر (پوشیدہ) ہو تو فعل یا شبہ فعل واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ضمیر کے مرجع کے مطابق ہوگا۔ جیسے فَاطِمَةُ لَعِبَتْ۔ اس مثال میں هِيَ ضمیر فاعل ہے۔

اَلطِّفلُ لَعِبَ	اَلطِّفْلَانِ لَعِبَا	اَلاَطْفَالُ لَعِبُوْا
اَلْبِنْتُ لَعِبَتْ	اَلْبِنْتَانِ لَعِبَتَا	اَلْبَنَاتُ لَعِبْنَ

ان مثالوں میں اَلطِّفلُ اور اَلْبِنْتُ مبتدا، لَعِبَتْ فعل میں هِيَ اور لَعِبَ میں هُوَ ضمیر مستتر فاعل، فعل و فاعل مل کر خبر، مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ باقی مثالوں کی بھی یہی صورت ہے۔

فاعل کا فعل پر اثر

جب فاعل مؤنث ہو تو فعل یا شبہ فعل مؤنث ہوتے ہیں اور جب فاعل مذکر ہو تو مذکر ہوتے ہیں۔ مگر درج ذیل صورتوں میں فاعل مؤنث ہو تو فعل کا مؤنث لانا واجب ہے:

جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ جیسے لَعِبَتْ فَاطِمَةُ ، حَازَتْ لَيْلٰى جَائِزَةً (لیلیٰ نے انعام پایا)

۲۔ جب فاعل ضمیر ہو اور اس کا مرجع مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی ہو۔ جیسے اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ

فعل کی تذکیر و تانیث

وہ مقامات، جہاں فعل کی تذکیر و تانیث جائز ہے، درج ذیل ہیں:

۱۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ آ جائے۔ جیسے حَضَرَتِ الْيَوْمَ فَاطِمَةُ، یہاں حَضَرَ پڑھنا بھی جائز ہے۔

۲۔ فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو اور اسم ظاہر ہو۔ جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ، یہاں پر طَلَعَ پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳۔ فاعل جمع مکسر ہو، خواہ مذکر عاقل کی ہو یا غیر عاقل کی۔ جیسے جَاءَتِ الرِّجَالُ

ذَهَبَتِ الْاَیَّامُ۔ یہاں جَاءَ اور ذَھَبَ پڑھنا جائز ہے۔

نوٹ: ۱- جب فاعل ضمیر ہو اور اس کا مرجع غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو فعل واحد مؤنث اور جمع مؤنث ذکر کرنا جائز ہے۔ جیسے اَلْاَیَّامُ ذَهَبَتْ یا ذَهَبْنَ، مگر جب ضمیر کا مرجع مذکر عاقل کی جمع مکسر ہو تو فعل جمع مذکر بھی آ سکتا ہے۔ جیسے اَلرِّجَالُ ذَهَبُوْا

۲- ترکیب کلام میں پہلے فعل پھر فاعل، اس کے بعد مفعول ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے قَذَفَ اللَّاعِبُ الْكُرَةَ (کھلاڑی نے گیند پھینکا) مگر کبھی مفعول فاعل سے بھی پہلے آ جاتا ہے اور کبھی مفعول فعل سے پہلے آ جاتا ہے۔ جیسے اَكَلَ خُبْزًا زَيْدٌ مگر فاعل کو فعل سے پہلے ذکر کرنا جائز نہیں۔

فاعل کی تقدیم

درج ذیل صورتوں میں فاعل کو مفعول سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے:

۱- جب فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا اندیشہ ہو۔ جیسے ضَرَبَ مُوْسٰی عِيْسٰی اور التباس کا اندیشہ نہ ہو تو مفعول کی تقدیم جائز ہے۔ جیسے اَكَلَ الْكُمَّثْرٰی يَحْيٰی (یحیٰی نے امرود کھایا)

۲- جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو۔ جیسے حَفِظْتُ دَرْسِيْ

۳- جب مفعول اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے مَا حَفِظَ التِّلْمِيْذُ اِلَّا دَرْسًا

فعل اور فاعل کا حذف

۱- جب قرینہ[1] پایا جائے تو فعل کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے کوئی سوال کرے مَنْ جَلَسَ تو جواب میں صرف مُعَلِّمٌ کہہ دیا جائے تو صحیح ہے، اس سے پہلے جَلَسَ فعل محذوف ہے۔

۲- اگر فاعل کسی ایسے حرف شرط کے بعد آ جائے جو صرف افعال پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ، لَوْ، لَوْلَا، هَلَّا وغیرہ، تو فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے

---

[1] هی العلامة الدالّة علی شیء مطلوب (وہ علامت، جو شئی مطلوب پر دلالت کرے۔)

وَ إِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ[1]، أَحَدٌ سے پہلے اِسْتَجَارَكَ فعل محذوف ہے۔

۳۔ جب سوال کا جواب نَعَمْ یا بَلٰی سے دیا جائے تو فعل فاعل اور مفعول یہ تینوں حذف ہوتے ہیں۔ جیسے أَحَفِظْتَ دَرْسًا کے جواب میں نَعَمْ یا بَلٰی کہہ دیا جائے۔ اس میں فعل، فاعل اور مفعول تینوں حذف ہیں۔

نائب فاعل

وہ اسم مرفوع ہے، جسے فاعل کی جگہ رکھا جائے اور فعل مجہول کو اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ جیسے شُرِبَ مَاءٌ،

شُرِبَ فعل مجہول اور مَاءٌ نائب فاعل ہے، اس کو مفعول ما لم یُسَمَّ فَاعِلُهٗ بھی کہتے ہیں یعنی ایسے فعل کا مفعول، جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔

یہ تمام احکام میں مثل فاعل کے ہے یعنی اگر نائب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد ہوگا اور تذکیر و تانیث میں نائب فاعل کے مطابق ہوگا اور اگر اسم ضمیر ہو تو فعل واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ضمیر کے مرجع کے مطابق ہوگا۔ جیسے اَلرِّجَالُ أُخِذُوْا (مرد پکڑ لئے گئے)

---

[1] التوبہ:٦

سوالات

۱۔ فعل کا مؤنث لانا کن صورتوں میں واجب اور کن میں جائز ہے؟

۲۔ فاعل کی تعریف کریں اور بتائیں اس کی کتنی اقسام ہیں؟

۳۔ درج ذیل اسماء سے پہلے مناسب فعل لائیں اور تذکیر و تانیث کا خیال رکھیں:

اَلْوَلَدُ، اَلنَّمْلَةُ، اَللِّصُّ، اَلرِّجَلُ، اَلْقِطَارُ، اَلتِّلْمِيذُ، اَلْكُتُبُ
اَلثَّمَرَاتُ، اَلنَّاظِرَةُ، اَلدَّجَاجَاتُ، اَلْمَرِيضَةُ، اَلثَّوَاكِلُ

۴۔ درج ذیل عبارات میں فعل و فاعل کی تذکیر و تانیث، وحدت، تثنیہ اور جمعیت پر غور کریں:

وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ[۱]، لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ[۲]، حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ[۳]، قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ[۴]، سَافَرَ الْيَوْمَ فَاطِمَةُ وَ ذَهَبَتْ اِلٰى مَكَّةَ وَ عَادَتْ اِلٰى دَارِهَا بَعْدَ اَيَّامٍ ، فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ[۵]، وَ جَعَلَ الْاُمَرَآءُ يَنْثُرُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ

۱۔ الانبیاء:۷۹ ۲۔ الانبیاء:۱۰۳ ۳۔ الانبیاء:۹۶
۴۔ یوسف:۳۰ ۵۔ البقرہ:۲۷۵

سبق: ۲۲

منصوبات کا بیان

وہ اسماء ہیں، جنہیں فعل نصب دیتا ہے، یہ تعداد میں آٹھ ہیں: مفاعیل خمسہ (پانچوں مفعول) حال، تمیز، مستثنیٰ

مفاعیل خمسہ

(اسم کے منصوب ہونے کی پہلی پانچ صورتیں)

منصوبات جمع ہے منصوب کی، منصوب اس اسم کو کہتے ہیں جس پر نصب ہو، اور اس سے مراد وہ اسماء ہیں جن کو فعل بطور مفعول نصب دیتا ہے۔ جیسے حَفِظْتُ الدَّرْسَ

اور یہ پانچ ہیں: ۱۔ مفعول بہٖ ۲۔ مفعول مطلق ۳۔ مفعول فیہ ۴۔ مفعول لہٗ ۵۔ مفعول معہٗ

۱۔ مفعول بہٖ

وہ اسم منصوب ہے، جس پر فاعل اپنا فعل واقع کرے اور فعل متعدی اسے نصب دے۔ جیسے شَدَّ التِّلْمِيْذُ الْحَبْلَ (طالب علم نے رسی باندھی) یہ کبھی فعل سے اور کبھی فاعل سے بھی پہلے آجاتا ہے۔ جیسے اَلدَّرْسَ حَفِظْتُ، قَطَعَ الْحَبْلَ الْوَلَدُ۔ ان مثالوں میں اَلْحَبْلَ اور اَلدَّرْسَ مفعول بہٖ ہیں جو فعل اور فاعل سے پہلے آئے ہیں۔

مفعول بہٖ اگرچہ فاعل کے بعد آتا ہے، مگر درج ذیل صورتوں میں اسے فاعل سے مقدم کرنا ضروری ہے

۱۔ جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو، جو مفعول بہٖ کی طرف لوٹے۔ جیسے اَكْرَمَ الْاُسْتَاذَ تِلْمِيْذُهٗ (استاد کی اس کے شاگرد نے عزت کی)

۲۔ جب مفعول بہٖ ضمیر منصوب متصل ہو۔ جیسے اَكْرَمَنِيَ الْاَمِيْرُ (امیر نے میری عزت کی)

۳- مفعول بہ ایسا کلمہ ہو، جس کا ابتدائے کلام میں آنا ضروری ہو۔ جیسے مَنْ اَخَذتَ (تو نے کس کو پکڑا)، کَمْ کِتَابًا قَرَأْتَ (تو نے کتنی کتابیں پڑھیں؟) ان مثالوں میں من اور کم کتابا مفعول بہ ہیں۔

مفعول بہ کے فعل کا حذف

جب قرینہ پایا جائے تو مفعول بہ سے پہلے اس کے فعل کا حذف کرنا واجب ہے اور یہ تین صورتیں ہیں: ۱- نداء ۲- اغراء وتحذیر ۳- اشتغال

ان کی تفصیل آگے الگ الگ سبق میں آ رہی ہے۔

سوالات

۱- مفعول بہ کو کن صورتوں میں فاعل سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے؟

۲- درج ذیل فقرات میں سے فاعل اور مفعول بہ پہچانیں:

۱- مزّق الغلام الورق ۲- صنع النجّار كرسيًا

۳- رمى الشَبكةَ الصيّادُ ۴- ابصر الرّجل الهلالَ

۵- قطع الولد الغصن ۶- الفول اكل الحمار

۳- فعل کتنے اسماء کو نصب دیتا ہے؟

سبق: ۲۳

۱- منادیٰ

(مفعول بہ کے فعل کے حذف کی پہلی صورت)

وہ اسم، جس سے پہلے حرف نداء آئے، اس کی تین صورتیں ہیں:

۱-منادیٰ ۲-مستغاث بہ ۳-مندوب

۱-منادیٰ (جسے بلایا جائے)

یہ نداء سے مشتق ہے جس کا معنی پکارنا یا بلانا ہے، اس سے مراد وہ اسم ہے، جسے حرف نداء کے بعد ذکر کیا جاتا ہے اور اسے اپنی طرف بلایا جاتا ہے۔ جیسے یَا خَلِیْلُ! (اے خلیل) اَیَا عَبْدَاللّٰہِ! (اے عبداللہ)

حروف نداء پانچ ہیں: یَا، اَیَا، ھَیَا، اَیْ، ھمزہ۔ منادیٰ اصل میں فعل محذوف اَدْعُوْ کا مفعول بہ ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

یَا خَلِیْلُ اصل میں اَدْعُوْ خَلِیْلاً ہے (میں خلیل کو بلاتا ہوں) اَدْعُوْ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف اس میں اَنَا ضمیر فاعل، خَلِیْلاً مفعول بہ ہے، اَدْعُوْ کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا اور حرف نداء کو اس کے قائم مقام رکھ دیا۔

منادیٰ کا اعراب: ۱- اگر منادیٰ مفرد معرفہ یا نکرہ معین ہو تو مبنی بر رفع ہوتا ہے۔ جیسے یَا زَیْدُ، یَا تِلْمِیْذُ

مفرد معرفہ سے مراد یہ ہے کہ نہ مضاف ہو اور نہ ہی مشابہ مضاف۔

۲- اگر منادیٰ مضاف یا مشابہ مضاف یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (مضاف کی مثال)، یَا رَاکِباً فَرَسًا، یَا مُسَافِرًا اِلٰی لُبْنَانَ (مشابہ مضاف کی مثال) یَا مُسْرِعًا فِی الْعُجْلَةِ النَّدَامَةُ (نکرہ غیر معین کی مثال)

۳- اگر منادیٰ مفرد معرفہ کے بعد ابن یا بنت کا لفظ آ جائے تو منادیٰ مع ابن اور بنت منصوب اور بعد والا علم مجرور ہوگا۔ جیسے یَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

۴- اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو حرف نداء اور منادی کے درمیان مذکر کے لئے أَيُّهَا اور مؤنث کے لئے أَيَّتُهَا کا لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ[1] (مذکر کی مثال)، يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[2] (مؤنث کی مثال)

مگر لفظ اللہ سے پہلے أَيُّهَا نہیں بڑھاتے۔ جیسے يَا اَللّٰهُ اور دعا کے موقع پر لفظ اللہ سے پہلے حرف نداء کو گرا کر آخر میں میم مشدد بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ

۵- اگر حرف نداء کے بعد غلام، رب، اب، ام اور صاحب وغیرہ کے الفاظ یٔ متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کو چار طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے يَا غُلَامِيْ، يَا غُلَامِيَ، يَا غُلَامِ، يَا غُلَامَا۔

کبھی اَبِيْ اور اُمِّيْ کی ی کو ت سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے يَا اَبَتِ (اے میرے باپ)، يَا اُمَّتِ (اے میری ماں)

۶- کبھی منادیٰ سے پہلے حرف نداء کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا[3]، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اصل میں يَا يُوْسُفُ اور يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ تھے۔

منادیٰ کی ترخیم: ترخیم کا معنیٰ کسی چیز کی دم کاٹنا ہے اور نحویوں کی اصلاح میں اس سے مراد وہ منادیٰ ہے جس کا آخری حرف تخفیفاً گرا دیا جائے، اسے منادیٰ مرخم کہتے ہیں، اور اس عمل کو منادیٰ کی ترخیم کہتے ہیں۔ جیسے يَا صَفُدَ، يَا حَارِ، یہ اصل میں يَا صَفُدَرُ اور يَا حَارِثُ تھے۔

منادیٰ مرخم میں شرط یہ ہے کہ وہ علم مفرد ہو، حروف تین سے زائد ہوں، مبنی برضمہ ہو جیسے يَا جَعْفَ کہ اصل میں يَا جَعْفَرُ تھا۔ منادیٰ مرخم کو اپنی اصلی حالت پر رکھنا اور مبنی برضمہ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔

---

[1] الانفطار:۶ [2] الفجر:۲۷ [3] یوسف:۲۹

مستغاث بہ

مستغاث استغاثہ سے ہے، جس کا معنیٰ تکلیف دور کرنے کے لئے کسی معاون کو پکارنا ہے، جسے پکارا جائے، اسے مستغاث بہ اور جس کے لئے پکارا جائے، اسے مستغاث لاجلہ کہتے ہیں۔ جیسے یَا لَلْاَمِیْرِ لِلْفَقِیْرِ

اس مثال میں للامیر مستغاث بہ اور للفقیر مستغاث لاجلہ ہے۔

استغاثہ کے لئے یا حرف نداء خاص ہے اور یہ فعل اَلْتَجِیُ کے قائم مقام ہوتا ہے، جو مستغاث بہ سے پہلے وجوباً محذوف ہوتا ہے[1]۔

مندوب

مندوب ندبہ سے مشتق ہے اور ندبہ کا معنیٰ مردے کی خوبیاں شمار کرنا ہے۔ اصطلاح میں مردہ یا مصیبت زدہ کو حرف نداء واؤ یا یاء کے ساتھ پکار کر رونے کو ندبہ کہتے ہیں اور جسے رویا جائے یا جس پر دکھ ظاہر کیا جائے، اسے مندوب کہتے ہیں۔ جیسے

1- مستغاث بہ کے اعراب کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

۱- مستغاث بہ مجرور ہوتا ہے جب اس سے پہلے لام استغاثہ ہو۔ جیسے یَا لَلْجَوَّادِ لِلْمِسْکِیْنِ

یہ لام استغاثہ مفتوح ہوتا ہے، جب یہ حرف نداء "یا" کے متصل بعد آئے اور اگر لام استغاثہ اور یاء کے درمیان حرف عطف کے ساتھ فاصلہ ہو تو مجرور ہوتا ہے۔ جیسے یَا لَلْکِرَامِ وَ لِلْمُحْسِنِیْنَ لِلضُّعَفَاءِ

۲- مستغاث بہ مفتوح ہوتا ہے جب اس کے آخر میں الف استغاثہ آجائے اور اس وقت اس سے پہلے لام استغاثہ نہیں ہوتا۔ جیسے یَا مُحَمَّدَا، یَا قَوْمَا

۳- جب اس کی ابتداء میں نہ لام استغاثہ ہو اور نہ ہی آخر میں الف استغاثہ ہو تو اس کا اعراب منادیٰ کے اعراب کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے یَا عَلِیُّ، یَا اَهْلَ الْجُوْدِ

مستغاث لاجلہ کا حکم یہ ہے کہ یہ مجرور ہوتا ہے، کبھی اس پر لام مکسور داخل ہوتا ہے، جیسے یَا لَوَجُلِ الْمُرُوْءَةِ لِلْبَائِسِ، بَائِس مستغاث لاجلہ ہے اور کبھی اس سے پہلے مِنْ حرف جر ہوتا ہے۔ جیسے یَا لَلْحُکَّامِ مِنَ الْغَلَاءِ

مستغاث لاجلہ اپنے جار سے مل کر اس فعل محذوف کے متعلق ہوتا ہے جس کے قائم مقام حرف نداء ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اَلْتَجِیُ

وَارَجُلُ (ہائے مرد) یَا مُثِیْرَ الْحَرْبِ (ہائے جنگ برپا کرنے والے)

مندوب مفعول بہ ہوتا ہے، اس سے پہلے اَنْدُبُ یا اَتَوَجَّعُ فعل محذوف ہوتا ہے۔حرف ندبہ واؤ یا یاء کو اس فعل کے قائم مقام ذکر کیا جاتا ہے۔ وَارَجُلُ اصل میں اَنْدُبُ الرَّجُلَ تھا اور یَا مُثِیْرَ الْحَرْبِ اصل میں اَتَوَجَّعُ مُثِیْرَ الْحَرْبِ تھا۔ ان مثالوں میں رَجُلُ اور مُثِیْرَ الْحَرْبِ مندوب ہیں۔

مندوب کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

1- اسے منادیٰ کی طرح اعراب دیا جاتا ہے۔جیسے وَاحُسَیْنُ، وَاغُلَامَ الرَّجُلِ

2- اس کے آخر میں الف ندبہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔جیسے وَاحُسَیْنَا وَیَا رَجُلَا

3- اس کے آخر میں الف ندبہ کے بعد کبھی ہائے وقف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔جیسے وَاحُسَیْنَاهُ یَا کَبِدَاهُ، وَامُصِیْبَتَاهُ (ہائے مصیبت)

واؤ مندوب کے ساتھ خاص ہے اور یا منادیٰ اور مندوب دونوں میں مشترک ہے۔

اور یا مندوب کے لئے اس وقت استعمال ہوتا ہے جب التباس کا اندیشہ نہ ہو۔

مندوب اور مستغاث بہ سے پہلے حرف نداء کا حذف کرنا جائز نہیں۔

سوالات

۱- منادیٰ، مندوب اور مستغاث بہ کسے کہتے ہیں؟

۲- مندوب کے لئے کون سے الفاظ خاص ہیں؟

۳- منادیٰ اور مندوب کے اعراب کی کیا صورتیں ہیں؟

۴- مستغاث بہ کے اعراب کی کتنی صورتیں ہیں؟

۵- ترخیم کا کیا معنیٰ ہے؟

۶- درج ذیل جملوں میں منادیٰ، مندوب اور مستغاث بہ کو متعین کریں:

۱- يَا رِجَالُ اتَّقِنُوْا اَعْمَالَكُمْ ۲-يَا لَا هِيًا عَنْ دَرْسِهٖ

۳-اَجِبْ دُعَائِيْ اَيَا مُجِيْبَ الدُّعَاءِ

۴- يَا لَرِجَالِ الْمَالِ لِلْفُقَرَاءِ ۵-جُوْدُوْا يَا اَهْلَ الْفَضْلِ

۶- يَا حُفَّاظَ الْاَمْنِ لِكَثْرَةِ الْجَرَائِمِ

۷-وَابِنْتَاهُ ۸- يَا قَلْبَاهُ ۹- يَا لَعَلِيٍّ لِلْيَتَامٰى

۷- درج ذیل اسماء سے پہلے حرف نداء لگا کر اعراب لگائیں:

۱- اَبُو الْفَضْلِ ۲- مُجْتَهِدٌ فِيْ دَرْسِهٖ ۳- غَافِلٌ

۴-خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ۵- اَلنَّاسُ ۶- عَلِيٌّ

۷-اَلْكَافِرُوْنَ ۸- اَلنِّسَاءُ

سبق: ۲۴

۲- اغراء و تحذیر

(مفعول بہ کے فعل کے حذف کی دوسری صورت)

۱-اغراء (اکسانا)

اس سے مراد یہ ہے کہ مخاطب کو کوئی پسندیدہ کام کرنے پر اکسایا جائے، جس پر اکسایا جائے، اسے منصوب ذکر کیا جاتا ہے اور اس سے پہلے اِلْزَمْ فعل محذوف ہوتا ہے۔ جیسے اَلصِّدْقَ اصل میں اِلْزَمِ الصِّدْقَ تھا۔

اس کی تین صورتیں ہیں: ۱-مفرد ۲-معطوف علیہ ۳-مکرر

مفرد: اس سے مراد یہ ہے کہ جس کام پر اکسایا جائے، اسے اکیلا ذکر کیا جائے۔ جیسے مذکور مثال

معطوف علیہ: اس سے مراد یہ ہے کہ جو اسم اغراء کے لئے لایا جائے، اسے معطوف علیہ اور معطوف کی شکل میں ذکر کیا جائے۔ جیسے اَلْعَمَلَ وَالْعَزْمَ اصل میں اِلْزَمِ الْعَمَلَ وَالْعَزْمَ تھا۔

مکرر: یہ کہ اغراء کے لئے لائے ہوئے اسم کو دوبارہ ذکر کیا جائے۔ جیسے اَلْاِحْسَانَ اَلْاِحْسَانَ اصل میں اِلْزَمِ الْاِحْسَانَ الْاِحْسَانَ تھا۔

نوٹ: آخری دونوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اور پہلی صورت میں جائز ہے۔

۲-تحذیر (ڈرانا)

تحذیر کا مطلب ہے کہ مخاطب کو ناپسندیدہ اور خطرناک چیز سے ڈرایا جائے، جس چیز سے ڈرایا جائے، اسے محذّر منہ اور جسے ڈرایا جائے اسے محذّر کہتے ہیں۔

محذر منہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہوتا ہے۔ یہ اِتَّقِ، بَاعِدْ اور اِحْذَرْ وغیرہ ہیں،

محذر منہ کی تین صورتیں ہیں: مفرد، مکرر اور معطوف علیہ

مفرد کی مثال: اَلْکَسَلَ اصل میں اِحْذَرِ الْکَسَلَ ہے۔
مکرر کی مثال: اَلْکَذِبَ اَلْکَذِبَ اصل میں اِحْذَرِ الْکَذِبَ الْکَذِبَ ہے۔
معطوف علیہ کی مثال: رَأْسَکَ وَالسَّیْفَ اصل میں بَاعِدْرَأْسَکَ وَاحْذَرِ السَّیْفَ ہے۔

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ تحذیر کی ایک اور صورت بھی ہے کہ محذ رمنہ سے پہلے ضمیر منصوب منفصل ذکر کی جائے۔ جیسے اِیَّاکَ وَ الرِّیَاءَ اصل میں اِیَّاکَ بَاعِدْ وَاحْذَرِ الرِّیَاءَ ہے۔

ضمیر کے بعد محذ رمنہ کے استعمال کی تین صورتیں ہیں اور ان تینوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے:

۱۔ محذرمنہ واوٗ عاطفہ کے بعد ذکر کیا جائے۔ جیسے اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ یعنی اِیَّاکَ بَاعِدْ وَاحْذَرِ الْاَسَدَ ہے۔

۲۔ محذرمنہ مِن حرف جر کے بعد ذکر کیا جائے۔ جیسے اِیَّاکَ مِنَ الشَّرِّ یعنی اِیَّاکَ بَاعِدْ مِنَ الشَّرِّ ہے۔

۳۔ محذرمنہ مصدر مُؤَوَّل ہو۔ جیسے اِیَّاکَ اَنْ تَکْسَلَ یعنی اِیَّاکَ بَاعِدْ مِنْ اَنْ تَکْسَلَ ہے۔

نوٹ: تحذیر کی اس آخری صورت میں محذرمنہ سے پہلے واوٗ عاطفہ یا مِنْ حرف جر کا ہونا ضروری ہے، لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے مذکور مثال

سوالات

۱- اغراء اور تحذیر کے معنیٰ میں کیا فرق ہے؟

۲- اغراء اور تحذیر کی کتنی صورتیں مشترک ہیں؟

۳- تحذیر کی علیحدہ صورت کیا ہے، اور اس کی شرط کیا ہے؟

۴- درج ذیل فقرات کی ترکیب کریں:

۱- اِیَّاکُمْ وَالْاَشْرَارَ ۲- اَلتَّدْبِیْرَ وَالْاِقْتِصَادَ

۳- اِنْجَازَ الْوَعْدِ ۴- اِیَّاکَ اَنْ تَطْمَعَ فِیْ مَا لَیْسَ لَکَ

۵- اَلْاِخْلَاصَ

۵- اغراء اور تحذیر کی کن صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے؟

سبق: ۲۵

اشتغال

(مفعول بہ کے فعل کے حذف کی تیسری صورت)

تعریف

اشتغال کا لغوی معنیٰ، مشغول ہونا ہے اور نحو کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک اسم پہلے آئے، اس کے بعد ایسا فعل آئے جو ضمیر یا ضمیر سے متصل اسم میں عامل ہو اور وہ ضمیر اسم مذکور کی طرف لوٹ رہی ہو، اس حیثیت سے کہ اگر اس مذکور فعل کو مابعد معمول (ضمیر یا ضمیر سے متصل اسم) سے فارغ کر دیا جائے تو ماقبل اسم میں عمل کرے، اسے اشتغال کہتے ہیں اور اس اسم متقدم کو مشغول عنہ کہتے ہیں۔ جیسے اَلْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ، اَلْمُخْلِصَ اَكْرَمْتَ اَخَاهُ

ان مثالوں میں اَلْقَمَرَ اور اَلْمُخْلِصَ مشغول عنہ ہیں، اور دونوں ایسے فعل محذوف کے مفعول بہ ہیں، جن کی تفسیر ان کے مابعد فعل بیان کر رہے ہیں۔ اصل عبارت یوں تھی۔ قَدَّرْنَا الْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ، اَكْرَمْتَ الْمُخْلِصَ اَكْرَمْتَ اَخَاهُ۔

ایک کلام میں دو فعلوں کا تکرار آ گیا، پہلے فعل کو حذف کر دیا، اسے اضمار علی شرط التفسیر بھی کہتے ہیں یعنی وہ اسم، جس کے فعل کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہے کہ مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔

مشغول عنہ کے اعراب کی صورتیں

اس کے اعراب کی تین صورتیں ہیں: ۱- رفع واجب ۲- نصب واجب

۳- رفع اور نصب دونوں جائز

۱- رفع واجب: اگر مشغول عنہ ایسے حروف کے بعد آئے جو صرف اسم[1] پر ہی داخل ہوتے ہیں یا وہ ایسے حروف[2] سے پہلے آ جائے جن کا مابعد ماقبل میں عمل نہیں کرتا تو مبتدا

---

[1] جیسے اذا فجائیہ اور لیتما [2] جیسے ادوات شرط، استفہام اور حروف تحضیض وغیرہ

نے کی وجہ سے اسے رفع دینا واجب ہے۔ جیسے خَرَجْتُ فَاذَا زَیْدٌ یَضْرِبُهٗ
مرٌو، خالِدٌ هَلْ رَأَیْتَهٗ۔ ان مثالوں میں زَیدٌ اور خَالِدٌ مشغول عنہ ہیں۔
۔ نصب واجب: اگر مشغول عنہ ایسے حروف کے بعد واقع ہو جو صرف فعل پر داخل
تے ہیں۔ جیسے حروف تحضیض اَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا وغیرہ اور کلمات شرط، جیسے اِنْ، لَوْ،
ی، حَیْثُمَا وغیرہ تو اسے فعل محذوف کے ساتھ نصب دینا واجب ہے۔ جیسے اِنِ
فرِیْبَ قَابَلْتَهٗ فَاَکْرِمْ مَثْوَاهُ، هَلَّا ضَیْفَکَ اَکْرَمْتَهٗ، ان مثالوں میں
فرِیْبَ اور ضَیْفَکَ مشغول عنہ ہیں جن پر نصب واجب ہے، نیز یہاں فعل کو

ف کرنا واجب ہے۔
ع اور نصب جائز: جب دونوں مذکورہ صورتیں نہ ہوں تو مشغول عنہ پر رفع اور نصب
نوں جائز ہیں۔ جیسے اَلْمُخْلِصَ اُمَجِّدُهٗ، المخلص کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔

سوالات

۱۔ اشتغال کا معنی کیا ہے؟
۲۔ مشغول عنہ پر کب رفع واجب ہے اور کب نصب؟
۳۔ درج ذیل فقرات میں مشغول عنہ پہچانو اور اس کے رفع اور نصب کا حکم بیان کرو:

۱ - اَلسَّیَّارَةَ رَکِبْتُهَا	۲ - هَلَّا وَاجِبًا لِوَطَنِکَ اَدَّیْتَهٗ
۳ - اَلشِّعْرُ مَا اَحْلَاهُ	۴ - جَلِیْسُکَ اَنْصِفْهُ
۵ - اَلشَّرِیْرَ اِجْتَنِبْهُ	۶ - حَیْثُمَا الْمَالَ نِلْتَهٗ فَدَعِ الْبُخْلَ
۷ - وَطَنَکَ اَلَا تَرْفَعُهٗ	

۴۔ کیا مشغول عنہ کو رفع اور نصب دونوں جائز ہیں؟

سبق:۲۶

۲- مفعول مطلق

(جو حرف جر کی قید کے بغیر بولا جائے)

تعریف

وہ مصدر منصوب ہے، جو فعل مذکور کا مصدر ہو اور فعل مذکور ہی اسے نصب دے۔
جیسے كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا میں تَكْلِيْمًا مفعول مطلق ہے۔

ذکر کرنے کی غرض

مفعول مطلق کو ذکر کرنے کے تین مقصد ہوتے ہیں:

۱- تاکید ۲- بیان نوع ۳- بیان عدد

۱- تاکید: اپنے ماقبل فعل کی تاکید کے لئے ذکر کیا جاتا ہے، اور مصدر کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی بلکہ اپنے مشہور وزن پر آتا ہے۔ جیسے لَاعَبَ الْحَسَنُ مُلَاعَبَةً (حسن خوب کھیلا) فَرِحْتُ فَرَحًا (میں واقعی خوش ہوا) مُلَاعَبَةً اور فَرَحًا مفعول مطلق ہیں۔

۲- بیان نوع: اپنے فعل کے واقع ہونے کی حالت اور نوعیت بیان کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ جیسے وَثَبَ النَّمِرُ وُثُوْبَ الْاَسَدِ (چیتا شیر کے جھپٹنے کی طرح جھپٹا) اور عموماً یہ فِعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے جَلَسَ التِّلْمِيْذُ جِلْسَةَ الْاُسْتَاذِ (طالب علم استاذ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا) وُثُوْبَ الْاَسَدِ اور جِلْسَةَ الْاُسْتَاذِ مفعول مطلق ہیں۔

۳- بیان عدد: اپنے فعل کے واقع ہونے کی تعداد بیان کرنے کے لئے لایا جاتا ہے اور عموماً فَعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے اَكَلَ عَلِيٌّ اَكْلَتَيْنِ (علی نے دو دفعہ کھانا کھایا)، ضَرَبْتُ الخَادِمَ ضَرْبَةً (میں نے خادم کو ایک دفعہ مارا) اَكْلَتَيْنِ اور ضَرْبَةً مفعول مطلق ہیں۔

جب قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق سے پہلے فعل حذف ہو جاتا ہے، کبھی اس کا فعل وجوبا حذف ہوتا ہے اور کبھی جوازاً۔ اس کے وجوب حذف کی مثال۔ جیسے قِيَامًا وَّلَاقُعُوْدًا اصل میں قُمْ قِيَامًا وَ لَا تَقْعُدْ قُعُوْدًا تھا، فَاِمَّا مَنًّا وَّ اِمَّا فِدَاءً اصل میں فَاِمَّا تَمُنُّوْنَ مَنًّا وَاِمَّا تَفْدُوْنَ فِدَاءً تھا۔ اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَعَاذَ اللّٰهِ، رَعْيًا، سَقْيًا وغیرہ سے پہلے فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔

فعل کے جواز حذف کی مثال، جیسے باہر سے آنے والے کو خَيْرَ مَقْدَمٍ کہا جائے تو اس سے پہلے فعل کا حذف کرنا جائز ہے، اصل میں قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَيْرَ مَقْدَمٍ تھا[1]۔

---

[1] نائب مفعول مطلق: وہ اسماء، جو مصدر تو نہیں مگر مفعول مطلق کے قائم مقام استعمال ہوتے ہیں اور انہیں نصب دی جاتی ہے، یہ ہیں: مرادف، صفت، عدد، آلہ، کل، بعض وغیرہ اور اسمائے اشارہ

مرادف: اس سے مراد وہ مصدر ہے، جو مفعول مطلق کا ہم معنی ہو اور اس کی جگہ آ جائے۔ جیسے اَقْرَرْتُ بِذَنْبِيْ اِعْتِرَافًا، قَعَدْتُ جُلُوْسًا

صفت: وہ اسم، جو اپنے سے پہلے فعل کے مصدر کی صفت بنے۔ جیسے جَرَى التِّلْمِيْذُ سَرِيْعًا اصل میں جَرْيًا سَرِيْعًا تھا۔

عدد: مصدر کی بجائے اسمائے اعداد ذکر کئے جائیں۔ جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا ثَلَاثًا

آلہ: وہ اسم ہے، جس سے مذکور فعل صادر ہو۔ جیسے ضَرَبَ اللَّاعِبُ الْكُرَةَ قَدَمًا

کل اور بعض: جب مذکور فعل کے مصدر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے جَدَّ الطَّالِبُ كُلَّ الْجِدِّ یا بَعْضَ الْجِدِّ

اشارہ: جس کا مشار الیہ مذکور فعل کا مصدر ہو۔ جیسے اَحْسَنَ الْعَامِلُ هٰذَا الْاِحْسَانَ

نوٹ: مذکورہ بالا اسماء کے علاوہ اور بھی چند اسماء ہیں، جو مفعول مطلق کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ مثلاً اَلْقُرْفُصَاءُ اور وہ ضمیر، جس کا مرجع فعل مذکور کا مصدر ہو۔ جیسے جَامَلْتُكَ مُجَامَلَةً لَا اُجَامِلُهَا اَحَدًا

سبق:۲۷

۳- مفعول فیہ

(جس سے پہلے فی حرف جر محذوف ہوتا ہے)

تعریف

مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے، جو اس زمان یا مکان پر دلالت کرے، جس میں فعل واقع ہوتا ہے، اسے ظرف بھی کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-ظرف زمان ۲-ظرف مکان

۱-ظرف زمان: وہ اسم ظرف ہے، جو ایسے زمانہ پر دلالت کرے، جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے حَفِظْتُ دَرْسًا صَبَاحًا ، جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ان مثالوں میں صباحا اور یوم الجمعۃ مفعول فیہ ہیں

۲-ظرف مکان: وہ اسم ظرف ہے، جو ایسی جگہ پر دلالت کرے، جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے وَقَفْتُ اَمَامَ الْمِرْآةِ (میں شیشے کے سامنے کھڑا ہوا) جَلَسَتِ الْهِرَّةُ تَحْتَ الْمَائِدَةِ (بلی دسترخوان کے نیچے بیٹھی)

اقسام

ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں: ۱-غیر محدود زمانہ ۲-محدود زمانہ

غیر محدود زمانہ: جس کی حد متعین نہ ہو۔ جیسے دَهْرٌ (زمانہ) حِيْنٌ (جب)

محدود زمانہ: جس کی حد متعین ہو۔ جیسے يَوْمٌ (دن) لَيْلَةٌ (رات)

ظرف زمان، خواہ محدود ہو یا غیر محدود، دونوں فی حرف جر کے حذف کے ساتھ منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے مَكَثْتُ فِي الْمَدْرَسَةِ شَهْرًا (میں مدرسہ میں ایک ماہ تک ٹھہرا رہا)، قُمْتُ دَهْرًا (میں ایک زمانہ کھڑا رہا) یہ دراصل فِيْ شَهْرٍ اور فِيْ دَهْرٍ تھے۔

ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱- محدود جیسے اَلسُّوْقُ (بازار) اَلدَّارُ (گھر)

۲- غیر محدود جیسے خَلْفٌ (پیچھے)، فَوْقٌ (اوپر)، اَمَامٌ (سامنے)

ظرف مکان غیر محدود میں فِیْ کا حذف کرنا ضروری ہے۔ جیسے وَقَفْتُ اَمَامَ الْمِرْآةِ، طَارَتِ الْحَمَامَةُ فَوْقَ رُؤُوْسِنَا

ظرف مکان محدود میں فی کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسے مَشَيْتُ فِي السُّوْقِ، جَلَسْتُ فِي الدَّارِ

مگر دخل کے بعد فی کا ذکر نہ کرنا بھی جائز ہے۔ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

عامل کا حذف

جب قرینہ پایا جائے تو مفعول فیہ کے عامل کو کبھی جوازاً حذف کردیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی کہے مَتٰى جِئْتَ (تو کب آیا) تو اس کا جواب صرف يَوْمَ الْجُمُعَةِ سے دیا جا سکتا ہے جو اصل میں جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ہے۔

اور کبھی اس کا عامل وجوباً حذف ہوتا ہے، جب کہ ظرف، حال، صفت، صلہ یا خبر واقع ہو، جیسے مررتُ بزيدٍ عندک، و مررتُ برجلٍ عندک اصل میں بِزَيْدٍ مُسْتَقِرًّا عِنْدَكَ اور بِرَجُلٍ مُسْتَقِرٍّ عِنْدَكَ تھے۔

سبق:۲۸

۴- مفعول لہٗ

(جس سے پہلے حرف جر لام محذوف ہوتا ہے)

تعریف

مفعول لہٗ وہ مصدر منصوب ہے، جو اپنے ماقبل فعل کا سبب اور علت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے اور اسے مفعول لاجلہٖ بھی کہتے ہیں۔ جیسے وَقَفْتُ اِحْتِرَامًا لِلْمُعَلِّمِ (میں استاذ کے احترام کے لئے کھڑا ہوا)، تَنَزَّهْتُ طَلَبَ الرَّاحَةِ (میں نے آرام حاصل کرنے کے لئے سیر کی)

ان مثالوں میں اِحْتِرَامًا لِلمعلم اور طلب الراحةِ مفعول لہٗ ہیں

نوٹ: مفعول لہٗ ماقبل فعل کے متعلق سوال کا جواب ہوتا ہے۔

۵- مفعول معہٗ

تعریف

یہ وہ اسم منصوب ہے، جو ایسی واوؔ کے بعد آئے، جو مصاحبت اور معیت کا معنیٰ دے۔ جیسے سَارَ الْقِطَارُ وَ طُلُوْعَ الشَّمْسِ (گاڑی سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ چلی)، حَضَرَ مُحَمَّدٌ وَ غُرُوْبَ الشَّمْسِ (محمد غروب شمس کے ساتھ حاضر ہوا)

سوالات

۱- کلام میں مفعول مطلق کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟
۲- سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَعَاذَ اللّٰهِ، فِدَاءً، خَيْرَ مَقْدَمٍ سے پہلے فعل کا حذف کرنا واجب ہے یا جائز؟
۳- مفعول فیہ کو ظرف کیوں کہتے ہیں، اور ظرف کی کتنی قسمیں ہیں؟
۴- کیا مفعول فیہ کا عامل حذف کرنا جائز ہے؟ اس کی کتنی صورتیں ہیں؟
۵- مفعول مطلق اور مفعول لہٗ میں کیا فرق ہے؟
۶- درج ذیل فقرات میں سے مفاعیل خمسہ الگ الگ کریں:

۱- يَفِيضُ النَّهْرُ فَيَضَانًا ۲- يَصِيدُ الثَّعْلَبُ دَجَاجَةً
۳- سَجَدَ الْمُصَلِّيْ أَرْبَعًا ۴- تَلَا الْقَارِئُ الْقُرْآنَ أَحْسَنَ الْقِرَاءَةِ
۵- قَرَأَ مُحَمَّدٌ وَالْمِصْبَاحَ ۶- نَامَ الْكَلْبُ خَلْفَ الْبَابِ
۷- مَشَيْنَا وَالظَّلَامَ ۸- رَمَى الصَّيَّادُ الطَّيْرَ سَهْمًا
۹- صَفَحْتُ عَنِ السَّفِيهِ حِلْمًا
۱۰- نَكَبَهُمُ الدَّهْرُ نَكْبَتَيْنِ
۱۱- ابْتَعَدْتُ عَنِ الْأَسَدِ خَوْفًا مِنْهُ
۱۲- مَزَّقَ الْغُلَامُ الْوَرَقَ
۱۳- تُوقَدُ الْمَصَابِيحُ لَيْلًا
۱۴- جَرٰى عَلِيٌّ مِيْلًا

سبق:۲۹

حال

(اسم کے منصوب ہونے کی چھٹی صورت)

تعریف:

اس کا لغوی معنیٰ اچھی یا بری حالت ہے، اور نحویوں کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ اسم منصوب ہے، جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت فاعلی یا مفعولی بیان کرے، جس کی حالت بیان کی جائے (فاعل، مفعول بہ) اسے ذوالحال (صاحب حال) کہتے ہیں۔

جیسے عَادَ الْجَيْشُ ظَافِرًا (لشکر اس حال میں لوٹا کہ کامیاب ہے) رَكِبْتُ الْبَحْرَ هَائِجًا (میں سمندر میں سوار ہوا اس حال میں کہ وہ موجیں مارنے والا تھا) نَصَحَنِيْ وَالِدِيْ جَالِسَيْنِ (مجھے میرے والد نے اس حال میں نصیحت کی کہ ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے)۔

ان مثالوں میں ظَافِرًا، هَائِجًا اور جَالِسَيْنِ حال ہیں اور اَلْجَيْشُ، اَلْبَحْرَ، وَالِدِيْ اور نِيْ بالترتیب ذوالحال ہیں۔

حال کے اوصاف واحکام

۱- حال عموماً اسم مشتق ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثالیں، مگر کبھی اسم جامد بھی آجاتا ہے۔ جیسے كَرَّ الشُّجَاعُ اَسَدًا (بہادر نے شیر کی طرح حملہ کیا)

۲- حال عموماً مفرد ہوتا ہے مگر کبھی جملہ بھی آجاتا ہے۔ جب حال جملہ ہوتا ہے تو اس وقت حال اور ذوالحال میں تعلق قائم کرنے کے لئے ایک واسطہ یا رابطہ ہوتا ہے اور یہ واؤ یا ضمیر یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جیسے لَا تَاْكُلِ الطَّعَامَ وَ هُوَ بَارِدٌ (تو کھانا نہ کھا اس حال میں کہ وہ ٹھنڈا ہو) اس میں واؤ اور ضمیر دونوں رابطہ ہیں۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ (میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے)، رَجَعَ الْقَائِدُ هُوَ مَنْصُوْرٌ۔ ان دونوں مثالوں میں بالترتیب رابطہ صرف واؤ اور ضمیر ہے۔

۳- حال کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے رَجَعَ الْقَائِدُ وَ هُوَ مَنْصُوْرٌ (سپہ سالار اس حال میں لوٹا کہ وہ مدد کیا ہوا ہے) اور کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اگر حال فعل ماضی ہو تو اس سے پہلے لفظ قَدْ کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے غَابَ اَخُوْكَ وَقَدْ حَضَرَ وَالِدُهٗ (تیرا بھائی غائب ہوا اس حال میں کہ اس کا باپ حاضر تھا)۔ اس مثال میں قد حضر والده حال ہے اور اخوک ذوالحال ہے اور اگر حال فعل مضارع ہو اور مثبت ہو تو اس میں صرف ضمیر کافی ہے جیسے ذَهَبَ الْجَانِيْ يَرْكَبُ (مجرم گیا اس حال میں کہ وہ سوار ہے)، اس مثال میں یرکب حال ہے اور اس میں هو ضمیر الجانی ذوالحال کی طرف راجع ہے۔

۴- کبھی حال شبہ جملہ بھی ہوتا ہے، شبہ جملہ سے مراد ظرف اور جار مجرور ہے۔ جیسے طَلَعَ الْبَدْرُ بَيْنَ السَّحَابِ (چاند طلوع ہوا اس حال میں کہ وہ بادل کے درمیان تھا) بَيْنَ السَّحَابِ، اَلْبَدْرُ سے حال ہے۔ لَقِيْتُ الْاُسْتَاذَ فِي الْمَدْرَسَةِ (میں استاذ سے ملا اس حال میں کہ وہ مدرسہ میں تھا) اس مثال میں فِي الْمَدْرَسَةِ، اَلْاُسْتَاذَ سے حال ہے۔

۵- حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے، اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال سے پہلے ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ اس میں رَاكِبًا حال اور رَجُلٌ اسم نکرہ، ذوالحال ہے۔

حال واحد، تثنیہ اور جمع ہونے میں ذوالحال کے مطابق ہوتا ہے بشرطیکہ حال مفرد ہو، جملہ نہ ہو اور اگر حال جملہ ہو تو اس جملہ میں رابطہ کا ہونا ضروری ہے۔

نوٹ: جب جملہ درمیان کلام یا اخیر کلام میں معرفہ کے بعد واقع ہو تو وہ حال ہوا کرتا ہے۔ جیسے رجع القائد هو منصور، القائد ذوالحال اور هو منصور حال ہے۔ اور اگر اسم نکرہ کے بعد واقع ہو تو صفت بنتا ہے کیونکہ جملہ، نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ جیسے رَجَعَ قَائِدٌ هُوَ مَنْصُوْرٌ، قَائِدٌ موصوف هُوَ مَنْصُوْرٌ صفت ہے۔

سوالات

۱- نیچے دیئے گئے فقرات میں حال اور ذوالحال کو بیان کریں اور یہ بھی بتائیں کہ ان کے درمیان رابطہ کیا ہے؟

۱-اَقْبَلَ الْمَظْلُوْمُ بَاكِيًا　۲-رَكِبْتُ السَّفِيْنَةَ وَالنَّسِيْمُ عَلِيْلٌ

۳-يُعْجِبُنِي الْغَنِيُّ مُتَوَاضِعًا　۴- جَلَسَ الْمُذْنِبُ يَخَافُ

۵-اُنْظُرْ اِلَى السَّمَاءِ مُمْطِرَةً　۶-اَبْصَرْتُ الْخَطِيْبَ فَوْقَ الْمِنْبَرِ

۷-ذَهَبَ الْمُجْرِمُ وَقَدْ حَرَسَهُ الْجُنُوْدُ

۲- ذیل کے جملوں کی ترکیب نحوی کریں:

۱-اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۝[1]　۲-جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ۝[2]

۳-لَا تَاكُلُوا الْفَوَاكِهَ وَهِيَ فِجَّةٌ۔ ۴-يَمُوْتُ الْمُؤْمِنُ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ

۵-يَمُوْتُ الْكَافِرُ يَلُوْمُهٗ قَلْبُهٗ

۳- حال کی مختلف اقسام بتاؤ؟

---

[1] مریم:۱۲　[2] یوسف:۱۶

سبق: ۳۰

۷- (الف) تمیز

(اسم کے منصوب ہونے کی ساتویں صورت)

تعریف

تمیز کا لغوی معنیٰ دور کرنا اور اٹھانا ہے اور اصطلاح میں وہ اسم نکرہ ہے، جو کسی مبہم اور پوشیدہ چیز کے بعد آئے اور اس کے ابہام اور پوشیدگی کو دور کرے، جس سے ابہام دور کیا جائے اسے ممیِّز اور جو دور کرے اسے تمیز کہتے ہیں۔

ممیز کی اقسام

ممیز کی دو قسمیں ہیں: ۱-مفرد (ممیز ملفوظ) ۲-نسبت (ممیز ملحوظ)

۱-مفرد: ممیز مفرد سے مراد یہ ہے کہ مرکب نہ ہو اور اس کی ذات میں ابہام ہو۔ یہ کبھی مختلف مقادیر پر دلالت کرتا ہے اور کبھی غیر مقادیر پر دلالت کرتا ہے، مقادیر جیسے وزن، کیل، مساحت اور اسم عدد اور غیر مقادیر جیسے خَاتَمٌ (انگوٹھی)، سِوَارٌ (کنگن)، خَلْخَالٌ (پازیب) وغیرہ، انہیں ممیز ملفوظ بھی کہتے ہیں۔

اعراب: ممیز ملفوظ کی تمیز کبھی منصوب ہوتی ہے، کبھی مجرور باضافت اور کبھی مجرور بِمِنْ ہوتی ہے جیسے وزن کی مثال، عِنْدِیْ رِطْلٌ زَيْتًا ، رِطْلُ زَيْتٍ، رِطْلٌ مِّنْ زَيْتٍ، کیل (پیمانے) کی مثال، عِنْدِیْ حَفْنَةٌ شَعِيْرًا ، حَفْنَةُ شَعِيْرٍ، حَفْنَةٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، مساحت (ناپ) کی مثال عِنْدِیْ شِبْرٌ اَرْضًا، شِبْرُ اَرْضٍ، شِبْرٌ مِّنْ اَرْضٍ

نوٹ: ان مثالوں میں رِطْلٌ[1]، حَفْنَةٌ[2]، شِبْرٌ[3] ممیز، زیت اور شعیر اور ارض تمیز ہیں۔

۲-نسبت: ممیز نسبت سے مراد یہ ہے کہ ابہام اس کی ذات میں نہ ہو بلکہ اس کی نسبت میں ہو، اس کا کلام میں تلفظ نہیں کیا جاتا بلکہ کلام کے سیاق و سباق سے سمجھا جاتا ہے۔

---

[1] آدھ سیر [2] مٹھی برابر [3] بالشت

حَسُنَ الْغُلَامُ وَجْهًا (غلام از روئے چہرہ کے خوبصورت ہے) اس مثال میں غلام کی طرف جو حسن کی نسبت ہے اس میں ابہام ہے جس کو وَجْهًا نے دور کیا۔ اسے ممیز ملحوظ بھی کہتے ہیں۔

اعراب: ممیز ملحوظ کی تمیز ہمیشہ منصوب ہوتی ہے۔ جیسے فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا[1]، فَاضَ الْقَلْبُ سُرُوْرًا۔ ان مثالوں میں عُيُوْنًا اور سُرُوْرًا تمیز ہیں اور اَلْاَرْضَ اور اَلْقَلْبُ کی طرف جو نسبت ہے، وہ ممیز ہے۔

سوالات

۱۔ مفرد ممیز سے کیا مراد ہے؟

۲۔ ممیز ملفوظ اور ممیز ملحوظ میں کیا فرق ہے؟

۳۔ ممیز ملفوظ کی تمیز کا اعراب کیا ہے؟

۴۔ درج ذیل فقرات میں وزن، کیل اور مساحت کی تمیز الگ الگ کریں:

۱۔ مثقالٌ ذهبًا ارفعُ قيمةً من رطل نحاسنا

۲۔ سقيتُ كوبَ لبنٍ

۳۔ ما اشتريتُ شبرا من ارض

۴۔ زكوة الفطر صاعٌ شعيرا او نصف صاع قمحا

۵۔ عندي ذراعان من حرير و ثلثة ازرع من ثوب

۵۔ درج ذیل مثالوں کی ترکیب نحوی بیان کریں:

۱۔ أيهم اقرب لكم نفعا

۲۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝[2]

۳۔ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝[3]

۴۔ زرعت فدانا ارزًا

---

[1] القمر:۱۲ [2] طٰہٰ:۱۱۴ [3] مریم:۷۵

سبق: ۳۱

(ب) اسماء اعداد

تعریف

اعداد، عدد کی جمع ہے اور یہ عَدٌّ سے مشتق ہے، جس کا معنی گننا اور شمار کرنا ہے، اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ اسماء ہیں، جن کے ساتھ کسی شی کے افراد کو شمار کیا جاتا ہے، جسے شمار کیا جائے اسے معدود اور تمیز کہتے ہیں جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ (تین مرد) خَمْسَةُ كُتُبٍ (پانچ کتابیں) ثَلَاثَةٌ اور خَمْسَةٌ اسم عدد ممیز، رِجَالٌ اور كُتُبٌ معدود اور تمیز ہیں۔

اقسام

اسمائے عدد چار طرح کے ہوتے ہیں:

۱-مفرد ۲-مرکب ۳-عطف ۴-عقود

۱-مفرد: اس سے مراد ایک سے لے کر دس تک کے اعداد، اکائیاں مائة اور الف کے الفاظ ہیں۔ جیسے وَاحِدٌ (ایک) اِثْنَانِ (دو) ثَلَاثَةٌ (تین) اَرْبَعَةٌ (چار) خَمْسَةٌ (پانچ) سِتَّةٌ (چھ)، سَبْعَةٌ (سات) ثَمَانِيَةٌ (آٹھ) تِسْعَةٌ (نو) عَشَرَةٌ (دس) مِائَةٌ (سو) اَلْفٌ (ہزار)

۲-مرکب: اس سے مراد گیارہ سے لے کر انیس تک کے اعداد ہیں۔ بارہ کے علاوہ باقی تمام کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں، بارہ کا پہلا جز معرب ہوتا ہے۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اِثْنَا عَشَرَ (بارہ) ثَلَاثَ عَشَرَةَ (تیرہ) اَرْبَعَ عَشَرَةَ (چودہ) خَمْسَ عَشَرَةَ (پندرہ) سِتَّ عَشَرَةَ (سولہ) سَبْعَ عَشَرَةَ (سترہ) ثَمَانِيَ عَشَرَةَ (اٹھارہ) تِسْعَ عَشَرَةَ (انیس)

۳-عطف: اس سے مراد اکیس سے لے کر ننانوے تک کے اعداد ہیں۔ انہیں عطف اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی اکائی اور دہائی کے درمیان واؤ عاطفہ ہوتی ہے، اکائی کو

معطوف علیہ اور دہائی کو معطوف کہتے ہیں جیسے اَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ (اکیس) اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ (بائیس) ثَلَاثٌ وَّ خَمْسُوْنَ (ترپن) تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ (ننانوے)

۴- عقود: ان سے مراد دہائیاں ہیں۔ جیسے عَشَرَةٌ (دس) عِشْرُوْنَ (بیس) ثَلَاثُوْنَ (تیس) اَرْبَعُوْنَ (چالیس) خَمْسُوْنَ (پچاس) سِتُّوْنَ (ساٹھ) سَبْعُوْنَ (ستر) ثَمَانُوْنَ (اسی) تِسْعُوْنَ (نوے)

تمیز کے احکام

مذکورہ بالا اسمائے اعداد کی تمیز تین طرح سے آتی ہے، جسے کسی شاعر نے اس طرح سے بیان کیا ہے:

ممیز از عدد برسہ جہت داں — زسہ تا دہ ہمہ مجموع و مکسور

زدہ تا صد ہمہ منصوب و مفرد — زصد برتر ہمہ فردست مجرور

۱- واحد اور اثنان جب مفرد ہوں تو یہ کسی اسم کی صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں، ان کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی، کیونکہ اسم کا، واحد اور تثنیہ کا صیغہ بذات خود ایک اور دو کے عدد پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے تِلْمِيْذٌ (ایک طالبعلم) تِلْمِيْذَانِ (دو طالب علم)

۲- تین سے لے کر دس تک کی تمیز جمع اور مکسور ہوتی ہے اور خلاف قیاس یعنی اگر معدود مذکر ہو تو اسم عدد مونث ہوگا اور اگر مؤنث ہو تو اسم عدد مذکر ہوگا۔ جیسے ثَلَاثَةُ اَقْلَامٍ (تین قلمیں) ثَلَاثُ غُرُفَاتٍ (تین کمرے)

۳- گیارہ سے لے کر ۹۹ تک کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جیسے نَجَحَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ طَالِبًا (تیرہ طالب علم کامیاب ہوئے) نَجَحَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ تِلْمِيْذَةً (تیرہ طالب علم لڑکیاں کامیاب ہوئیں)

۴- مَائَةٌ اور اَلْفٌ اور ان کے تثنیہ و جمع کی تمیز مفرد اور مجرور ہوتی ہے۔ جیسے مِائَةُ جُنْدِيٍّ (سو سپاہی) اَلْفُ سَنَةٍ (ہزار سال) مِائَتَا بَقَرَةٍ (دو سو گائیں)

تذکیر و تانیث

۱- واحد اور اثنان خواہ مفرد، مرکب یا معطوف اور معطوف علیہ کی شکل میں ہوں، ان کی تذکیر و تانیث موافق قیاس ہوتی ہے۔ یعنی مذکر کے لئے مذکر اور مؤنث کے لئے مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اِلٰهٌ وَاحِدٌ، شَجَرَةٌ وَاحِدَةٌ، اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا، اِثْنَتَا عَشْرَةَ بَقَرَةً، اَحَدٌ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا، اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً، اِثْنَتَانِ وَ عِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً، اِثْنَانِ وَ ثَلٰثُوْنَ قَلَمًا

۲- تین سے لے کر نو تک کے اسمائے اعداد خواہ مفرد ہوں یا مرکب، یا عطف کی شکل میں ہوں، ان کی تذکیر و تانیث خلاف قیاس ہوتی ہے یعنی اگر معدود مذکر ہو تو اسم عدد مؤنث اور اگر معدود مؤنث ہو تو اسم عدد مذکر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ثَلَاثُ بَقَرَاتٍ، ثَلَاثَةُ کُتُبٍ، ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَاعَةً، ثَلَاثَةَ عَشَرَ فَرَسًا، ثَلَاثٌ وَ عِشْرُوْنَ شَجَرَةً، خَمْسَةٌ وَثَلَاثُوْنَ طَالِبًا

۳- عقود (دہائیاں) عَشَرَةٌ (دس) عِشْرُوْنَ (بیس) ثَلَاثُوْنَ وغیرہ اور مِائَةٌ وَ اَلْفٌ کے الفاظ میں تذکیر و تانیث کا کوئی لحاظ نہیں، یہ الفاظ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَ عِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً مگر عَشَرٌ کا لفظ اگر مفرد ہو تو مذکر کے لئے مؤنث اور مؤنث کے لئے مذکر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے عَشَرَةُ اَقْلَامٍ وَ عَشْرُ نِسَاءٍ اور اگر یہ مرکب ہو تو لفظ عَشَرٌ کی تذکیر و تانیث موافق قیاس ہوتی ہے، مؤنث کے لئے عَشَرَةٌ اور مذکر کے لئے عَشَرٌ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَاعَةً اور ثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلَمًا

سوالات

۱- اسم عدد کی کتنی اقسام ہیں؟

۲- اسم عدد مرکب اور عطف میں کیا فرق ہے؟

۳- گیارہ سے لے کر ننانوے تک کی تمیز اور تذکیر وتانیث کا کیسے فرق معلوم کیا جاسکتا ہے؟

۴- درج ذیل معدودات کے ساتھ مناسب اسم عدد لگائیں:

۱- ...... اَخْلَاقٍ ۲- ...... تِلْمِيْذَاتٍ

۳- ...... جَلْدَةٍ ۴- ...... اَلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

۵- ...... فَاكِهَاتٍ ۶- ...... وَرْدَةً

۷- ...... اَنْهَارٍ ۸- ...... غُرَفَاتٍ فِي الْمَدْرَسَةِ

۹- ...... تَلَامِيْذَ

۱۰- عِنْدِيْ ذِرَاعَانِ حَرِيْرًا ......اَذْرُعٍ ثَوْبًا مِّنَ الصُّوْفِ

۵- درج ذیل فقرات کی ترکیب کریں:

۱- بِعْتُ ثَلَاثَ تُفَّاحَاتٍ بِاِثْنَيْ عَشَرَ قِرْشًا

۲- فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا[1]

۳- يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا[2]

۴- مِسَاحَتُهَا تَبْلُغُ عَشَرَةَ اٰلَافٍ وَ مِائَتَيْ ذِرَاعٍ

۵- وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ[3]

---

۱ البقرہ:۶۰ ۲ یوسف:۴ ۳ الصافات:۱۴۷

سبق: ۳۲

۸- مستثنیٰ

(اسم کے منصوب ہونے کی آٹھویں صورت)

تعریف

مستثنیٰ استثناء سے ہے اور استثناء کا معنیٰ الگ کرنا اور خارج کرنا ہے، اصطلاح میں اس سے مراد وہ چیز ہے، جسے حرف استثناء کے ساتھ ماقبل کے حکم سے خارج کر دیا جائے خواہ حکم اثبات میں ہو یا نفی میں، جسے خارج کیا جائے اسے مستثنیٰ اور جس سے الگ کیا جائے اسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں، جس حرف کے ساتھ الگ کیا جائے، اسے حرف استثناء کہتے ہیں۔ جیسے نَجَحَ التَّلَامِيْذُ اِلَّا وَاحِدًا ، التّلاميذ مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء اور وَاحِدًا مستثنیٰ ہے۔ ایسے ہی مَاغَابَ التَّلَامِيْذُ عَنِ الدَّرْسِ اِلَّا وَاحِدًا

کلمات استثناء یہ ہیں: اِلَّا، غَيْرَ، سِوٰى، خَلَا، عَدَا، حَاشَا، مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَيْسَ، لَا يَكُوْنُ

اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: ۱- متصل ۲- منقطع

۱- متصل: وہ مستثنیٰ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو اور حرف استثناء کے ساتھ ماقبل کے حکم سے خارج کر دیا جائے۔ جیسے مذکورہ مثال میں وَاحِدًا، اَلتَّلَامِيْذُ کی جنس سے تھا جو حکم اَلتَّلَامِيْذُ پر تھا اس سے اِلَّا کے ساتھ خارج کر دیا گیا۔

۲- منقطع: وہ مستثنیٰ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے اِشْتَرَيْتُ الْاَفْرَاسَ اِلَّا حِمَارًا (میں نے گھوڑے خریدے سوائے گدھے کے) حِمَار مستثنیٰ ہے جو اَلْاَفْرَاسَ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہیں ہے۔

نوٹ: جس کلام میں استثناء ہو، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱- موجب (مثبت) ۲- غیر موجب (منفی)

۱-موجب: وہ کلام ہے، جس میں نفی، نہی اور استفہام انکاری نہ ہو جیسے هَجَمَ الْاَفْوَاجُ اِلَّا جُنْدِيًّا (فوجوں نے حملہ کیا سوائے ایک سپاہی کے)

۲-غیر موجب: وہ کلام ہے، جس میں نفی، نہی اور استفہام انکاری ہو جیسے مَاهَرَبَ الْاَفْوَاجُ اِلَّا جُنْدِيًّا (فوجیں بھاگی نہیں سوائے ایک سپاہی کے)

اعراب: مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں:

۱-منصوب　۲-منصوب اور عامل کے مطابق اعراب

۳-عامل کے مطابق اعراب　۴-مجرور

۱-منصوب: مستثنیٰ منصوب کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱-مستثنیٰ منقطع جب اِلَّا کے بعد واقع ہو خواہ کلام موجب میں ہو یا غیر موجب میں۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، مَاجَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، حِمَارًا مستثنیٰ منقطع منصوب ہے۔

۲- جب مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد آئے اور کلام موجب میں ہو۔ جیسے حَضَرَ الْاَصْدِقَاءُ اِلَّا عَلِيًّا

۳- مستثنیٰ متصل یا منقطع، کلام موجب یا غیر موجب میں جب مستثنیٰ منہ سے پہلے آجائے۔ جیسے حَضَرَ اِلَّا عَلِيًّا الْاَصْدِقَاءُ، مَاجَاءَنِیْ اِلَّا حِمَارًا الْقَوْمُ ان مثالوں میں عَلِيًّا اور حِمَارًا مستثنیٰ منصوب ہیں۔

۴-جب مستثنیٰ مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ کے بعد آئے۔ جیسے هَجَمَ الْاَفْوَاجُ مَا خَلَا یا مَاعَدَا جُنْدِيًّا۔ دوسری مثال فَرَّ الْجُنُوْدُ لَا يَكُوْنُ قَائِدًا اور لَيْسَ قَائِدًا۔ ان مثالوں میں جُنْدِيًّا اور قَائِدًا مستثنیٰ منصوب ہیں۔

۵- جب یہ خَلَا اور عَدَا کے بعد آئے تو یہ عموماً منصوب ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِی الْفَوْجُ عَدَا اَوْ خَلَا جُنْدِيًّا

نوٹ: مَا عَدَا، مَا خَلَا، عَدَا اور خَلَا کے بعد مستثنیٰ مفعول بہ کی حیثیت سے

منصوب ہوتا ہے، کیونکہ یہ فعل ہیں، ان کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے لَیْسَ اور لَایَکُوْنُ کے بعد مستثنیٰ خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور ان کا اسم بھی ضمیر مستتر ہوتی ہے، نیز یہ افعال اپنے مفعول بہ اور خبر سے مل کر مستثنیٰ منہ سے حال بنتے ہیں اور مستثنیٰ منہ ذوالحال ہوتا ہے۔

۲۔منصوب اور عامل کے مطابق اعراب کی صورت: اگر کلام غیر موجب ہو، مستثنیٰ متصل اِلّا کے بعد واقع ہو نیز مستثنیٰ منہ مذکور بھی ہو تو مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا اور مستثنیٰ منہ کے مطابق اعراب دینا، دونوں جائز ہیں، اس کو مستثنیٰ غیر مفرغ (جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو) بھی کہتے ہیں جیسے مَا اَثْمَرَتِ الْاَشْجَارُ اِلَّا شَجَرَۃً (درخت پھل نہیں لائے سوائے ایک درخت کے)، دوسری مثال مَا سَلَّمْتُ عَلَی الْقَادِمِیْنَ اِلَّا الْاَوَّلَ (میں آنے والوں کو سلام نہیں کیا مگر پہلے کو)، ان مثالوں میں شَجَرَۃٌ اور اَلْاَوَّلَ کو مستثنیٰ منہ کے مطابق پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳۔ عامل کے مطابق اعراب کی صورت: اگر کلام غیر موجب (منفی) ہو اور مستثنیٰ منہ مذکورہ نہ ہو تو مستثنیٰ بِاِلّا کا اعراب مستثنیٰ منہ محذوف کے مطابق ہوگا۔ یعنی اگر مرفوع محذوف ہے تو مستثنیٰ مرفوع اور اگر منصوب یا مجرور محذوف ہے تو مستثنیٰ بھی منصوب یا مجرور ہوگا، اس کو مستثنیٰ مفرغ (جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو) بھی کہتے ہیں۔ جیسے لَا یَھْلِکُ اِلَّا الْفَاسِقُ (سوائے فاسق کے کوئی ہلاک نہیں ہوگا)۔ دوسری مثال مَا صَحِبْتُ اِلَّا الْاَخْیَارَ (میں نے نیکوں کے سوا کسی کی مصاحبت نہیں کی)۔ تیسری مثال لَا تَسُوْدُ الْاَقْوَامُ اِلَّا بِالْاَخْلَاقِ (قومیں اخلاق کے ساتھ ہی سردار بنتی ہیں)۔ پہلی مثال میں اَحَدٌ فاعل، دوسری مثال میں اَحَدًا مفعول، تیسری مثال میں بِشَیْءٍ مجرور مستثنیٰ منہ محذوف ہیں اس لئے اَلْفَاسِقُ، اَلْاَخْیَارَ اور بِالْاَخْلَاقِ مرفوع، منصوب اور مجرور ہیں۔

۴۔ مجرور کی صورت: ۱۔ اگر مستثنیٰ لفظ غیر اور سوی کے بعد واقع ہو تو مضاف الیہ

ہونے کے اعتبار سے مجرور ہوگا۔ جیسے صَامَ الْغُلَامُ رَمَضَانَ غَيْرَ يَوْمٍ اَوْ سِوٰى يَوْمٍ (غلام نے ایک دن کے سوا رمضان کے روزے رکھے) دوسری مثال مَا عَادَ الْمَرِيْضَ عَائِدٌ غَيْرَ سَعِيْدٍ اَوْ سِوٰى سَعِيْدٍ (سعید کے سوا مریض کی کسی نے بیماری پرسی نہیں کی)۔

۲۔ حَاشَا کے بعد اکثر اور عَدَا وَ خَلَا کے بعد کبھی کبھی مستثنیٰ مجرور ہوتا ہے، اس وقت یہ حرف جر ہوتے ہیں۔ جیسے قَطَفْتُ الْاَزْهَارَ خَلَا الْوَرْدِ اَوْعَدَا الْوَرْدِ اَوْ حَاشَا الْوَرْدِ

نوٹ: غیر اور سویٰ کے اعراب کی وہی صورتیں ہیں جو اِلَّا کے بعد مستثنیٰ کی ہیں، کبھی منصوب اور کبھی عامل کے مطابق۔

غیر کا لفظ اگرچہ صفت کا معنیٰ ادا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے، مگر کبھی استثناء کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے اوپر مذکور ہوا اور اسی طرح لفظ اِلَّا استثناء کے لئے بنایا گیا ہے مگر کبھی غیر کا معنیٰ بھی دیتا ہے جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا[1] اصل میں غَيْرُ اللّٰهِ ہے۔ اسی طرح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اصل میں لَا اِلٰهَ غَيْرُ اللّٰهِ مَوْجُوْدٌ ہے۔

---

[1] الانبیاء:۲۲

سوالات

۱- کلام موجب اور غیر موجب میں کیا فرق ہے؟

۲- غیر اور سویٰ کے بعد مستثنیٰ کا اعراب کیا ہوتا ہے، اور ان کا اپنا اعراب کیا ہوتا ہے؟

۳- مستثنیٰ متصل کا اعراب کیا ہوتا ہے؟

۴- مستثنیٰ مفرغ اور غیر مفرغ میں کیا فرق ہے؟

۵- درج ذیل فقرات میں اِلّا کی جگہ غیر اور عَدَا کا لفظ رکھیں اور اعراب لگائیں:

۱- ما عاد من سفرہٖ الّا اخوک ۲- ما فاز التّلا میذ الّا الاذکیاء

۳- لا تصاحب الّا الاخیار ۴- مافاز الّا الْمجدُون

۵- لا یکسب ثقة الجمهور الّا المخلص

۶- درج ذیل فقرات کی ترکیب نحوی کریں:

۱- عاد المسافرون عدا اخیک ۲-ماقبلت یداحد غیر والدی

۳- وما یعقلها الّا العالمون ۴-قطفت الازهار ما خلا الورد

۷- درج ذیل فقرات میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ الگ کریں:

۱-لَبِثَ فِیهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا

۲-لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اِلَّا الْمَوْتَ ۳-لَا تَظْهَرُ الْکَوَاکِبُ اِلَّا النَّیِّرَیْنِ

۴- اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَ کُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

۵- لَا یَقَعُ الْحَالُ مَعْرِفَةً وَلَا اسمًا جَامِدًا اِلَّا فِی بَعْضِ الْاَمْثِلَةِ

سبق: ۳۳

مجرورات کا بیان

تعریف

مجرورات مجرور کی جمع ہے اور مجرور وہ اسم ہے جس کے نیچے زیر آئے۔

اقسام

مجرور کی دو قسمیں ہیں: ۱- مجرور بحرف جر ۲- مجرور باضافت

۱- مجرور بحرف جر

وہ اسم مجرور ہے، جس سے پہلے حرف جر ظاہر ہو۔ جیسے فِي الْكِتَابِ، فِيْ حرف جر اَلْكِتَابِ مجرور، اسے جار مجرور کہتے ہیں۔

حروف جارہ:

یہ سترہ حروف ہیں، جن کو کسی شاعر نے یوں نظم کیا ہے:

باؤ تاؤ کاف و لام و واؤ مُنْذُ و مُذْ خَلَا

رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِيْ عَنْ عَلٰى حَتّٰى اِلٰى

مذکورہ حروف میں سے جب کوئی حرف کسی اسم سے پہلے آجائے تو اس کے آخر کو زیر دیتا ہے۔ اور یہ کئی معانی میں استعمال ہوتے ہیں، مختصر طور پر یہ ہیں:

۱- مِنْ: یہ ابتداء کا معنیٰ دیتا ہے۔

۲-۳ حتّٰی و اِلٰی: (بمعنیٰ تک) یہ دونوں انتہاء کے لئے آتے ہیں، تینوں کی مشترکہ مثال یوں ہے:

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا[1] (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک)

حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝[2] (طلوع صبح تک)

۴- عَنْ: یہ بُعد اور مجاوزت کے لئے آتا ہے۔ جیسے رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ

---

[1] بنی اسرائیل: ۱ [2] القدر: ۵

(میں نے تیر کمان سے پھینکا۔)

۵- عَلٰی: (پر) یہ غلبہ بتانے کے لئے آتا ہے۔ جیسے عَلَی الشَّجَرَةِ طَائِرٌ (درخت پر پرندہ ہے۔)

۶- فِیْ: (میں) یہ ظرف زمان یا مکان کے لئے آتا ہے۔ جیسے فِی اللَّیْلِ ظُلْمَةٌ (رات میں تاریکی ہے) اَلْمَالُ فِی الْکِیْسِ (مال بٹوے میں ہے)

۷- رُبَّ: (کم) یہ کسی چیز کی کمی بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے رُبَّ اِشَارَةٍ اَبْلَغُ مِنْ عِبَارَةٍ (کچھ اشارے عبارت سے بلیغ ہوتے ہیں۔) کبھی یہ کثرت کا معنیٰ بھی دیتا ہے جیسے رُبَّ تِلْمِیْذٍ مُجْتَهِدٍ فَازَ (اکثر محنتی طالب علم کامیاب ہوتے ہیں۔)

۸- باء: (ساتھ) یہ عموماً سبب اور استعانت کے لئے آتا ہے۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ نیز یہ کبھی قسم کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے بِاللّٰهِ لَاَعْطِفَنَّ عَلَی الْفَقِیْرِ (خدا کی قسم میں فقیر پر ضرور مہربانی کروں گا۔)

۹- کاف: (مانند) یہ تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ جیسے الاستاذُ کالأبِ (استاد باپ کی مانند ہے۔)

۱۰- لام: (لئے) یہ ملکیت کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ (اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے۔)

۱۱- واو ۱۲- تاء: یہ دونوں قسم کے لئے آتے ہیں۔ جیسے وَاللّٰهِ، تَاللّٰهِ لَاَعْطِفَنَّ عَلَی الْفَقِیْرِ

۱۳، ۱۴ مُذْ و مُنْذُ: یہ مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں، ان سے پہلے فعل ماضی منفی ہوتا ہے، اگر ان سے زمانہ ماضی مراد ہو تو ابتداء کے لئے آتے ہیں۔ جیسے مَا کَلَّمْتُهُ مُنْذُ الاسبوع اور اگر زمانہ حال مراد ہو تو ظرفیت کے لئے آتے ہیں۔ جیسے لَا قَابَلْتُهُ مُنْذُ هذا الشهر او مُذْ الیوم (میں نے اس مہینے یا دن سے اس سے ملاقات نہیں کی ہے)

۱۵ خَلَا ۱۶ - حَاشَا ۱۷ - عَدَا: یہ استثناء کے لئے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کے لئے آتے ہیں۔ جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا و عَدَا و حَاشَا زَیْدٍ (میرے پاس زید کے سوا ساری قوم آئی)

۲- مجرور باضافت

اس کا معنیٰ ہے: ایک اسم کو بتقدیر حرف جر دوسرے اسم کے ساتھ ملایا جائے، جسے ملائیں اسے مضاف اور جس کے ساتھ ملایا جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ جیسے کِتَابُ اللّٰہِ، کِتَابُ مضاف، لفظ اللّٰہ مضاف الیہ۔

مضاف الیہ کے نیچے ہمیشہ زیر ہوتی ہے، گویا مضاف ہی اسے زیر دیتا ہے۔

اقسام

اضافت کی تقسیم دو اعتبار سے ہوتی ہے:

۱- حرف جر کے مقدر ہونے کے اعتبار سے ۲- معنیٰ کے اعتبار سے

۱- حرف جر کے مقدر ہونے کے اعتبار سے: اضافت میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر مقدر ہوتا ہے، اس اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں:

۱- اضافت لامی ۲- اضافت فیوی ۳- اضافت منی

۱- اضافت لامی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام محذوف ہو، اس صورت میں مضاف الیہ نہ ظرف ہوتا ہے اور نہ ہی مضاف کی جنس سے۔ جیسے رَسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ کا رسول)، مُلْکُ اللّٰہِ، اصل میں رَسُوْلٌ لِلّٰہِ، ملک للّٰہ ہیں۔

۲- اضافت فیوی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی محذوف ہو، اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کے لئے ظرف ہوتا ہے۔ جیسے مَکْرُ اللَّیْلِ اصل میں مَکْرٌ فِی اللَّیْلِ ہے۔

۳- اضافت منّی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر مِنْ مقدر ہو، اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کی جنس سے یا مضاف، مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا

ہے۔جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اصل میں خَاتَمٌ مِّنْ فِضَّةٍ ہے۔

۲-معنی کے اعتبار سے: اس اعتبار سے اضافت کی دو قسمیں ہیں:

۱-لفظی ۲-معنوی

۱-اضافت لفظی: وہ اضافت ہے، جس میں صفت کا صیغہ (اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔جیسے هٰذَا حَافِظُ الدَّرْسِ (یہ سبق یاد کرنے والا ہے)، مَعْمُوْرُ الدَّارِ (آباد کیا ہوا گھر)، رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ (خوبصورت چہرے والا آدمی)

ان مثالوں میں حافظ، معمور اور حسن، صفت کے صیغے مضاف ہیں اور الدّرس، الدّار اور الوجه مضاف الیہ ہیں۔

فائدہ

اس اضافت کا فائدہ صرف تخفیف لفظی ہے، یعنی مضاف کے آخر سے تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع گر جاتے ہیں، مضاف، تعریف یا تخصیص حاصل نہیں کرتا۔اسی وجہ سے مضاف پر الف لام بھی آجاتا ہے، جس کی پانچ صورتیں ہیں:

۱- مضاف تثنیہ کا صیغہ ہو۔جیسے اَلْحَافِظَا دُرُوْسِهِمَا

۲- مضاف جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو۔جیسے اَلْحَافِظُوْ دُرُوْسِهِمْ

۳- مضاف الیہ معرف باللام ہو۔جیسے اَلْحَافِظُ الدَّرْسِ

۴- مضاف الیہ ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو معرف باللام ہو۔ اَلْحَافِظُ دَرْسِ الْقُرْاٰنِ

۵- مضاف الیہ ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہو، جو معرف باللام کی طرف لوٹے۔جیسے دَرَّسْتُ التِّلْمِيْذَ الْحَافِظَ دَرْسِهٖ

مذکورہ مثالوں میں الحافظ مضاف ہے جس پر الف لام آگیا ہے۔

۲- اضاف معنوی: وہ اضافت ہے، جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور اسم مضاف ہو۔جیسے کِتَابُ اللّٰهِ، رَسُوْلُ اللّٰهِ

فائدہ

اس اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے جیسے وَرَقُ شَجَرَةٍ (درخت کا پتا)

۲- اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف بھی معرفہ بن جاتا ہے۔ جیسے کتاب اللّٰہ (اللہ کی کتاب)

نوٹ: (۱) مثل، غیر اور سویٰ وغیرہ کے الفاظ مضاف ہوں تو تعریف یا تخصیص حاصل نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے یہ اپنے مضاف الیہ کے ساتھ مل کر اسم نکرہ کی صفت بن جاتے ہیں۔ جیسے دَرَّسْتُ تِلْمِيْذًا غَيْرَ بَكْرٍ۔ اس مثال میں غیر اپنے مضاف الیہ بکر سے مل کر تلمیذا اسم نکرہ کی صفت ہے۔

(۲) موصوف صفت کی طرف مضاف ہو کر استعمال نہیں ہوتا کیونکہ مرکب اضافی وتوصیفی دو الگ الگ چیزیں ہیں جو ایک دوسرے کی جگہ استعمال نہیں ہوتیں۔ بعض مرکبات میں بظاہر موصوف صفت کی طرف مضاف نظر آتا ہے مگر حقیقت میں وہاں موصوف محذوف ہوتا ہے۔ جیسے مَسْجِدُ الْجَامِعِ، صَلٰوةُ الْاُوْلٰى، اصل میں مَسْجِدُ الْوَقْتِ الْجَامِعِ اور صَلٰوةُ السَّاعَةِ الْاُوْلٰى ہیں، گویا کہ مضاف الیہ سے پہلے الوقت اور السّاعة موصوف محذوف ہیں۔

(۳) اسی طرح جب ایک اسم دوسرے کا ہم معنیٰ ہو یا دونوں سے ایک ہی ذات مراد ہو یا دونوں اسم معرفہ ہوں تو ایک کو دوسرے کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس اضافت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ جیسے لَيْثُ اَسَدٍ یا اِنْسَانُ نَاطِقٍ پڑھنا جائز نہیں۔

مضاف کے احکام

مضاف الیہ ہمیشہ مجرور رہتا ہے مگر مضاف کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے، تفصیل یہ ہے:

۱- مضاف کبھی مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ صَاحِبُ الْكِتَابِ۔ صاحب

مضاف، کتاب مضاف الیہ، اور یہ مضاف جَاءَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

۲- مضاف کبھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے لَقِيْتُ صَاحِبَ الْكِتَابِ (میں صاحب کتاب کو ملا) اس میں صاحب مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

۳- مضاف کبھی مجرور ہوتا ہے۔ جیسے نَظَرْتُ اِلٰى صَاحِبِ الْكِتَابِ اس میں صاحب حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے۔

۴- مضاف پر الف لام نہیں آتا۔ جیسے مذکورہ مثالیں

۵- مضاف کے آخر سے اضافت کے وقت تنوین گر جاتی ہے۔ جیسے فِنَاءُ الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ کا میدان)، سَنَامُ الْجَمَلِ (اونٹ کی کوہان)

۶- اگر مضاف تثنیہ یا جمع کا صیغہ ہو تو نون تثنیہ اور نون جمع گر جاتے ہیں۔ جیسے لَمَعَتْ عَيْنَا الْقِطِّ (بلی کی دونوں آنکھیں چمکیں)، اَسْرَعَ سَائِقُو السَّيَّارَاتِ (بسوں کے ڈرائیوروں نے تیزی کی) ان میں عینا اور سائقو اصل میں عینان اور سائقون ہیں۔

سوالات

الف: ۱- مفاعیل خمسہ سے کیا مراد ہے؟ ہر ایک کا نام بتاتے ہوئے ان کی تعریف لکھیں۔

۲- منادی کسے کہتے ہیں، حروف نداء کتنے ہیں، مندوب اور مستغاث بہ میں کیا فرق ہے؟

۳- مشغول عنہ کو کب نصب دینا اور کب رفع دینا واجب ہے؟

۴- مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی صورتیں بتائیں۔

۵- مفرد مقادیر اور مفرد غیر مقادیر میں کیا فرق ہے اور ان کی تمیز کا اعراب کیا ہوتا ہے؟

۶- جب حال جملہ ہو تو اس میں کس چیز کا ہونا ضروری ہے؟

۷- حرف جر کے مقدر ہونے کی صورت میں اضافت کی کتنی قسمیں ہیں؟

۸- مضاف پر الف لام لگانے کی کیا صورتیں ہیں؟

ب: اس حکایت کا ترجمہ کریں اور مرفوعات، منصوبات اور مجرورات الگ الگ کریں:

کان رجل مسافرا إلٰی بلد بعید و فی الطریق تعرّف إلٰی شخص وحل ضیفا فی بیته لیستریح بعض الوقت ثم یتابع سفرہ و عند الغداء جلسا إلی المائدة فأحضر صاحب البیت خبزا و مضی لیحضر بقیة الطعام و بعد قلیل عاد و هو یحمل بیدہٖ صحفة طعام وإذا بالضیف قد أکل الخبز فوضع الصحفة و ذهب فأحضر خبزا و إذا بالضیف قد التقم ما فی الصحفة من طعام و فعل صاحب البیت ذٰلک عدة مرات وأخیرا سأل الرجل ضیفه قائلا، إلٰی أین ترید الذهاب یا أخی فأجابه الضیف: إلٰی مصر قال الرجل و لماذا؟ فقال الضیف بلغنی أن فیها طبیبا حاذ قا وأرید أن أسأله عما یصلح معدتی فإنی قلیل الشهوة للطعام۔ فقال الرجل یا صاحبی! إذا اصلحت معدتک فلا تجعل عودتک عن هٰذہ الطریق۔

۲- خط کشیدہ الفاظ کا اعراب بتائیں:

۱- لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ [1]

۲- یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ [2]

۳- احترمته مخافة الشر

۴- لم یتقدّم الّا الْمُجِدُّ

۵- یٰعبادی کلّکم ضال إلّا من هدیته فاستهدونی

۶- یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ [3]

۷- راقنی الورد وسط البستان

۸- وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ [4]

۹- انصرا خاک ظالما او مظلوما

---

[1] ہود: ۴۳ [2] سبا: ۱۰ [3] یٰسین: ۳۰ [4] المدثر: ۴

سبق: ۳۴

توابع کا بیان

تعریف

توابع جمع ہے، اس کا مفرد تابع ہے جس کا معنیٰ ہے پیروی کرنے والا اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ کلمہ ہے جس کا اعراب کسی ایک جہت سے ماقبل کلمہ کے مطابق ہو۔

ماقبل کلمہ کو متبوع اور بعد والے کو تابع کہتے ہیں۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَاضِلٍ اس میں رَجُل متبوع اور فاضل تابع ہے۔

اقسام

تابع کی چار قسمیں ہیں:

۱۔صفت ۲۔تاکید ۳۔عطف ۴۔بدل

۱۔صفت

وہ تابع ہے، جو اس معنیٰ کی وضاحت کرے یا اس معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع کی ذات میں پایا جاتا ہو یا اس ذات میں پایا جائے جس کا متبوع کے ساتھ تعلق ہو۔ جیسے جَاءَالرَّجُلُ الْمُهَذَّبُ (مہذب آدمی آیا) دوسری مثال جَاءَ الرَّجُلُ الْمُهَذَّبُ اَخُوْهُ (وہ آدمی آیا جس کا بھائی مہذب ہے)

نوٹ: تابع کی اس قسم کو صفت اور نعت کہتے ہیں، متبوع کو موصوف اور منعوت کہتے ہیں، صفت کا اعراب موصوف کے اعراب کے مطابق ہوتا ہے۔

فوائد: صفت لگانے کے کئی فائدے ہیں:

۱- اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت لگانے سے نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے۔ جیسے هٰذَا رَجُلٌ مُهَذَّبٌ رجل نکرہ، مهذب کی صفت سے خاص ہوگیا۔

۲- یہ اپنے موصوف کی وضاحت کرتی ہے جبکہ صفت اور موصوف دونوں معرفہ ہوں، جیسے خالِدٌ النجّار ، خالِدٌ موصوف اور النجّارُ صفت ہے۔

۳- یہ موصوف کی تاکید کے لئے لگائی جاتی ہے۔ جیسے تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ (یہ پورے دس ہیں) نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (قرناء میں ایک ہی پھونک پھونکا جائے گا) عشرة اور نفخة موصوف اور کاملة اور واحدة صفت ہیں

۴- یہ موصوف کی مدح کے لئے آتی ہے۔ جبکہ موصوف صفت لگانے سے پہلے بھی مشہور و معروف ہو۔ جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، لفظ اَللّٰه موصوف اَلرَّحْمٰن اور اَلرَّحِيْم صفت ہیں۔

۵- یہ موصوف کی مذمت اور برائی کے لئے لائی جاتی ہے۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، الشّيطان موصوف الرّجيم صفت ہے۔

٦- یہ رحم کے لئے ذکر کی جاتی ہے۔ جیسے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَکَ الْمِسْكِيْنَ اس میں عبدک موصوف المسکین صفت ہے۔ (اے اللہ اپنے مسکین بندے پر رحم فرما)۔

نوٹ:۱- عموماً اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل کے ساتھ کسی کلمہ کی صفت لگائی جاتی ہے۔ جیسے رَجُلٌ سَابِحٌ، زَمَانٌ طَوِيْلٌ، طِفْلٌ حَسَنٌ وغیرہ۔

۲- اسم نکرہ کی صفت کبھی جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ بھی آتا ہے۔ جیسے هٰذَا عَمَلٌ يَنْفَعُ (یہ عمل نفع مند ہے) عمل موصوف ینفع جملہ فعلیہ صفت ہے۔ هٰذا يَوْمٌ حَرُّهُ شَدِيْدٌ (ایسا دن جس کی گرمی شدید ہے) یوم موصوف حرّہ شدید جملۂ اسمیہ صفت ہے۔ جب جملہ صفت واقع ہو رہا ہو تو اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصوف کے مطابق ہوتی ہے۔

۳- کبھی اسم جامد بھی صفت واقع ہوتا ہے جبکہ اس سے وصفی معنیٰ حاصل ہوں، جیسے شَهْرٌ قَمَرِيٌّ (قمری مہینہ)، رَجُلٌ ذُوْمَالٍ (مالدار آدمی) قمریّ اور ذومال صفت ہیں۔

اقسام

صفت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔صفت حقیقی ۲۔صفت سببی

۱۔صفت حقیقی: وہ صفت ہے، جو اس معنیٰ کی وضاحت کرے جو خود موصوف کی ذات میں پایا جاتا ہے، کسی واسطہ سے اس کی صفت نہ ہو۔ جیسے عَمَلٌ نَّافِعٌ اسے صفت بحال موصوف بھی کہتے ہیں۔ عمل موصوف اور نافع صفت ہے۔

یہ صفت دس چیزوں میں اپنے موصوف کے مطابق ہوتی ہے: رفع، نصب، جر، واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث، معرفہ و نکرہ ہونے میں۔ جیسے هٰذَا رَجُلٌ سَابِحٌ، رَجُلَانِ سَابِحَانِ، رِجَالٌ سَابِحُوْنَ، اِمْرَأَةٌ سَابِحَةٌ، اَلرَّجُلُ الْمُهَذَّبُ وغیرہ

نوٹ: اگر موصوف جمع مکسر یا غیر ذوی العقول کی جمع ہو تو صفت مفرد مؤنث بھی آسکتی ہے۔ جیسے اَشْجَارٌ مُثْمِرَةٌ (پھلدار درخت)

۲۔صفت سببی: وہ صفت ہے، جو اس معنیٰ کی وضاحت نہیں کرتی جو موصوف کی ذات میں پایا جاتا ہے بلکہ اس معنیٰ کی وضاحت کرتی ہے جو موصوف سے متعلق ذات میں پایا جاتا ہے، اسے صفت متعلق بحال موصوف بھی کہتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِی الرَّجُلُ الْمُهَذَّبُ اَخُوْهُ، هٰذِهٖ شَجَرَةٌ مُثْمِرَةٌ اَغْصَانُهَا، یہاں الرّجل اور شجرة کی صفت بیان نہیں کی بلکہ اخوہ اور اغصانها کی صفت بیان کی ہے جن کا تعلق موصوف کے ساتھ ہے۔

یہ صفت صرف پانچ چیزوں میں اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے: رفع، نصب، جر، معرفہ، نکرہ ہونے میں، اور اس صفت میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف لوٹے اور اس کے مطابق ہو۔ جیسے اخوہ کی ہ ضمیر اور اغصانها کی ها ضمیر موصوف کے مطابق ہے۔

نوٹ: اگر جملہ اسمیہ یا فعلیہ اسم نکرہ کے بعد واقع ہوں تو وہ اس کی صفت بنتے ہیں اور اگر اسم معرفہ کے بعد واقع ہوں تو حال واقع ہوتے ہیں۔ جیسے هٰذَا عَمَلٌ يَنْفَعُ، ينفع

جملہ فعلیہ، عمل کی صفت ہے۔ هٰذَا الْعَمَلُ يَنْفَعُ اس میں ينفع جملہ فعليہ العمل کا حال ہے۔(جملہ اسمیہ کی مثال) هٰذَا وَلَدٌ اَخُوْهُ ضَاحِكٌ ، اخوه ضاحک جملہ اسمیہ ولدٌ کی صفت ہے، جَاءَ الْوَلَدُ اَخُوْهُ ضَاحِكٌ۔اس میں اَخُوْهُ ضَاحِكٌ، الولد سے حال ہے۔

سبق:۳۵

۲- تاکید

تعریف

تاکید کا لغوی معنیٰ پختہ کرنا ہے اور اصطلاحاً وہ تابع ہے جو متبوع کو پختہ کرتا ہے اور اس کے متعلق سامع کے شک اور وہم کو دور کرتا ہے، متبوع کو مؤکد اور تابع کو تاکید کہتے ہیں۔ ان دونوں کا اعراب ایک سا ہوتا ہے جیسے رَأَیْتُ التِّمْسَاحَ التِّمْسَاحَ (میں نے مگرمچھ ہی کو دیکھا) پہلا التمساح مؤکد اور دوسرا تاکید ہے۔

اقسام

تاکید کی دو قسمیں ہیں: ۱-تاکید لفظی ۲-تاکید معنوی

۱-تاکید لفظی: تاکید لفظی وہ تاکید ہے جس میں کلمہ کو مکرر ذکر کیا جائے، خواہ وہ کلمہ اسم ہو یا فعل، حرف ہو یا جملہ۔ جیسے قَدِمَ قَدِمَ الْحَاجُّ (حاجی آیا ہی آیا)، اَلْحَقُّ وَاضِحٌ وَاضِحٌ (حق واضح ہی واضح ہے)، نَعَمْ نَعَمْ (ہاں ہاں) طَلَعَ النَّهَارُ طَلَعَ النَّهَارُ

ان مثالوں میں مکرر کلمات سے پہلا مؤکد اور دوسرا تاکید ہے۔

ضمیر مستتر اور ضمیر متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لائی جاتی ہے۔ جیسے اَکْتُبُ اَنَا (میں ہی لکھتا ہوں) کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ (تو ہی ان پر نگران ہے) ان مثالوں میں اَکْتُبُ میں اَنَا ضمیر مستتر اور کُنْتَ میں ت ضمیر متصل مؤکد اور اَنَا اور اَنْتَ تاکید ہیں۔

مؤکد اور تاکید کا اعراب ایک ہوتا ہے۔

۲-تاکید معنوی: تاکید معنوی وہ تاکید ہے، جو لفظ کے تکرار سے نہ ہو بلکہ اس کے لئے چند لفظ خاص ہیں جن کے ذکر سے تاکید معنوی حاصل ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں:

نَفْسٌ ، عَيْنٌ ، كِلَا، كِلْتَا ، كُلٌّ ، اَجْمَعُ ، اَكْتَعُ ، اَبْتَعُ ، اَبْصَعُ

تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- نَفْسٌ وَ عَيْنٌ: یہ دونوں واحد، تثنیہ اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور ان کے بعد ایک ضمیر ہوتی ہے جو مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع میں مؤکد کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے حَدَّثَنِی الْوَزِیْرُ نَفْسُهٗ یا عَیْنُهٗ اور تثنیہ اور جمع کے لئے اَنْفُس اور اَعْیُن کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے جَاءَتِ النِّسَاءُ اَنْفُسُهُنَّ یا اَعْیُنُهُنَّ ان مثالوں میں النّساء اور الوزیر مؤکد اور نفسه اور انفسهن تاکید ہیں۔

۲- کِلَا وَ کِلْتَا: یہ دونوں تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں، کلا تثنیہ مذکر کے لئے اور کلتا تثنیہ مؤنث کے لئے آتا ہے۔ جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا اور جَاءَتِ الْبِنْتَانِ کِلْتَاهُمَا ان دونوں کے ساتھ تثنیہ کی ضمیر ہوتی ہے۔

۳- کُلٌّ اور اَجْمَعُ: یہ دونوں واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں، کُلٌّ کے بعد ایک ضمیر ہوتی ہے جو واحد اور جمع میں مؤکد کے مطابق ہوتی ہے اور اجمع کا صیغہ مؤکد کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے قَرَأْتُ الْکِتَابَ کُلَّهٗ (میں نے پوری کتاب پڑھی)، اِشْتَرَیْتُ الْعَبِیْدَ کُلَّهُمْ (میں نے تمام غلام خرید لئے) ان مثالوں میں الکتاب اور العبید مؤکد اور کلّهٗ اور کلّهم تاکید ہیں۔

جَاءَنِی الْقَوْمُ اَجْمَعُوْنَ (میرے پاس تمام قوم آئی)، اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ اَجْمَعَ (میں نے پورا غلام خریدا)

۴- اَکْتَعُ اَبْتَعُ اَبْصَعُ: یہ بھی تاکید کے لئے آتے ہیں اور کلّ کا معنیٰ دیتے ہیں۔ یہ اجمع کے تابع ہوتے ہیں، جب تک وہ نہ آئے یہ بھی نہیں آتے اور انہیں اجمع کے بعد ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسے جَاءَ النَّاسُ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ

نوٹ: اگر ضمیر متصل کی نفس اور عین کے ساتھ تاکید معنوی لگانا مقصود ہو تو پہلے ضمیر

مرفوع منفصل کے ساتھ تاکید لگائی جائے گی اور اس کے بعد **نفس** اور **عین** کا لفظ ماقبل ضمیر کے مطابق ایک اور ضمیر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا جائے گا۔ جیسے **قمت انا نفسی بالواجب، قاماهما انفسهما، من ضربک انت نفسک**۔ پہلی مثال میں **ت**، دوسری میں **الف** تثنیہ اور تیسری میں **ک** ضمیر مؤکد ہیں اور **انا نفسی، هما انفسهما** اور **انت نفسک** تاکیدیں ہیں۔

سبق: ۳۶

۳۔ عطف

تعریف

عطف کا لغوی معنیٰ مائل ہونا ہے اور اصطلاح میں وہ کلمہ ہے، جو اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع اور نسبت میں متبوع کے ساتھ مقصود ہو۔

اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔عطف نسق ۲۔عطف بیان

عطف نسق

اس سے مراد وہ تابع ہے جو متبوع کے بعد بواسطہ حرف عطف آتا ہے اور نسبت میں دونوں مقصود بالذات ہوتے ہیں اسے عطف بالحرف بھی کہتے ہیں۔ متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں، معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ جیسے حَضَرَ السَّیِّدُ و الخَادِمُ (آقا اور خادم حاضر ہوئے) یَسُوْدُ الرَّجُلُ بِالْاَدَبِ وَالْعِلْمِ (آدمی علم اور ادب سے سردار بنتا ہے) السید معطوف علیہ واو حرف عطف اور الخادِمُ معطوف ہے۔

حروف عطف دس ہیں: واو، فَاء، ثُمَّ، اَوْ، اَمْ، اِمَّا، بَلْ، لٰكِنْ، لَا اور حَتّٰی

جیسے نَضِجَ الْخَوْخُ وَالْعِنَبُ (اخروٹ اور انگور پک گئے)، خَرَجَ الشُّبَّانُ ثُمَّ الشُّیُوْخُ (پہلے نوجوان پھر بوڑھے نکلے)، ان مثالوں میں الخوخ اور الشّبان معطوف علیہ واؤ اور ثم حرف عطف اور العنب اور الشّیوخ معطوف ہیں۔

احکام

۱۔ فعل کا عطف فعل پر ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ[1]،

---

[1] محمد:۳۶

ان حرف شرط تُؤْمِنُوا فعل اور فاعل مل کر معطوف علیہ اور تَتَّقُوْا فعل اور فاعل مل کر معطوف ہے۔

۲- اسم کا عطف اسم پر ہوتا ہے جیسے دَخَلَ الْاُسْتَاذُ وَالتِّلْمِیْذُ فِی الْغُرْفَةِ۔ الاستاذ معطوف علیہ اور التلمیذ معطوف ہے۔

۳- حرف کا عطف حرف پر ہوتا ہے۔ جیسے دَخَلَ عَلَی الْفِعْلِ اَنْ وَلَنْ، اس میں ان معطوف علیہ واو عاطفہ اور حرف لن معطوف ہے۔

۴- جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر ہوتا ہے۔ جیسے اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[1]، اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ معطوف علیہ واو حرف عطف اور باقی جملہ معطوف ہے۔

۵- ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مستتر پر عطف کرنا ہو تو پہلے اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لگانا ضروری ہے، جیسے اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ[2] (تو اور تیری بیوی جنت میں سکونت پذیر رہو)، نَجَوْتُمْ اَنْتُمْ وَ مَنْ مَّعَكُمْ (تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے نجات پائی) ان مثالوں میں اُسْكُنْ میں انت ضمیر مستتر مؤکد اور انت تاکید، مؤکد تاکید معطوف علیہ واؤ عاطفہ زوجک معطوف ہے۔ دوسری مثال میں تم مؤکد اور انتم تاکید ہے۔

۶- اگر ضمیر مستتر اور ضمیر متصل کے درمیان اور معطوف کے درمیان فاصلہ آ جائے تو ضمیر مرفوع منفصل کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا[3] (نہ ہی ہم نے اور نہ ہی ہمارے آباء نے شرک کیا)

۷- جب ضمیر مجرور متصل پر عطف کرنا مقصود ہو تو معطوف سے پہلے حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِکَ وَ بِالرَّجُلِ، بک معطوف علیہ اور بالرَّجل معطوف ہے۔

۸- ایک عامل کے دو معمولوں پر عطف کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ مثلاً

---

[1] البقرہ:۵ [2] البقرہ:۳۵ [3] الانعام:۱۴۸

شَرِبَ زَيْدٌ مَاءً وَ خَالِدٌ لَبَنًا

مگر دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر عطف کرنا اس وقت جائز ہوگا جب مجرور کو مرفوع سے مقدم کریں۔ جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَالْغُرْفَةِ طِفْلٌ

عطف بیان

یہ وہ تابع ہے جو متبوع کی وضاحت کرتا ہے اور اس کی صفت نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ تابع، متبوع سے زیادہ مشہور ہو، تابع کو عطف بیان اور متبوع کو مبین کہتے ہیں۔ جیسے عَلَم کے بعد لقب یا کنیت کے بعد عَلَم یا صفت کے بعد موصوف ذکر کیا جاتا ہے جبکہ یہ اسم جامد ہو۔ جیسے هٰذَا عَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ، اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ، هٰذَا الْكَلِيْمُ مُوْسٰى، ان مثالوں میں عَلِيٌّ، ابو حفص اور الكليم متبوع مبین اور زين العابدين' عمر اور موسٰی عطف بیان ہیں۔

• عطف بیان تخصیص اور ازالۂ وہم کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ[1] (کفارہ مساکین کا کھانا) اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ[2] (ہم رب العالمین جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے، کے ساتھ ایمان لائے)

پہلی مثال میں كفارة اور دوسری مثال میں رب العلمين متبوع مبین ہیں طعام مسكين، كفارة کی تخصیص کے لئے اور ربّ موسٰی و هارون ازالۂ وہم کے لئے ذکر کیے گئے ہیں کیونکہ فرعون بھی دعویٰ ربوبیت کرتا تھا اور اس کے جادوگروں نے ربّ موسٰی و هارون کے الفاظ بڑھا کر اس کے رب ہونے کے وہم کو دور کر دیا۔

یہ عموماً معرفہ ہوتا ہے مگر کبھی نکرہ بھی آ جاتا ہے۔ جیسے يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ[3] اور خَاتَمٌ حَدِيْدٌ، زيتونة، شجرة سے اور حديد، خاتم سے عطف بیان ہیں۔

نوٹ: عطف بیان، تعریف و تنکیر، تذکیر و تانیث، وحدت و جمعیت، تثنیہ اور اعراب میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتا ہے۔

---

[1] المائدہ: ۹۵ [2] الاعراف: ۱۲۱۔۱۲۲ [3] النور: ۳۵

سوالات

۱- حروف عاطفہ کتنے ہیں، اور کس کس معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں؟

۲- عطف بیان کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟

۳- فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَالْغُرْفَةِ طِفْلٌ میں عامل کون کون ہیں؟

۴- درج ذیل فقرات کی ترکیب نحوی کریں:

۱- وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝ [1]

۲- انا الناصر الرجل ابی عليّ

۳- ما مسّها من نقب ولا دبر فاغفرله اللّٰهم ان كان فجر

---

[1] ابراہیم:١٦

سبق: ۴۷

۴- بدل

بدل کا معنیٰ عوض ہے یہ وہ تابع ہے جو نسبت سے مقصود ہوتا ہے اور متبوع صرف تعارف اور تمہید کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے جَاءَ نِیْ اَخُوْکَ حَسَنٌ (تیرا بھائی حسن میرے پاس آیا)، اس میں اخوک مبدل منہ اور حسن بدل ہے۔

بدل اور مبدل منہ کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔

اقسام

بدل کی چار قسمیں ہیں:

۱- بدل کل ۲- بدل بعض ۳- بدل اشتمال ۴- بدل غلط

بدل کل

وہ تابع ہوتا ہے، جس میں بدل اور مبدل منہ کا مدلول ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ بدل، واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں مبدل منہ کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے عَامَلْتُ التَّاجِرَ خَلِیْلًا (میں نے تاجر خلیل سے معاملہ کیا) التاجر مبدل منہ اور خلیلا بدل ہے۔

بدل بعض

وہ تابع ہے، جو مبدل منہ کا جزو ہوتا ہے، اس کے ساتھ ایک ضمیر متصل ہوتی ہے، جو مبدل منہ کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے اَکَلْتُ الرَّغِیْفَ ثُلُثَهٗ (میں نے روٹی کا تیسرا حصہ کھایا) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا [1] (لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے اس پر جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی)

اس میں النَّاسِ مبدل منہ اور مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا بدل ہے۔

---

[1] آل عمران: ۹۷

بدل اشتمال

وہ تابع ہے، جو نہ مبدل منہ کا عین ہوتا ہے اور نہ ہی جزو بلکہ اس کا مبدل منہ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جیسے اَعْجَبَنِی الرَّجُلُ عِلْمُهٗ (مجھے آدمی کے علم نے تعجب میں ڈال دیا)۔

بدل کی اس قسم میں بھی ایک ضمیر ہوتی ہے جو مبدل منہ کے مطابق ہوتی ہے جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہٗ ضمیر ہے۔

بدل غلط

وہ تابع ہے، جس میں زبان کی تیزی سے غیر مقصود کلمہ نکل جائے اور پھر اس کی جگہ مقصود کلمہ ذکر کر دیا جائے۔ جیسے تَصَدَّقْتُ بِدِرْهَمٍ دِيْنَارٍ (میں نے درہم بلکہ دینار صدقہ کیا) دینار بدل ہے جس کا اعراب مبدل منہ کے مطابق ہے۔

نوٹ: اگر مبدل منہ نکرہ ہے تو بدل بھی نکرہ ہوگا۔ جیسے بِدِرْهَمٍ دِيْنَارٍ اگر مبدل منہ معرفہ ہے تو بدل بھی معرفہ یا نکرۂ مخصوصہ ہوگا۔ جیسے لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ[1] اس میں پہلا ناصیۃ مبدل منہ اور ناصیۃ کاذبۃ موصوف صفت مل کر بدل ہے۔

اگر بدل اور مبدل منہ دونوں نکرہ ہوں یا دونوں معرفہ ہوں تو صفت لگانا ضروری نہیں۔ جیسے ۱- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ[2] ۲- زُرِ الْاُسْتَاذَ خَالِدًا

---

[1] اصل میں لَنَسْفَعَنْ تھا۔ [2] النباء: ۳۱

سوالات

۱- تابع کو تابع کیوں کہتے ہیں؟

۲- صفت لگانے کے کیا فائدے ہیں؟

۳- ان فقرات میں کون سا کلمہ صفت ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے:

۱-اِجْتَنِبْ مِنَ الرَّجُلِ اللَّئِيْمِ ۲-اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

۳- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ [۱] ۴-فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ [۲]

۵-اَعْجَبَنِيْ عُمَرُ الْعَادِلُ ۶-هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ [۳]

۴- ان جملوں میں صفت حقیقی اور صفت سببی الگ الگ کریں:

۱-اَلْهَوَاءُ الْمُعْتَدِلُ مُفِيْدٌ لِلْاَجْسَامِ ۲- اَلْمَاءُ الْكَدِرُ مُضِرٌّ شُرْبُهٗ

۳-اَلْحِذَاءُ الضَّيِّقُ مُضِرٌّ لِلْاَقْدَامِ ۴-قَابَلْتُ وَلَدًا صَالِحًا

۵-سَافَرْتُ فِيْ قِطَارٍ سَرِيْعٍ سَيْرُهٗ

۶-اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ كَالْاَبِ الْمُشْفِقِ عَلٰى اَوْلَادِهِ الصِّغَارِ

۷-اِشْتَرَيْتُ بُرْتُقَالَةً لَذِيْذًا طَعْمُهَا

۵- صفت سببی کا اپنے موصوف کے ساتھ کتنی چیزوں میں مطابق ہونا ضروری ہے؟

۶- عطف بیان اور عطف نسق میں کیا فرق ہے؟

۷- نیچے دیئے گئے فقرات میں حرف عطف، معطوف علیہ اور معطوف کو پہچانیں نیز ان کا اعراب بتائیں:

۱-ارسل الله تعالٰى رسوله بالحقّ الواضح والنّور السّاطع

۲-صلوا على محمّد واٰله واصحٰبه اجمعين

۳-يخاف الاطفال المسلمون ثم البنات المسلمات من الله تعالٰى و تبارك۔

---

[۱] الفاتحۃ:۱ [۲] یوسف:۱۸ [۳] الذاریات:۵۸

۴-أتفاحَيْنِ اکلت ام عنبا۔ ۵-ما قابلته بل قابلت و کیله

۵- نیچے دی گئی عبارات میں تابع اور متبوع بتائیں اور ان پر اعراب لگائیں:

۱- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾[1]

۲- کانت ام المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها حجة فی روایة الحدیث۔

۳-کان ابو حامد الغزالی من اکبر رجال الدین فی القرن الخامس من الهجرة

۴- تهدم التمثال ابو الهول انفه ۵-تمزق الکتاب غلافه

۶-قطعنا الکرم عنبه و اغلقنا البستان بابه

۶- ضمیر مرفوع متصل اور مستتر پر اسم ظاہر کا عطف کرنا کب جائز ہوگا؟

۷- ان فقرات کا ترجمہ و ترکیب کریں:

۱-حذار حذار من الاهمال

۲-ان المعلّم و التلمیذ کلیهما مجتهدان

۳-و اسیته انا اکثر مما واساه اخواه انفسهما

۴-افتح انت نفسک النافذة

۵- اعجبتنا المدینة ابنیتها و سرتنا الشوارع نظافتها

[1] النباء:۳۱-۳۳

سبق: ۳۸

کلمات مبنیہ کا تفصیلی بیان

کلمات مبنیہ سے مراد وہ کلمات ہیں، جن کا آخر عامل کے بدلنے سے ترکیب کلام میں تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ تعداد میں دس ہیں:

۱-اسمائے اشارات	۲-اسمائے مضمرات	۳-اسمائے موصولات
۴-اسمائے افعال	۵-اسمائے اصوات	۶-مرکبات امتزاجیہ
۷-کنایات	۸-کلمات شرط	۹-اسمائے ظرف
۱۰-کلمات استفہام		

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱-اسمائے اشارات

تعریف

یہ وہ اسماء ہیں، جن کے ساتھ کسی معین چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، جس کی طرف اشارہ کیا جائے، اسے مشار الیہ کہتے ہیں۔ جیسے هٰذَا تَاجِرٌ (یہ تاجر ہے)، ذٰلِکَ کِتَابٌ (وہ کتاب ہے)

اقسام

مشار الیہ کے اعتبار سے اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں:

۱-اسم اشارہ قریب ۲-اسم اشارہ بعید

اسم اشارہ قریب: اگر مشار الیہ نزدیک ہو تو جس لفظ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا جائے، اسے اسم اشارہ قریب کہتے ہیں۔ جیسے هٰذَا بُسْتَانٌ اور اسمائے اشارہ قریب درج ذیل ہیں:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا تَاجِرٌ	هٰذَانِ تَاجِرَانِ	هٰؤُلَاءِ تَاجِرُوْنَ
مؤنث	هٰذِهٖ بِنْتٌ	هَاتَانِ بِنْتَانِ	هٰؤُلَاءِ بَنَاتٌ

اسم اشارہ بعید: اگر مشار الیہ بعید ہو تو جس لفظ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا جائے اسے اسم اشارہ بعید کہتے ہیں۔ جیسے ذٰلِکَ بُسْتَانٌ (وہ باغ ہے) اسمائے اشارہ بعید درج ذیل ہیں:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذٰلِکَ صَانِعٌ	ذَانِکَ صَانِعَانِ	أُولٰئِکَ صَانِعُوْنَ
مؤنث	تِلْکَ تِلْمِیْذَةٌ	تَانِکَ تِلْمِیْذَتَانِ	أُولٰئِکَ تِلْمِیْذَاتٌ

احکام

۱- اسم اشارہ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مشار الیہ کے مطابق ہوتا ہے۔

۲- اسم اشارہ کے لئے اصل لفظ ذَا (مذکر کے لئے) اور ذِهٖ (مؤنث کے لئے) ہوتا ہے اور ان کے ساتھ هَا تنبیہ لگا دیتے ہیں۔ جیسے مذکورہ مثالیں

۳- ترکیب کلام میں اگر مشار الیہ نکرہ ہو تو اسم اشارہ مبتدا اور مشار الیہ خبر ہوتا ہے جیسے هٰذَا بُسْتَانٌ ، هٰذَا مبتدا اور بُسْتَانٌ خبر ہے اور اگر مشار الیہ معرف باللام ہو تو کبھی اسم اشارہ موصوف اور مشار الیہ صفت بنتا ہے اور کبھی اسم اشارہ مبتدا اور مشار الیہ خبر بن جاتا ہے۔ جیسے هٰذَا الطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ (یہ طالب علم محنتی ہے)، ذٰلِکَ الْکِتَابُ (یہ ذی شان کتاب ہے) پہلی مثال میں اسم اشارہ موصوف اور دوسری میں مبتدا ہے۔

۴- تثنیہ اور جمع کے علاوہ اسم اشارہ مبنی بر سکون ہوتا ہے اور تثنیہ کے لئے اسم اشارہ معرب اور اس کی حالت رفعی، نصبی اور جری تثنیہ جیسی ہوتی ہیں اور جمع کے لئے اسم اشارہ مبنی بر کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے هٰؤُلَاءِ

سبق: ۳۹

۲- اسمائے مضمرات
(ضمائر)

تعریف

ضمائر ضمیر کی جمع ہے اور ضمیر وہ اسم ہے، جو متکلم، مخاطب اور غائب پر دلالت کرے۔
اَنَا (میں) اَنْتَ (تو) هُوَ (وہ)۔

اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- بارز ۲- مستتر

ضمیر بارز

بارز کا معنیٰ ہے ظاہر، اور ضمیر بارز وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں ظاہر ہو جیسے فَهِمْتُ میں تُ ضمیر بارز ہے۔ ضمیر بارز کی دو قسمیں ہیں:

۱- منفصل ۲- متصل

۱- منفصل: وہ ضمیر ہے، جو دوسرے کلمہ کو ساتھ ملائے بغیر بولی جائے اور اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- مرفوع منفصل ۲- منصوب منفصل

۱- مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہے جو فاعل اور مبتدا واقع ہو اور ضمائر مرفوع منفصل یہ ہیں:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب :	هُوَ صَادِقٌ	هُمَا صَادِقَانِ	هُمْ صَادِقُوْنَ
مؤنث غائب :	هِيَ مُسْلِمَةٌ	هُمَا مُسْلِمَتَانِ	هُنَّ مُسْلِمَاتٌ
مذکر مخاطب :	اَنْتَ	اَنْتُمَا	اَنْتُمْ
مؤنث مخاطب :	اَنْتِ	اَنْتُمَا	اَنْتُنَّ
متکلم :	اَنَا		نَحْنُ

۲- منصوب منفصل: وہ ضمیر ہیں جو مفعول بہ واقع ہو اور ضمائر منصوب منفصل یہ ہیں:

اِيَّاهُ اِيَّاهُمَا اِيَّاهُمْ اِيَّاهَا اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ

اِيَّاكَ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُمْ اِيَّاكِ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُنَّ

اِيَّایَ اِيَّانَا

نوٹ: ضمیر مرفوع منفصل محل رفع میں اور منصوب منفصل محل نصب میں واقع ہوتی ہے۔

۲-متصل: وہ ضمیر ہے، جسے دوسرے کلمہ کے ساتھ ملا کر بولا جائے۔ جیسے سَافَرْتُ میں تُ، ذَهَبْنَ میں نَ ضمیر متصل ہیں۔

ضمیر متصل کی تین قسمیں ہیں: ۱-مرفوع متصل ۲-منصوب متصل ۳-مجرور متصل

ضمیر مرفوع متصل: وہ ضمائر ہیں جو ہمیشہ فعل کے ساتھ متصل ہوتی ہے اور فاعل واقع ہوا کرتی ہے۔ جیسے الف تثنیہ، واو جمع، نون جمع مؤنث، تَ تُمَا تُمْ تِ تُمَا تُنَّ تُ نَا یاء مخاطبہ

ضمیر منصوب متصل: وہ ضمائر ہیں جو ہمیشہ فعل کے ساتھ متصل ہوتی ہیں اور مفعول بہ واقع ہوتی ہیں۔ جیسے

اَعْطَاهُ اَعْطَاهُمَا اَعْطَاهُمْ اَعْطَاهَا اعطاهما اَعْطَاهُنَّ

اَعْطَاكَ اَعْطَاكُمَا اَعْطَاكُمْ اَعْطَاكِ اَعْطَاكُمَا اَعْطَاكُنَّ

اَعْطَانِیْ اَعْطَانَا

مذکورہ مثالوں میں ہ هُمَا هُمْ كَ كُمَا كُمْ وغیرہ ضمائر منصوب متصل ہیں۔

ضمیر مجرور متصل: وہ ضمیر ہے جو محل جر میں واقع ہوتی ہے اور مضاف اور حروف جارہ کے بعد آتی ہے۔ جیسے كِتَابُهُ كِتَابُهُمَا كِتَابُهُمْ كِتَابُهُمَا كِتَابُهُنَّ كِتَابُكَ كِتَابُكُمَا كِتَابُكُمْ كِتَابُكِ كِتَابُكُمَا كِتَابُكُنَّ كِتَابِیْ كِتَابُنَا

لَهُ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لِیْ لَنَا

نوٹ: یہ ضمیریں واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنے مرجع کے مطابق ہوتی ہیں۔

بارز کی دیگر اقسام

۱۔ضمیر فصل ۲۔ضمیر شان ۳۔ضمیر قصہ

ضمیر فصل: جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں یا خبر اسم تفضیل من سے مستعمل ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان ایک ضمیر مرفوع منفصل مبتدا کے مطابق لاتے ہیں، جسے ضمیر فصل کہتے ہیں جو صفت اور خبر کے درمیان فاصل ہوتی ہے۔ جیسے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝[1]، رَسُوْلُنَا هُوَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ، ان مثالوں میں ھم اور ھو ضمیر فصل ہیں۔

ضمیر شان، ضمیر قصہ: کبھی جملہ کی ابتداء میں ایک ضمیر غائب آتی ہے جس کا مرجع مذکور نہیں ہوتا۔ یہ مبہم ہوتی ہے اور اس کے بعد والا جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے، اگر یہ ضمیر مذکر ہو تو اسے ضمیر شان اور اگر مؤنث ہو تو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[2]، كَاَنَّهَا فَاطِمَةُ فَلْذَةُ كَبِدِ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ، هِيَ الْبِنْتُ مُجْتَهِدَةٌ۔ ان مثالوں میں هُوَ، هَا اور هِيَ ضمیر شان اور قصہ ہیں۔

ضمیر مستتر

وہ ضمیر ہے، جو لفظوں میں ظاہر نہیں ہوتی، یہ کبھی جوازاً مستتر ہوتی ہے۔ جیسے فَهِمَ میں هُوَ اور فَهِمَتْ میں هِيَ اور کبھی وجوباً جیسے اِفْهَمْ میں اَنْتَ اور اَفْهَمُ میں اَنَا

---

[1] البقرہ:۵ [2] اخلاص:۱

سبق: ۴۰

۳- اسمائے موصولات

تعریف

موصولات جمع ہے موصول کی، اور اسم موصول وہ اسم معرفہ ہے، جس کا مقصود اور مراد بعد والے جملہ سے متعین ہوتا ہے، اس جملہ کو صلہ کہتے ہیں۔ جیسے غَلَبْتُ الَّذِیْ غَلَبَنِیْ (میں اس پر غالب آگیا جو مجھ پر غالب آگیا تھا) الّذی اسم موصول اور غَلَبَنِیْ صلہ ہے

اسمائے موصولات

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	اَلَّذِی (جو ایک)	اَللَّذَانِ	اَلَّذِیْنَ، اَلْاُلٰی
مونث	اَلَّتِیْ (جو ایک عورت)	اَللَّتَانِ	اَللَّاتِیْ اَللَّوَاتِیْ اَللَّاءِ

ان کے علاوہ درج ذیل الفاظ بھی اسم موصول کا معنی دیتے ہیں: مَنْ، مَا، اَیٌّ، اَلْ۔

یہ بھی واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لئے استعمال ہوتے ہیں، فرق صرف اس قدر ہے کہ

مَنْ ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ[1] (اللہ جسے چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے)

مَا غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے حَفِظَ التِّلْمِیْذُ مَا عَلَّمَهُ الْمُعَلِّمُ (طالب علم نے وہ یاد کیا جو معلم نے اسے سکھایا)

اَیٌّ اس کا معنیٰ مضاف الیہ کے اعتبار سے متعین ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ اَیُّهُمْ هُوَ اَفْضَلُ

اَلْ جب اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغہ پر آجائے تو یہ بھی اسم موصول (اَلَّذِیْ) کا

---

[1] الرعد:۲۶

معنیٰ دیتا ہے۔ جَاءَ نِبِیُّ الْعَالِمُ بمعنیٰ اَلَّذِیْ هُوَ عَالِمٌ ہے، رَجَعَ الْجُنْدُ الْمَنْصُوْرُ بمعنیٰ اَلَّذِیْ هُوَ مَنْصُوْرٌ ہے۔

صلہ کی شرائط

صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے۔اس کے بغیر اسم موصول جملہ کا مکمل جز نہیں بنتا،اس جملہ میں ایک ضمیر کا ہونا شرط ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔اور یہ واحد،تثنیہ،جمع،مذکر اور مؤنث ہونے میں اسم موصول کے مطابق ہوتی ہے،اسے ضمیر عائد کہتے ہیں۔

صلہ کی اقسام

۱۔ اسم موصول کا صلہ کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے سَافَرَ الَّذِیْ اَقَامَ فِیْ مَنْزِلِیْ، اقام فی منزلی جملۂ فعلیہ صلہ ہے اسی طرح اَلَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا، اقام میں هو اور تجادلک میں هی ضمیر عائد ہے۔

۲۔ کبھی صلہ، جملۂ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے حَضَرَ التِّلْمِیْذُ الَّذِیْ هُوَ مُجْتَهِدٌ ، هو مجتهد صلہ اور هو ضمیر عائد ہے۔

۳۔ کبھی صلہ، شبہ جملہ ہوتا ہے، شبہ جملہ سے مراد ظرف یا جار مجرور ہے۔ جیسے اَخَذْتُ الْقَلَمَ الَّذِیْ فَوْقَ کُرْسِیٍّ ، فوق کرسی فعل محذوف ثَبَتَ کا ظرف ہو کر صلہ ہے۔

قَطَفْتُ الْاَزْهَارَ الَّتِیْ فِی الْحَدِیْقَةِ، اس میں فی الحدیقة، ثَبَتَتْ کے متعلق ہو کر صلہ بنتا ہے۔

ضمیر عائد کا حذف

ضمیر عائد کا حذف کرنا چار مقامات پر جائز ہے:

۱۔ جب مفعول بہ کی جگہ واقع ہو۔ جیسے لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ اصل میں لا تعلمه ہے۔

۲۔ جب ایسے حرف جار کا مجرور بن سکے، جس سے اسم موصول کو جر دی گئی ہے۔ جیسے

اِقْتَرِبْ مِمَّا يَقْتَرِبُ الْعُقَلَاءُ اصل میں ما يقترب منه العقلاء تھا۔

۳- جب ایسے اسم فاعل کا مضاف الیہ ہو جو حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے اُبْذُلْ مَا اَنْتَ بَاذِلٌ فِي وُجُوْهِ الْخَيْرِ اصل میں مَا اَنْتَ بَاذِلُهٗ ہے۔

۴- جب اَيٌّ کے صلہ کا پہلا جزو بنے۔ جیسے اِقْرَأْ اَيًّا نَافِعٌ اصل میں اقرأ ایاھو نافع ہے۔

احکام

۱- تثنیہ مذکر اور مؤنث کے علاوہ اسم موصول کے تمام الفاظ مبنی ہوتے ہیں۔

تثنیہ کا اعراب حالت رفعی ''ا'' سے اور حالتِ نصبی و جری ی ساکن ماقبل مفتوح سے آتی ہے۔ جیسے سَافَرَ اللَّذَانِ اَقَامَا فِيْ مَنْزِلِيْ ، سَافَرْتُ مَعَ اللَّذَيْنِ بَاتَا فِيْ مَنْزِلِيْ

پہلی مثال میں اللّذان فاعل ہے اور حالت رفعی میں ہے اور دوسری مثال میں اللّذین مضاف الیہ ہے اور حالت جری میں ہے۔

۲- الذین اور الأُلٰی دونوں مذکر ذوی العقول کے لئے آتے ہیں۔

قبیلہ بنو طے کے نزدیک ذو بمعنیٰ الّذی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ مبنی ہوتا ہے اور جب یہ ''صاحب'' کے معنیٰ میں ہو تو معرب باعراب اسماء ستہ مکبرہ ہوا کرتا ہے۔

۳- من، ما، ال اور ذو بمعنیٰ الّذی ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں، واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث کی حالت میں تبدیل نہیں ہوتے۔

سبق: ۴۱

۴- اسمائے افعال

اسماء الافعال سے مراد وہ اسماء ہیں، جو افعال کے معانی تو دیتے ہیں لیکن ان کی علامتوں کو قبول نہیں کرتے۔ انہیں دو طرح سے تقسیم کیا جاتا ہے:

۱- زمانہ کے اعتبار سے ۲- بناوٹ کے اعتبار سے

اقسام

۱- زمانہ کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

۱- اسم فعل بمعنیٰ ماضی ۲- اسم فعل بمعنیٰ مضارع ۳- اسم فعل بمعنیٰ امر

اسمائے افعال بمعنیٰ ماضی: وہ اسماء ہیں، جو فعل ماضی کا معنیٰ دیتے ہیں اور یہ اپنے مابعد اسم کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے

۱- هَيْهَاتَ زَيْدٌ (زید دور ہوا) هيهات بمعنیٰ بَعُدَ اور زيدٌ فاعل ہے۔

۲- شَتَّانَ بمعنیٰ اِفْتَرَقَ جیسے شَتَّانَ زَيْدٌ و عَمْرٌو (زید اور عمرو جدا ہوئے)

۳- سَرْعَانَ بمعنیٰ اَسْرَعَ، شَكَّانَ بمعنیٰ سَرُعَ جیسے

سَرْعَانَ وَ شَكَّانَ الْقِطَارُ (گاڑی تیز ہوئی)

۴- بُطَانَ بمعنیٰ بَطُؤَ جیسے بُطَانَ الْجَمَلُ (اونٹ آہستہ چلا)

نوٹ: اسماء الافعال بمعنیٰ ماضی مبنی برفتحہ ہوتے ہیں۔

اسمائے افعال بمعنیٰ مضارع: وہ اسماء ہیں جو فعل مضارع کا معنیٰ دیتے ہیں۔ جیسے قَدْ، قَطْ، زِهْ، بَخْ، وَا، وَاهًا، وَیْ

۱- قد، قط بمعنیٰ يَكْفِيْ

۲- زه بمعنیٰ اَسْتَحْسِنُ (میں اچھا سمجھتا ہوں)

۳- بخ بمعنیٰ اَرْضٰی (میں راضی ہوتا ہوں)

۴- وا، واها، وی بمعنیٰ اَتَعَجَّبُ (میں تعجب کرتا ہوں)

یہ سب مبنی بر سکون ہوتے ہیں۔

اسماء الافعال بمعنی امر: یہ وہ اسماء ہیں جو فعل امر کا معنی دیتے ہیں، یہ اپنے مابعد اسم کو بحیثیت مفعول بہ نصب دیتے ہیں۔ یہ بہت سے ہیں، ان میں سے چند مشہور یہ ہیں:

دُوْنَکَ بمعنی خُذْ (تو پکڑ) بَلْهَ بمعنی دَعْ (چھوڑ دو) عَلَیْکَ بمعنی اِلْزَمْ (لازم پکڑ)، حَیَّهَلْ بمعنی اِیْتِ (لاؤ) هَا بمعنی خُذْ (پکڑ)، رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ (مہلت دو)

رُوَیْدَ کبھی مصدر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا

۱-دُوْنَکَ الْکِتَابَ (کتاب پکڑ) دونک اسم فعل بمعنی خُذْ صیغہ امر حاضر معروف انت ضمیر مستتر فاعل الکتاب مفعول بہ ہے۔

۲-بَلْهَ الْبَلَحَ (کچی کھجور چھوڑ دو) ۳-عَلَیْکَ الرِّفْقَ (نرمی اختیار کرو)

۴-حَیَّهَلِ التُّفَاحَ (سیب لاؤ) ۵- هَا الْقَلَمَ (قلم پکڑ)

۶- رُوَیْدَ اللِّصَّ (چور کو مہلت دو)

نوٹ: هَا کو تین طرح سے پڑھنا جائز ہے۔ جیسے هَا، هَاءَ، هَاءِ، اس سے واحد، تثنیہ اور جمع کے صیغے آتے ہیں۔ جیسے هَاءَ، هَاءَا، هَاءُوْا

مذکورہ صیغوں کے علاوہ چند اور اسم بھی فعل امر کا معنی دیتے ہیں جیسے:

۱- اٰمِیْن بمعنی اِسْتَجِبْ (تو قبول کر) ۲- مَهْ بمعنی اُکْفُفْ (رک جا)

۳- صَهْ بمعنی اُسْکُتْ (خاموش ہو جا) ۴- فَقَطْ بمعنی اِنْتَهِ (ختم کر)

۵- اِلَیْکَ بمعنی تَبَاعَدْ عَنِّیْ (مجھ سے دور ہو جا)

۶- عَلَیَّ بِهٖ بمعنی جِئْ بِهٖ (اسے لاؤ)

۷- هَیْتَ لَکَ بمعنی اَسْرِعْ (جلدی کر)

۸- هَاتِ بمعنی اَعْطِ (تو دے)

۹-اَمَامَکَ بمعنی تَقَدَّمْ (آگے بڑھ) ۱۰- هَلُمَّ بمعنی تَعَالَ (آؤ)

بناوٹ کے اعتبار سے اقسام

بناوٹ کے اعتبار سے اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں: ۱-مرتجل ۲-منقول

مرتجل

وہ اسم ہے، جو ابتداء ہی سے فعل کا معنیٰ ادا کرنے کے لئے بنایا گیا ہو۔ جیسے صَہْ، اُفْ، اٰمِیْنَ، ھَیْھَاتَ وغیرہ

منقول

وہ اسماء ہیں، جو ابتداء کسی اور معنیٰ کو ادا کرنے کے لئے بنائے گئے ہوں اور پھر فعل کا معنیٰ ادا کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔ یہ کبھی جار مجرور سے، کبھی ظرف سے اور کبھی مصدر سے نقل کئے جاتے ہیں۔ جار مجرور کی مثال جیسے عَلَیْکَ بمعنی اِلْزَمْ، اِلَیْکَ بمعنی تَبَاعَدْ، ظرف کی مثال دُوْنَکَ بمعنی خُذْ، اَمَامَکَ بمعنی تَقَدَّمْ، مصدر کی مثال رُوَیْدَ بمعنی اَمْھِلْ

نوٹ: تمام اسماء افعال سماعی ہیں، قیاسی نہیں مگر کبھی اسم فعل کو ثلاثی مجرد تام افعال سے فعال کے وزن پر مشتق کر لیا جاتا ہے۔ جیسے سَمَاعِ بمعنی اِسْمَعْ، قَتَالِ بمعنی اُقْتُلْ، دَفَاعِ بمعنی اِدْفَعْ۔

سوالات

۱- اسمائے مبنیہ کی حرکات کے نام بتاؤ۔

۲- اسم اشارہ کے مبنی اور معرب الفاظ بتاؤ اور ان کی اعرابی حالت بیان کرو۔

۳- ضمیر فصل اور ضمیر شان میں کیا فرق ہے؟

۴- اسم موصول کے صلہ کی اقسام اور اس کی شرائط بیان کرو۔

۵- اسم فعل اور فعل میں فرق بتاؤ اور اسم فعل بمعنیٰ ماضی کا عمل بتاؤ۔

۶- اسمائے افعال منقولہ سے کیا مراد ہے؟

۷- درج ذیل جملوں کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے مبنی ہونے کا سبب بتائیں۔

۱-تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ[1]

۲- اِیَّاکَ وَالتَّهَاوُنَ فِیْ اَمْرِ اَسْنَانِکَ فَاِنَّ ذٰلِکَ مَدْعَاةٌ اِلٰی فَسَادِهَا وَ مَنْ فَسَدَتْ اَسْنَانُهٗ تَعَرَّضَ لِكَثِيْرٍ مِنَ الْاٰلَامِ وَالْاَوْجَعِ الَّتِیْ لَا طَاقَةَ لَهٗ بِاحْتِمَالِهَا

۸- درج ذیل جملوں کی ترکیب نحوی کریں:

۱-يَشْرَبُ الْمَرِيْضُ دَوَاءً لَيْلَ نَهَارَ

۲-فِي الْحُجْرَةِ تِسْعَةَ عَشَرَ تِلْمِيْذًا

۳-حَذَارِ اَنْ تُقَصِّرَ فِیْ وَاجِبِکَ

۹- ضمیر بارز اور مستتر میں کیا فرق ہے، اور ضمیر مستتر کی کتنی صورتیں ہیں؟

---

[1] البقرہ:۲۵۳

سبق: ۴۲

۵- اسمائے اصوات

اصوات صوت کی جمع ہے، جس کا معنیٰ ہے آواز دینا۔ اصطلاح میں ان سے مراد وہ اسماء ہیں، جو طبعی طور پر انسان کے منہ سے نکلیں۔ جیسے اُحْ اُحْ یا جن کے ذریعہ غیر ذوی العقول حیوانات کو آواز دی جائے۔ جیسے بکریوں کو آواز دینے کے لئے هُسْ اور اونٹوں کو بٹھانے کے لئے نَخْ نَخٍ اور هِیْدُ، یا بے جان چیز کی آواز کو ظاہر کریں جیسے طَقْ (پتھر کی آواز) اور یہ تمام اسماء سماعی ہیں۔

۶- مرکبات امتزاجیہ

مرکب امتزاجی دو ایسے کلمات کے مجموعہ کو کہتے ہیں، جو بغیر اضافت و اسناد کے مرکب ہو کر ایک کلمہ بن جائیں۔ جیسے حَضَرَ مَوْتُ (شہر کا نام)

اقسام

مرکبات امتزاجیہ کی تین قسمیں ہیں:

۱- مرکب بنائی ۲- مرکب صوتی ۳- مرکب منع صرف

مرکب بنائی

مرکب بنائی وہ مرکب ہے جس کا دوسرا کلمہ اپنے ضمن میں کوئی حرف لئے ہوئے ہو۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ، ثَلٰثَةَ عَشَرَ اصل میں اَحَدٌ وَ عَشَرٌ اور ثَلٰثَةٌ وَ عَشَرٌ تھے، و کو حذف کر کے ایک کلمہ بنا دیا گیا۔ یہ گیارہ سے لے کر انیس تک کے اسمائے اعداد ہیں، ان اعداد کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا پہلا جز معرب باعراب تثنیہ ہوتا ہے۔ اسے مرکب تعدادی بھی کہا جاتا ہے۔

مرکب صوتی

وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا جزء اسم صوت ہو۔ جیسے سِيبَوَيْهِ، خِمَارَوَيْهِ، اس کا پہلا جز مبنی برفتحہ اور دوسرا مبنی برکسرہ ہوتا ہے۔ یہ سِيبَ اور وَيْهِ اسم صوت سے مرکب ہے۔

مرکب منع صرف

وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا کلمہ اپنے ضمن میں کوئی حرف لئے ہوئے نہ ہو اور نہ ہی دوسرا جزء اسم صوت ہو۔ اس کا پہلا جز مبنی برفتحہ اور دوسرا معرب باعراب غیر منصرف ہوتا ہے جیسے بَعْلَبَكُّ اور حَضَرَ مَوْتُ

۷- کنایات

یہ كِنَايَةٌ کی جمع ہے اور کنایہ سے مراد وہ اسم ہے، جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرے۔

اسمائے کنایات

كَمْ، كَذَا، كَأَيِّنْ یہ مبنی برسکون ہیں، كَيْتَ و ذَيْتَ یہ دونوں مبنی برفتحہ ہیں، كَمْ ، كَذَا اور كَأَيِّنْ تینوں مبہم اور پوشیدہ تعداد بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- كَمْ (کتنے): كَمْ کی دو قسمیں ہیں، ۱-استفہامیہ ۲-خبریہ

کم استفہامیہ: وہ کم ہے، جس سے عدد مبہم کے بارے میں سوال کیا جائے۔ اس کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جیسے كَمْ مَصْنَعًا بِمِصْرَ؟ (مصر میں کتنے کارخانے ہیں؟) اگر كَمْ سے پہلے حرف جر آ جائے تو اس کی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ جیسے بِكَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَيْتَ هٰذَا الثَّوْبَ؟ (یہ کپڑا تو نے کتنے دراہم سے خریدا ہے؟) كَمْ ممیز مَصْنَعًا تمیز، ممیز تمیز مل کر مبتدا ب جار مصر مجرور، جار مجرور متعلق ثَابِتٌ کے ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

کم خبریہ: وہ کم ہے، جو مبہم عدد پر دلالت کرے، اس میں کثرت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ اس

کی تمیز مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوتی ہے۔ جیسے کَمْ کِتَابٍ عِنْدَکَ (تیرے پاس بہت کتابیں ہیں) کَمْ عُلُوْمٍ دَرَسْتَهَا (تو نے بہت سے علوم پڑھے) ان مثالوں میں کَمْ ممیز کتاب اور علوم تمیز، ممیز تمیز مل کر مبتدا عندک اور درستھا خبر ہیں۔

کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ، دونوں کا ابتداء میں آنا ضروری ہے اور کبھی ان کی تمیز سے پہلے مِنْ حرف جر بھی آ جاتا ہے۔ جیسے کَمْ مِنْ عُلُوْمٍ دَرَسْتَهَا

جب قرینہ پایا جائے تو کم کی تمیز کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے کَمْ مَالُکَ

محل اعراب کے لحاظ سے صورتیں

محل اعراب کے لحاظ سے کَمْ کی تین صورتیں ہیں:

۱۔منصوب ۲۔مجرور ۳۔مرفوع

منصوب: جب کَمْ کے بعد فعل ہو اور اس میں ایسی کوئی ضمیر نہ ہو جو کَمْ کی طرف لوٹے تو یہ محل نصب میں ہوتا ہے، اس کے منصوب ہونے کی تین صورتیں ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ جب کَمْ کی تمیز اسم ظرف ہو تو یہ اپنی تمیز سے مل کر مفعول فیہ ہوتا ہے۔ جیسے کَمْ يَوْمًا صُمْتَ؟ (تو نے کتنے دن روزہ رکھا)، کَمْ يَوْمٍ سِرْتَ (تو بہت سے دن چلا ہے)

۲۔ جب کَمْ کی تمیز فعل مذکور کا مصدر ہو تو یہ مفعول مطلق ہوتا ہے۔ جیسے کَمْ جَوْلَةً جُلْتَ؟ (تو نے کتنے چکر لگائے؟)، کَمْ نُصْرَةٍ نُصِرْتَ (تمہاری بہت مدد کی گئی)

(۳) جب مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ ہوں تو یہ مفعول بہ ہوتا ہے۔ جیسے کَمْ کِتَابٍ اِشْتَرَيْتَ، کَمْ دَرْسًا حَفِظْتَ

مجرور: جب اس سے پہلے کوئی حرف جار یا مضاف آ جائے تو یہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے بِکَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَيْتَ، عَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتَ؟ (کتنے آدمیوں کے خلاف تو نے فیصلہ کیا)؟، مَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتَ (تو نے کتنے آدمیوں کا مال چھینا؟)

مرفوع: محل رفع میں ہونے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ جب اس کے بعد فعل نہ ہو اور اس کی تمیز ظرف ہو تو یہ خبر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے کَمْ يَوْمٍ قِيَامُکَ عِنْدَنَا

۲۔ جب اس کے بعد فعل نہ ہو اور اس کی تمیز اسم ظرف بھی نہ ہو یا اس کے بعد فعل متعدی ہو اور اس کا مفعول مذکور ہو تو یہ مبتدا ہوتا ہے۔ جیسے کَمْ کِتَابًا عِنْدَکَ، کَمْ عُلُوْمٍ دَرَسْتَهَا۔

اصل میں کَمْ دِرْهَمٍ مَالِكٌ ہے۔

۲- كَأَيِّنْ: یہ عدد کی کثرت سے کنایہ ہوتا ہے اور اس کا بھی ابتداء کلام میں آنا ضروری ہے، اس کی تمیز مفرد مجرور بِمِنْ ہوتی ہے۔ جیسے كَأَيِّنْ مِنْ غَنِيٍّ لَا يَقْنَعُ (بہت سے ایسے غنی ہوتے ہیں جو قناعت نہیں کرتے)

۳- كَذَا: یہ کبھی کثرت اور کبھی قلت سے کنایہ ہوتا ہے۔ اس کی تمیز مفرد منصوب یا جمع منصوب ہوتی ہے، اس کے لئے ابتداء کلام میں آنا ضروری نہیں۔ جیسے دَرَسْتُ كَذَا عِلْمًا یا عُلُوْمًا اور کبھی یہ مکرر آتا ہے۔ جیسے غَرَسْتُ كَذَا وَ كَذَا شَجَرَةً (میں نے اتنے اتنے درخت لگائے)

۴، ۵- كَيْتَ و ذَيْتَ: یہ دونوں مبہم اور پوشیدہ بات سے کنایہ ہوتے ہیں، ان کی تمیز نہیں آتی۔ جیسے أَقُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ

سوالات

۱- مرکبات امتزاجیہ کا معنیٰ کیا ہے؟

۲- مرکب بنائی کو بنائی کیوں کہتے ہیں؟

۳- کم استفہامیہ اور خبریہ میں کیا فرق ہے، اور کذا کے استعمال کی کیا شرط ہے؟

۴- کم استفہامیہ اور خبریہ کے محل اعراب کی کتنی صورتیں ہیں؟

۵- درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں اور ان کے مبنی ہونے کی وجہ بتائیں:

۱-عَلِیٌّ جَارِی بَیْتَ بَیْتَ

۲-کَانَ ابْنُ اَحْمَدَ بْنِ طُوْلُوْنَ یُدْعٰی خِمَارَوَیْهِ

۳- کَاَیِّنْ مِنْ کِتَابٍ لَایُسَاوِی الْمِدَادَ الَّذِیْ کُتِبَ بِهٖ

۴-کَانَ السُّلْطَانُ صَلَاحُ الدِّیْنِ الْاَیُّوْبِیُّ ذَا عَزْمٍ وَ رَجَاحَةٍ،

کَمْ جَیْشٍ نَظَمَ وَ کَمْ ثُغُوْرٍ حَصَنَهَا

۵-کَمْ سَاعَاتٍ قَضَیْتَهَا لَاهِیًا

کَمْ یَدٍ اَسْدَیْتَ وَالنَّا سُ یَضِنُّوْنَ بِوَعْدٍ

کَمْ صَوْلَةٍ صُلْتَ وَالْاَرْمَاحُ مُشْرَعَةٌ

وَالنَّصْرُ یَخْفِقُ فَوْقَ الْجَحْفَلِ اللَّجِبِ

سبق: ۴۳

۸- کلمات شرط

کلمات شرط سے مراد وہ کلمات ہیں جو شرط کا معنیٰ دیتے ہیں اور یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں، پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔

اقسام

کلمات شرط کی دو قسمیں ہیں: ۱- غیر جازمہ ۲- جازمہ

غیر جازمہ

ان سے مراد وہ کلمات ہیں، جو شرط کا معنیٰ دیتے ہیں اور فعل کے آخر کو جزم نہیں دیتے۔ یہ حسب ذیل ہیں

لَوْ (اگر)، لَوْلَا (اگر نہ)، لَمَّا (جب) کُلَّمَا (جب بھی)، اذا (جب)، اَمَّا (بہر حال)

یہ سب مبنی بر سکون ہیں۔ ان میں سے ہر ایک الگ الگ معنیٰ پر دلالت کرتا ہے جو بعد میں بیان کیا جائے گا۔

جازمہ

ان سے مراد وہ کلمات ہیں، جو شرط کا معنیٰ دیتے ہیں اور دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں، اگر وہ فعل مضارع ہوں تو دونوں کے آخر کو جزم دیتے ہیں، پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ جیسے مَنْ یَّاکُلْ کَثِیْرًا تَفْسُدْ مِعْدَتُهُ (جو زیادہ کھائے گا اس کا معدہ خراب ہو جائے گا) انہیں کلم المجازات یعنی کلمات شرط و جزا کہتے ہیں اور یہ درج ذیل ہیں:

مَنْ، مَا، اَیٌّ، مَتٰی، اَنّٰی، اَیْنَمَا، مَهْمَا، اِذْمَا، حَیْثُمَا، اِنْ، اسمائے شرط اَیٌّ کے سوا تمام ہی مبنی ہیں۔

۱- مَنْ: یہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَنْ یُّجْتَهِدْ یَنْجَحْ ، مَنْ شرطیہ یجتهد شرط اور ینجح جزا ہے۔

۲-مَا: یہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا تَفْعَلْ شَرًّا تَنْدَمْ (تو جو برائی کرے گا، شرمندہ ہوگا)

۳-اَیٌّ: یہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لئے آتا ہے اور باضافت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اَیَّ دَرْسٍ تَحْفَظْ اَحْفَظْ (جو سبق تو یاد کرے گا میں بھی یاد کروں گا)، اَیُّ تِلْمِیْذٍ تُدَرِّسْهُ اُدَرِّسْهُ (جس طالب علم کو تم پڑھاؤ گے میں بھی اسے پڑھاؤں گا)

۴-مَتٰی: یہ زمان کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَتٰی تَذْهَبْ اَذْهَبْ

۵-اَنّٰی: یہ مکان کے لئے آتا ہے۔ جیسے اَنّٰی تَجْلِسْ اَجْلِسْ (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)

۶-مَهْمَا: یہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَهْمَا تَأْخُذْ اٰخُذْ

۷-اَیْنَمَا: یہ بھی مکان کے لئے آتا ہے۔ جیسے اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ[1]

۸-اِذْمَا: یہ اِنْ کی طرح شرط کا معنی دیتا ہے۔ جیسے اِذْمَا تَقْرَأْ اَقْرَأْ (جب تو پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا)

۹-حَیْثُمَا: یہ بھی مکان کے لئے آتا ہے۔ جیسے حَیْثُمَا تَنْزِلْ اَنْزِلْ (جہاں تو اترے گا میں اتروں گا)

---

[1] النساء:۷۸

سبق: ۴۲

۹- اسمائے ظروف

تعریف

ظروف، ظرف کی جمع ہے جس کا لغوی معنٰی برتن ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ اسماء ہیں جو مکان یا زمان پر دلالت کریں۔ جیسے یَوْمٌ (دن) اِذْ (جس وقت) مَقَامٌ (کھڑا ہونے کی جگہ) حَیْثُ (جس جگہ)

اقسام

اسمائے ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱-معرب ۲-مبنی

ظرف معرب

وہ اسم ظرف ہے، جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے هٰذَا یَوْمُ الْعِیْدِ، اِحْتَفَلْنَا یَوْمَ الْعِیْدِ، فِی الْیَوْمِ اَرْبَعٌ وَّ عِشْرُوْنَ سَاعَةً، ان مثالوں میں یوم ظرف معرب ہے۔

ظرف مبنی

وہ اسم ظرف ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ بہت سے ہیں، ان میں سے بعض مبنی برضمہ، بعض مبنی برفتحہ، بعض مبنی برکسرہ اور بعض مبنی برسکون ہوتے ہیں تفصیل یہ ہے:

۱۔ اسمائے جہات ستہ	۲۔ حَیْثُ	۳۔ اِذْ	۴۔ اِذَا
۵۔ اَیْنَ	۶۔ اَنّٰی	۷۔ کَیْفَ	۸۔ مَتٰی
۹۔ اَیَّانَ	۱۰۔ اَمْسِ	۱۱۔ مُذْ	۱۲۔ مُنْذُ
۱۳۔ قَطُّ	۱۴۔ عَوْضُ	۱۵۔ لَدٰی	۱۶۔ لَدُنْ

ا-اسمائے جہات ستہ: وہ اسماء ظروف ہیں جو چھ سمتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے قَبْلُ (پہلے) بَعْدُ (بعد میں) قُدَّامُ (آگے) خَلْفُ (پیچھے) فَوْقُ (اوپر)

تحتُ (نیچے)

ان کے استعمال کی چار صورتیں ہیں:

یہ تین صورتوں میں معرب ہوتے ہیں اور ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں۔

مبنی ہونے کی صورت: جب یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظاً محذوف ہو اور معنیٰ ذہن میں مقصود ہو تو اس صورت میں یہ مبنی برضمہ ہوتے ہیں۔ جیسے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ، دَخَلَتِ الْفَارَةُ تَحْتُ

معرب ہونے کی صورتیں: ۱۔ یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ مذکور ہو تو یہ معرب ہوتے ہیں۔ جیسے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ[۱]، جِئْتُكَ بَعْدَ الْعَصْرِ

۲۔ جب مضاف ہوں، مضاف الیہ محذوف اور اس کے الفاظ ذہن میں مقصود ہوں۔ جیسے لَمَّا انْقَطَعَ الْمَطَرُ صَفَا الْجَوُّ بَعْدَ یہ اصل میں بَعْدَ الْمَطَرِ ہے۔

۳۔ جب اضافت کے بغیر استعمال ہوں۔ جیسے جِئْتُكَ قَبْلًا وَ بَعْدًا

نوٹ: ان کے مضاف الیہ کا حذف سماعی ہے قیاسی نہیں، اسی وجہ سے يَمِينٌ (دایاں) اور شِمَالٌ (بایاں) کو ظروف مبنیہ شمار نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے مضاف الیہ کا حذف مسموع نہیں ہے۔

ان مقطوع الاضافۃ ظروف کو غایات بھی کہتے ہیں۔

۲۔ __حَيْثُ:__ یہ مبنی برضمہ ہے، مکان کے لئے آتا ہے، ہمیشہ جملہ کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ۔ جیسے جَلَسْتُ حَيْثُ الْمَنْظَرُ جَمِيلٌ (میں وہاں بیٹھا جہاں منظر خوبصورت تھا) جَلَسْتُ حَيْثُ جَمُلَ الْمَنْظَرُ

جب اس کے بعد مَا آجائے تو یہ شرط کا معنیٰ دیتا ہے، اس وقت یہ دو فعلوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو جزم دیتا ہے۔ جیسے حَيْثُمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ (جہاں تو بیٹھے گا وہیں میں بیٹھوں گا)

۳۔ __إِذَا:__ یہ مبنی برسکون ہوتا ہے اور درج ذیل معانی دیتا ہے:

---

۱ القمر:۹

۱- زمانہ مستقبل کا معنیٰ دیتا ہے اگر چہ فعل ماضی پر داخل ہو۔ جیسے أُجِيبُكَ إِذَا دَعَوْتَنِي (میں تجھے جواب دوں گا جب تو مجھے بلائے گا)

۲- اس میں شرط کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ جیسے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ⓵ [1]

۳- کبھی یہ استمرار زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ⓫ [2] (جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت برپا کرو تو وہ کہہ دیتے ہیں ہم ہی تو مصلح ہیں)

۴- کبھی یہ مفاجات کا معنیٰ دیتا ہے، اس وقت اس کے پیچھے جملہ اسمیہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جیسے خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درندہ کھڑا ہے)۔ یہ عموماً جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اپنے مضاف الیہ سے مل کر کسی فعل یا شبہ فعل کا ظرف بنتا ہے۔

۴- <u>اذ:</u> یہ مبنی بر سکون ہے، یہ درج ذیل معنیٰ دیتا ہے:

۱- یہ زمانہ ماضی کے لئے آتا ہے اگر چہ مضارع پر داخل ہو۔

۲- مفاجات کے معنیٰ میں آتا ہے اور اس وقت یہ بَيْنَ یا بَيْنَمَا کے جواب میں ہوتا ہے۔ بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ إِذْ أَقْبَلَ مُسَافِرٌ (اس اثناء میں کہ میں بیٹھا تھا، مسافر آگیا)

یہ کبھی جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ [3] (اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے)

اور کبھی جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے جِئْتُ إِذْ هَطَلَ الْمَطَرُ (میں آیا جبکہ بارش موسلا دھار تھی)

یہ بھی اذا کی طرح اپنے مضاف الیہ سے مل کر کسی فعل یا شبہ فعل کا ظرف ہوتا ہے۔ جیسے وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ [4]

۵، ۶ <u>أَيْنَ و أَنّٰى:</u> یہ دونوں ظرف مکان کے لئے آتے ہیں، أَيْنَ مبنی بر فتحہ اور أَنّٰى مبنی

---

[1] النصر: ۱ [2] البقرہ: ۱۱ [3] الانفال: ۲۶ [4] البقرہ: ۱۲۷

برسکون ہے۔ یہ کبھی شرط کا معنیٰ دیتے ہیں اور دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں، دونوں کے آخر کو جزم دیتے ہیں، پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔ جیسے أنّی تَذْهَبْ اَذْهَبْ، أیْنَ تَقْعُدْ اَقْعُدْ

کبھی استفہام کا معنیٰ دیتے ہیں اور اس وقت ان کے بعد ایک اسم یا فعل ہوتا ہے۔ جیسے اَیْنَ زَیْدٌ (زید کہاں ہے؟)، اَنّٰی تَجْلِسُ (تو کہاں بیٹھے گا؟)

اَنّٰی کبھی کَیْفَ کا معنیٰ دیتا ہے یعنی حالت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ[1] (اس نے کہا میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے مس نہیں کیا)

۷- کَیْفَ: یہ حالت بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔

۱- کبھی استفہامیہ ہوتا ہے۔ جیسے کَیْفَ اَنْتَ؟

۲- اور کبھی شرطیہ ہوتا ہے۔ جیسے کَیْفَ تَکُنْ اَکُنْ (جیسے تو ہوگا ویسے ہی میں بھی ہوں گا)

۳- کبھی اس کے ساتھ مَا آتا ہے اس وقت یہ شرط کے معنیٰ میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَیْفَمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ (جیسے تو بیٹھے گا ویسے ہی میں بیٹھوں گا؟)

۸- مَتٰی: یہ ظرف زمان کے لئے آتا ہے اور مبنی برسکون ہوتا ہے،

۱- کبھی استفہامیہ ہوتا ہے۔ جیسے مَتٰی تُسَافِرُ (تو کب سفر کرے گا؟)

۲- کبھی شرطیہ ہوتا ہے۔ جیسے مَتٰی تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جب تو جائے گا میں جاؤں گا)

۹- اَیَّانَ: یہ بھی ظرف زمان کے لئے آتا ہے اور مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔

۱- کبھی شرطیہ ہوتا ہے۔ جیسے اَیَّانَ تَذْهَبْ اَذْهَبْ

۲- کبھی استفہامیہ ہوتا ہے۔ جیسے اَیَّانَ تَذْهَبُ (تو کب جائے گا؟) یہ ترکیب میں اپنے مابعد فعل کا مفعول فیہ ہوتا ہے۔

---

[1] آل عمران: ۴۷

اَیَّانَ اور مَتٰی میں فرق: مَتٰی مبنی بر سکون ہے۔ اس کے ذریعہ امور عظیمہ اور حقیرہ، دونوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اَیَّانَ مبنی بر فتحہ ہے۔ زمانہ مستقبل میں کسی کام کے واقع ہونے اور امور عظیمہ کے لئے آتا ہے۔ جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ [1] (یوم جزاء کب ہوگا؟)

۱۰، ۱۱- مُذْ و مُنْذُ: یہ دونوں زمانہ کیلئے آتے ہیں، پہلا مبنی بر سکون اور دوسرا مبنی بر ضمہ ہے، یہ اول مدت کے لئے آتے ہیں اور ان سے پہلے فعل ماضی منفی ہوتا ہے۔ جیسے مَارَأَیْتُهٗ مُذْ أو مُنْذُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے)۔

کبھی یہ تمام مدت کے لئے آتے ہیں اور مقصود ان سے تعداد بیان کرنا ہوتا ہے، خواہ ان کے بعد واحد، تثنیہ یا جمع ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ او مُنْذُ یَوْمٌ او یَوْمَانِ أو ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ

نوٹ: جمہور نحویوں کے نزدیک اس دوسری صورت میں مُذْ یا مُنْذُ مبتدا اور ان کا مابعد خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہوتا ہے۔

۱۲، ۱۳، ۱۴- عِنْدَ، لَدٰی، لَدُنْ: لَدٰی اور لَدُنْ مبنی بر سکون اور عِنْدَ مفعول فیہ ہونے کے اعتبار سے منصوب ہوتا ہے۔ یہ تینوں کسی چیز کی موجودگی کا معنٰی دیتے ہیں۔ جیسے اَلْمَالُ عِنْدَکَ، اَلْمَالُ لَدَیْکَ، اَلْمَالُ لَدُنْکَ (مال تیرے پاس ہے)

ان کے استعمال میں فرق یہ ہے کہ لَدٰی اور لَدُنْ میں چیز کا پاس موجود ہونا شرط ہے۔ جیسے اَلْمَالُ لَدٰی زَیْدٍ او لَدُنْ زَیْدٍ اور عِنْدَ میں یہ شرط نہیں ہوتی۔ جیسے اَلْمَالُ عِنْدَ زَیْدٍ۔ ہر حال میں کہہ سکتے ہیں خواہ مال زید کے پاس ہو یا گھر میں۔ اور یہ عموماً مابعد کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔

۱۵- عَوْضُ: یہ مضاف الیہ کے حذف ہونے کی وجہ سے مبنی بر ضمہ ہوتا ہے۔ یہ زمانہ مستقبل کی نفی کے استغراق کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَا اَکْسَلُ عَوْضُ (میں کبھی سستی

[1] الذاریات: ۱۲

نہیں کروں گا)

۱۶- قَطُّ: یہ مبنی برضمہ ہوتا ہے اور ماضی منفی کے استغراق کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَارَأَیْتُهٗ قَطُّ (میں نے کبھی اس کو نہیں دیکھا)

نوٹ: وہ کلمات، جو مکان یا زمان پر دلالت کریں مگر ظروف مبنیہ میں سے نہ ہوں جیسے یَوْمٌ، لَیْلٌ، سَاعَةٌ، حِیْنٌ وغیرہ، جب انہیں جملہ کی طرف مضاف کیا جائے تو ان کو مبنی برفتحہ پڑھنا اور عامل کے مطابق اعراب دینا جائز ہے۔ جیسے هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ[1] یہاں یَوْمُ کو یَوْمَ پڑھنا بھی جائز ہے۔

کبھی یَوْمٌ اور حِیْن کو اِذْ کی طرف مضاف کیا جاتا ہے، اس وقت اِذْ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جیسے یَوْمَئِذٍ یا حِیْنَئِذٍ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا اور حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا ہیں، کَانَ کَذَا کو حذف کر کے اس کے بدلے اِذْ کو تنوین دے دی۔

۱۷- أَمْسِ: (گزشتہ کل) یہ مبنی برکسرہ ہوتا ہے۔ جیسے مَضٰی أَمْسِ، اِعْتَکَفْتُ أَمْسِ، مَارَاَیْتُهٗ مُذْ أَمْسِ

نوٹ: لفظ غَیْر سے پہلے جب لَا نفی یا لَیْسَ آجائے تو یہ مبنی برضمہ ہوتا ہے۔ جیسے اِفْعَلْ هٰذَا لَا غَیْرُ، جَاءَ نِی الْاَمِیْرُ لَا غَیْرُ، اسی طرح مِثْل اور غَیْر کے لفظ مبنی برفتحہ بھی ہوتے ہیں جبکہ ان کے بعد مَا، اَنْ یا اَنَّ آجائیں جیسے اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ اَو نَصَرْتُهٗ مِثْلَ مَا نَصَرَ غُلَامُهٗ و مِثْلَ اَنْ نَصَرَ غُلَامُهٗ۔

---

[1] المائدہ:۱۱۹

سوالات

۱۔ اسمائے شرط اور حروف شرط کے معنیٰ اور استعمال میں کیا فرق ہے؟

۲۔ اسمائے جہات ستہ کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں، اور یہ کس صورت میں مبنی برضمہ ہوتے ہیں؟

۳۔ مِثْل اور غَیْر کس صورت میں مبنی ہوتے ہیں؟

۴۔ لَدٰی اور عِنْدَ کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

۵۔ ظروف غیر مبنیہ کو جب مضاف کیا جائے تو کس پر مبنی ہوتے ہیں؟

۶۔ درج ذیل جملوں میں مبنی کلمات بتائیے اور ان کی ترکیب نحوی کیجئے:

۱۔ مَتٰی یُزْرَعُ الْقَصَبُ

۲۔ طَلَبْتُ مَعُوْنَتَكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حَاجَتِیْ اِلَیْهَا مِنْ قَبْلُ

۳۔ اِنْ نَجَحْتَ فَلَكَ الْمُكَافَاةُ مِنْ بَعْدُ

۴۔ قَرَأْتُ الْكِتَابَ الَّذِیْ اَهْدَیْتَهُ اِلَیَّ

۵۔ مَا رَأَیْتُ مِثْلَ هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ قَبْلُ

۶۔ كَمْ جَوْلَةً جُلْتَ فِی السُّوْقِ؟

۷۔ یَا صَدِیْقِیْ نَظِّفْ اَسْنَانَكَ مِنْ قَبْلِ النَّوْمِ وَ مِنْ بَعْدِهٖ

۸۔

وَ مَا قَتَلَ الْاَحْرَارَ كَالْعَفْوِ عَنْهُمْ
وَ مَنْ لَكَ بِالْحُرِّ الَّذِیْ یَحْفَظُ الْیَدَا
اِذَا اَنْتَ اَكْرَمْتَ الْكَرِیْمَ مَلَكْتَهٗ
وَاِنْ اَنْتَ اَكْرَمْتَ اللَّئِیْمَ تَمَرَّدَا

سبق: ۴۵

۱۰- کلمات استفہام

تعریف

استفہام کا معنی پوچھنا اور سمجھنا ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ کلمات ہیں، جن کے ذریعہ کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

کلمات استفہام کی دو قسمیں ہیں: ۱-حروف استفہام ۲-اسمائے استفہام

حروف استفہام

یہ دو ہیں: ۱-أ، ۲- هَلْ، أ جیسے أ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذا (کیا تو نے یہ کیا ہے؟)

کبھی یہ استفہام انکاری کے لئے آتا ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

۱- اگر اس کا مابعد مثبت ہو تو نفی کا معنیٰ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا[1] (تم میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے)

۲- اور اگر اس کا مابعد منفی ہو تو اس سے اثبات کا معنیٰ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾[2] (ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا ہے)

اسمائے استفہام

یہ بہت سے ہیں۔ جیسے مَنْ، مَا، مَاذَا، اَیٌّ، اَیَّةٌ، کَمْ، کَیْفَ، اَیْنَ، مَتٰی، اَیَّانَ، اَنّٰی

۱- مَنْ: یہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَنْ اَکَلَ هٰذَا الطَّعَامَ؟ (یہ کھانا کس نے کھایا)

۲- مَا: یہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا فِیْ یَدِکَ ؟ (تیرے ہاتھ میں

---

[1] الحجرات:۱۲ [2] الانشراح:۱

کیا ہے)

۳- مَاذَا: یہ اَیُّ شَیْئٍ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مَاذَا قَرَأْتَ

۴- اَیٌّ، ۵- اَیَّةٌ: یہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لئے آتے ہیں۔ جیسے اَیُّ الْبِلَادِ اَحْسَنُ؟ (کون سا شہر اچھا ہے)، اَیَّةُ امْرَأَةٍ اَنْتِ؟ (تو کون عورت ہے)

۶- کَمْ: اس کی تفصیل کنایات میں گزر چکی ہے۔

۷- کَیْفَ، ۸- اَیْنَ، ۹- مَتٰی، ۱۰- اَیَّانَ، ۱۱- اَنّٰی: ان تمام اسماء کی تفصیل اسمائے ظرف میں گزر چکی ہے۔

نوٹ: ۱- اَیٌّ اور اَیَّةٌ کے علاوہ تمام کلمات استفہام مبنی ہیں، اَیٌّ اور اَیَّةٌ کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔

۲- اسمائے استفہام تو ترکیب کلام میں مبتدا، مفعول فیہ، مفعول بہ اور خبر واقع ہوتے رہتے ہیں مگر حروف استفہام کا اعراب میں کوئی محل نہیں ہوتا۔

سوالات

۱- اسمائے استفہام میں کون سے معرب ہیں اور کون سے مبنی؟ بتائیں۔

۲- مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں:

۱- مَنِ الْمُحَاوِلُ اِطْفَاءَ هٰذِهِ الْاَنْوَارِ؟

۲- کَمْ کَلِمَةٍ فِیْهَا جَامِعَةٌ

۳- وَ مَا الْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدَائِعُ وَلَا بُدَّ یَوْمًا اَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

سبق: ۴۶

فعل کے احوال کا بیان
(اعراب وبناء کے لحاظ سے فعل کے احوال)

فعل کی تقسیم کئی لحاظ سے کی گئی ہے: ۱-بلحاظ زمانہ ۲- مفعول بہ کے چاہنے یا نہ چاہنے کے لحاظ سے ۳-معرب اور مبنی ہونے کے لحاظ سے

۱- زمانے کے لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں: ۱-ماضی ۲-مضارع ۳-امر

۲- مفعول بہ کے چاہنے یا نہ چاہنے کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں: ۱-لازم ۲-متعدی

ان سب کی تفصیل گزر چکی ہے۔

معرب اور مبنی ہونے کے لحاظ سے فعل کی تقسیم

۱-فعل ماضی ۲-امر حاضر معروف ۳-فعل مضارع صرف دو حالتوں میں مبنی ہوتا ہے۔

فعل ماضی کے مبنی ہونے کی حالتیں: فعل ماضی کے مبنی ہونے کی تین حالتیں ہیں:

۱-مبنی برفتحہ ۲-مبنی برضمہ ۳-مبنی برسکون

مبنی برسکون: جب فعل ماضی کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک (نون نِسْوَة، تاء متحرکہ اور نَا ضمیر فاعل) متصل ہو تو مبنی برسکون ہوتا ہے۔ جیسے اَلنِّسَاءُ طَبَخْنَ الطَّعَامَ (عورتوں نے کھانا پکایا) اَنْتَ رَكِبْتَ الْبَاصَ (تو بس پر سوار ہوا) رَكِبْنَا الْبَاصَ۔ ان مثالوں میں طَبَخْنَ رَكِبْتَ اور رَكِبْنَا ماضی مبنی برسکون ہیں۔

مبنی برضمہ: جب فعل ماضی کے ساتھ واؤ جمع متصل ہو تو یہ مبنی برضمہ ہوتا ہے۔ جیسے اَلتُّجَّارُ رَبِحُوْا (تاجروں نے نفع پایا)

مبنی برفتحہ: جب فعل ماضی کے ساتھ نہ ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو اور نہ ہی واؤ جمع، تو یہ مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔ جیسے اَلْوَلَدُ حَضَرَ (بچہ حاضر ہوا)، اَلْبِنْتُ حَضَرَتْ (بچی

حاضر ہوئی)

فعل امر کے مبنی ہونے کی حالتیں: اس کے مبنی ہونے کی چار حالتیں ہیں:

۱- بنی بر سکون ۲- مبنی بر حذف حرف علت

۳- مبنی بر حذف نون اعرابی ۴- مبنی بر فتحہ

مبنی برسکون: جب فعل امر صحیح الآخر[1] ہو اور اس کے ساتھ کوئی ضمیر مرفوع متصل (الف تثنیہ، واو جمع، یائے مخاطبہ) ملی ہوئی نہ ہو یا اس کے آخر میں جمع مؤنث کا "ن" ضمیری متصل ہو تو یہ مبنی برسکون ہوتا ہے۔ جیسے اُخْرُجْ اِلَى الْحُقُوْلِ (تو کھیتوں کی طرف نکل جا) اُخْرُجْنَ اِلَى الْحُقُوْلِ

مبنی بر حذف حرف علت: اگر فعل امر معتل الآخر[2] ہو تو حرف علت کے حذف پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے اُدْعُ، اِرْمِ، اِرْضَ یہ اصل میں اُدْعُوْ، اِرْمِیْ اور اِرْضٰی ہیں۔

مبنی بر حذف نون اعرابی: جب فعل امر کے آخر میں الف تثنیہ، واو جمع اور یائے مخاطبہ متصل ہو تو یہ نون اعرابی کے حذف پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے اِفْتَحَا، اِجْمَعُوْا، رَتِّبِیْ

مبنی بر فتحہ: اگر فعل امر کے آخر میں نون تاکید (ثقیلہ یا خفیفہ) متصل ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ جیسے اُخْرُجَنَّ اِلَى الْحُقُوْلِ (تو ضرور کھیتوں کی طرف نکل)، اُخْرُجَنْ

فعل مضارع کے مبنی ہونے کی حالتیں: اس کے مبنی ہونے کی صرف دو حالتیں ہیں:

۱- مبنی بر فتحہ ۲- مبنی برسکون

مبنی بر فتحہ: جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید متصل ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ جیسے لَيَذْهَبَنَّ، لَيَذْهَبَنْ، بشرطیکہ نون تاکید اور فعل مضارع کے حرف آخر کے درمیان لفظاً یا تقدیراً فاصلہ نہ ہو، ورنہ معرب ہوتا ہے۔ جیسے لَيَذْهَبَانِّ، لَيَذْهَبُنَّ

پہلی مثال میں الف تثنیہ اور دوسری مثال میں واؤ جمع مقدرہ کا فاصلہ ہے اسی لئے یہ معرب ہیں۔

---

[1] جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ [2] جس کے آخر میں حرف علت ہو۔

مبنی برسکون: جب فعل مضارع کے آخر میں نون نِسْوَة (نون ضمیری) متصل ہوتو مبنی برسکون ہوتا ہے۔ جیسے اَلطَّالِبَاتُ يَخْرُجْنَ اِلَى الْحُقُوْلِ، اَنْتُنَّ تَخْرُجْنَ

سوالات

۱۔ فعل ماضی اور فعل امر کے مبنی برسکون ہونے کی حالتیں بتائیں۔

۲۔ فعل مضارع کب مبنی ہوتا ہے؟

۳۔ درج ذیل جملوں میں فعل مبنی و معرب الگ الگ کریں اور فعل مبنی کے مبنی ہونے کا سبب بیان کریں:

۱۔ لَا تُكْثِرَنَّ مُعَاتَبَةَ الصَّدِيْقِ، لَا يُزَهِّدَنَّكَ فِيْهِ ذَنْبٌ صَغِيْرٌ يُحِيْطُ بِهٖ حَمِيْدُ فِعَالِهٖ

۲۔ إِذَا زَارَكَ صَدِيْقٌ فَالْقَهُ بِالْبِشْرِ وَ بَالِغَنَّ فِيْ إِكْرَامِهٖ

۳۔ اَلْبَنَاتُ يُنَافِسْنَ الْغِلْمَانَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَعْمَالِ وَ قَدْ يَفُقْنَهُمْ

۴۔ إِذَا هَفَا صَدِيْقُكَ فَاغْفِرَنَّ هَفْوَتَهٗ

۵۔ صَادَفَنِيْ فِي الطَّرِيْقِ ثَلَاثَةُ غِلْمَانٍ عَرَفْتُهُمْ وَ عَرَفُوْنِيْ

۴۔ درج ذیل افعال میں سے ہر ایک فعل کو مبنی برفتحہ، مبنی برسکون اور مبنی برضمہ بنائیں:

اِجْتَهِدْ، سَبِّحْ، اُرْجُ، يُنَظِّفُ، اِسْمَعْ، اَحْسَنَ، يَتَلَقَّفُ

سبق: ۴۷

فعل مضارع کا اعراب

فعل مضارع معرب ہوتا ہے بشرطیکہ نون تاکید اور نون ضمیری سے خالی ہو، اس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے اور اگر اس سے پہلے حروف نواصب یا حروف جوازم نہ ہوں تو مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے تُسَافِرُ، يَقْطَعُ، يَعُوْدُ

اور اگر اس پر حروف نواصب میں سے کوئی حرف آجائے تو منصوب ہو جاتا ہے۔ جیسے لَنْ تُسَافِرَ، لَنْ يَّقْطَعَ، لَنْ يَّعُوْدَ

اور اگر اس پر حروف جوازم میں سے کوئی حرف جازم آجائے تو مجزوم ہوتا ہے۔ جیسے لَمْ تُسَافِرْ، لَمْ يَقْطَعْ، لَمْ يَعُدْ

اقسام

حرف آخر کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ صحیح الآخر ۲۔ معتل الآخر

صحیح الآخر

وہ فعل مضارع ہے، جس کے آخر میں کوئی حرف علت (واوَ، ا، ی) نہ ہو۔ اس کی حالت رفعی پانچ صیغوں میں ضمہ سے ہوتی ہے۔ جیسے تَطِيْرُ الْحَمَامَةُ، يَعُوْدُ الْمُسَافِرُ، اَنْزِلُ مِنَ الْفَرَسِ اور حالت نصبی فتحہ ظاہری سے ہوتی ہے۔ جیسے لَنْ تَطِيْرَ الْحَمَامَةُ، لَنْ يَعُوْدَ الْمُسَافِرُ، لَنْ اَنْزِلَ مِنَ الْفَرَسِ اور حالت جزمی سکون کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے لَمْ تَطِرْ، لَمْ يَعُدْ، لَمْ اَنْزِلْ

معتل الآخر

وہ فعل مضارع ہے، جس کے آخر میں حرف علت ہو۔ جیسے يَدْعُوْ، يَرْمِيْ، يَخْشٰى۔

اس کے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے ہوتی ہے۔ جیسے يَدْعُوْ، يَرْمِيْ،

یَخْشٰی اورانہی پانچ صیغوں کی حالت نصبی ناقص واوی اور یائی میں فتحہ ظاہری کے ساتھ اور ناقص الفی میں فتحہ تقدیری کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے لَنْ یَدْعُوَ، لَنْ یَرْمِیَ، لَنْ یَخْشٰی اورانہی پانچ صیغوں کی حالت جزمی حرف علت کے حذف کے ساتھ ہوتی ہے۔ جیسے لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ

نوٹ: مضارع کے وہ سات صیغے، جن کے آخر میں الف تثنیہ، واو جمع اور یاء مخاطبہ متصل ہوتو اس کی حالت رفعی نون اعرابی کے ثبوت کے ساتھ اور حالت نصبی اور جزمی نون اعرابی کے حذف کے ساتھ آتی ہے، خواہ مضارع صحیح الآخر ہو یا معتل الآخر ہو جیسے:

حالت رفعی: یَخْرُجَانِ، یَخْرُجُوْنَ، تَخْرُجِیْنَ، یَدْعُوَانِ، یَدْعُوْنَ، تَدْعِیْنَ، یَخْشَیَانِ، یَخْشَوْنَ، تَخْشَیْنَ

حالت نصبی: لَنْ یَخْرُجَا، لَنْ یَدْعُوَا، لَنْ یَخْرُجُوْا، لَنْ تَخْرُجِیْ، لَنْ تَدْعِیْ

معرب ہونے کی وجہ

فعل مضارع میں اصل تو یہ تھا کہ مبنی ہوتا کیونکہ افعال میں اصل بناء ہے۔ جیسا کہ اسماء میں اصل اعراب ہے۔ مگر مضارع کا لغوی معنیٰ مشابہ ہونا ہے اور یہ اسم فاعل (جو معرب ہوتا ہے) کے لفظاً ومعنیً مشابہ ہے لہٰذا یہ بھی معرب ہوتا ہے۔ لفظی مشابہت تو یہ ہے کہ یہ دونوں حروف کی تعداد میں مساوی ہیں اور حرکات وسکنات میں ایک دوسرے کے موافق ہیں اور معنوی مشابہت یہ ہے کہ جیسے اسم فاعل زمانۂ حال اور مستقبل میں کسی کام کے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے اسی طرح فعل مضارع بھی زمانۂ حال اور مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے یَجْلِسُ (وہ بیٹھتا ہے یا بیٹھے گا) اور جَالِسٌ بھی زمانہ حال اور مستقبل کے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے اور یَجْلِسُ بروزن جَالِسٌ ہے گویا دونوں میں تعداد حروف اور حرکات وسکنات میں بھی موافقت ہے چنانچہ اس لفظی اور معنوی مشابہت کی وجہ سے یہ بھی معرب ہوتا ہے۔

سبق: ۴۸

فعل مضارع کی اعرابی حالتیں

فعل مضارع کی اعرابی حالتیں تین ہیں: ۱-رفعی ۲-نصبی ۳-جزمی

حالت رفعی

فعل مضارع کے پانچ صیغے مرفوع ہوتے ہیں۔ جیسے اَذْهَبُ، نَذْهَبُ، تَذْهَبُ، يَذْهَبُ سات صیغوں کے آخر میں رفع کے عوض نون اعرابی ہوتا ہے۔ جیسے يَذْهَبُوْنَ، يَذْهَبَانِ، تَذْهَبِيْنَ تَذْهَبَانِ۔ دو صیغے مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے يَذْهَبْنَ، تَذْهَبْنَ

حالت نصبی

جب فعل مضارع سے پہلے حروف نواصب میں سے کوئی ایک حرف آ جائے تو یہ منصوب ہوتا ہے۔ حروف نواصب چار ہیں: لَنْ، كَيْ، اِذَنْ، اَنْ

یہ حروف فعل مضارع میں دو قسم کا عمل کرتے ہیں: ۱-لفظی ۲-معنوی

لفظی عمل: یہ حروف پانچ مرفوع صیغوں کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے لَنْ يَذْهَبَ، لَنْ تَذْهَبَ، لَنْ اَذْهَبَ، لَنْ نَذْهَبَ

نون اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَنْ يَذْهَبَا، لَنْ يَذْهَبُوْا، لَنْ تَذْهَبِيْ

حرف علت اور نون ضمیری ان کے آنے سے نہیں گرتے۔ جیسے لَنْ يَدْعُوَ، لَنْ يَذْهَبْنَ

معنوی عمل: لَنْ: یہ فعل مضارع کو مستقبل منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور اس میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ جیسے لَنْ نَبْرَحَ (ہم ہرگز نہیں چھوڑیں گے)، اسے نفی تاکید بلَنْ کہتے ہیں۔

كَيْ: یہ مضارع کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور اس سے پہلے لام تعلیل لفظاً یا تقدیراً ہوتا ہے۔ جیسے لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ[1] (تاکہ مومنوں پر کوئی گناہ نہ

---

[1] الاحزاب: ۳۷

ہو) جِئْتُ کَیْ تُکْرِمَنِیْ اصل میں لِکَیْ تُکْرِمَنِیْ تھا، تخفیفاً لام حذف کر دیا گیا۔

اِذَنْ: یہ جواب اور جزا کے لئے مضارع مستقبل پر آتا ہے یعنی اس کا مابعد ماقبل کے متعلق کسی سوال کا جواب ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ ابتدائے کلام میں فعل مضارع کے ساتھ متصل ہوتا ہے۔ جیسے اِذَنْ تَنْجَحَ (تب تو کامیاب ہوگا)

اَنْ: یہ حرف مصدری ہے، مضارع کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسے یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ[1] (اللہ تعالیٰ تم سے بوجھ ہلکا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے) اسے مصدر مؤول کہتے ہیں۔

اَن فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، خواہ مضارع سے پہلے عبارت میں مذکور ہو یا مذکور نہ ہو، اگر عبارت میں مذکور ہو تو اسے اَن ملفوظہ کہتے ہیں۔ جیسے یَسُرُّنِیْ اَنْ تَزُوْرَنِیْ (تیرا میری ملاقات کرنا مجھے خوش کرتا ہے)، اگر عبارت میں مذکور نہ ہو تو اسے فرض کر لیا جائے، اسے اَنْ مقدّرہ کہتے ہیں۔ جیسے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ[2]، اس مثال میں لِ کے بعد اَنْ مقدرہ ہے۔

اَنْ مقدرہ کے احکام

چھ ایسے حروف ہیں، جن کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

۱۔ لام تعلیل	۲۔ لام جحود	۳۔ حتّٰی
۴۔ او بمعنیٰ الٰی یا اِلّا	۵۔ فاء سببیہ	۶۔ واو معیّت

تفصیل حسب ذیل ہے:

لام تعلیل: یہ لام اپنے ماقبل کا سبب بیان کرتا ہے، اسے لام کَیْ بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد اَنْ کو مقدر کرنا جائز ہے۔ جیسے جَلَسْتُ لِاَسْتَرِیْحَ (میں بیٹھا تاکہ آرام حاصل کروں) اصل میں لِاَنْ اَسْتَرِیْحَ ہے۔

لام جحود: یہ لام انکار کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد اَنْ کو مقدر کرنا واجب

---

[1] النساء:۲۸ [2] الانفال:۳۳

ہے اور اس سے پہلے کَانَ منفی یا اس کے مشتقات کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے ما کان الصَّدِیقُ لِیَخُوْنَ صَدِیْقَهٗ (نہیں ہے دوست کہ اپنے دوست سے خیانت کرے)۔

اَوْ: وہ، جو اِلٰی یا اِلَّا کے معنیٰ میں ہو اس کے بعد بھی اَنْ کا مقدر کرنا واجب ہے۔ جیسے اِسْتَمِعْ نُصْحَ الطَّبِیْبِ اَوْ یَتِمَّ شِفَاؤُکَ (تو طبیب کی نصیحت سن یہاں تک کہ تیری شفا مکمل ہو جائے)، یُعَاقَبُ الْمُجْرِمُ اَوْ یَعْتَذِرَ (مجرم کو سزا دی جائے گی مگر یہ کہ وہ معذرت کرلے)۔ پہلی مثال میں اَوْ، اِلٰی کے معنیٰ میں اور دوسری میں اِلَّا کے معنیٰ میں ہے۔

حتیٰ: اس کے بعد اس وقت اَنْ مقدر ہوتا ہے جب یہ "تاکہ" یا "یہاں تک" کے معنیٰ میں ہو، اس کے بعد بھی اَنْ مقدر کرنا واجب ہے۔ جیسے اَلْزَمُ الْفِرَاشَ حَتّٰی یَتِمَّ شِفَائِیْ (میں بستر کو لازم پکڑوں گا یہاں تک کہ میری شفاء مکمل ہو جائے)

فاء سببیہ: اس کے بعد ان کا مقدر کرنا واجب ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہو اور اس سے پہلے امر، نہی، استفہام، تمنی، عرض، نفی، ترجی اور تحضیض میں سے کوئی ایک آجائے جیسا کہ درج ذیل مثالوں سے واضح ہے:

۱۔امر: زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ
۲۔نہی: لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبِیْ[۱]
۳۔استفہام: اَیْنَ مَدْرَسَتُکَ فَاَذْهَبَ اِلَیْهَا
۴۔تمنی: یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
۵۔عرض: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا
۶۔نفی: لَمْ یَجْتَهِدْ فَیَفُوْزَ
۷۔ترجی: لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۶ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ[۲]
۸۔تحضیض: لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ[۳]

واو معیت: ایسی واوٗ، جو ماقبل اور مابعد کو ایک زمانہ میں جمع کرتی ہے، اس کے بعد بھی

---

۱ طٰہٰ:۸۱ ۲ الغافر:۳۶ ۳ المنافقون:۱۰

اَن کا مضمر کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی اور عرض کے بعد واقع ہو۔ جیسے لَمْ يَفْعَلِ الْخَيْرَ وَيَنْدَمَ، لَا تَأْمُرْ بِالصِّدْقِ وَ تَكْذِبَ وغیرہ

نوٹ: جو اَنْ، عَلِمَ اور اس کے مشتقات کے بعد آئے وہ نصب نہیں دیتا کیونکہ وہ اَنَّ مشددہ سے مخففہ ہوتا ہے۔ جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى اور جو اَنْ، ظَنَّ کے بعد واقع ہو اس کی دو حالتیں ہیں، اگر اَنَّ مشددہ سے مخففہ ہو تو نصب نہیں دیتا۔ جیسے ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ اور اگر مصدریہ ہو تو نصب دیتا ہے۔ جیسے ظَنَنْتُ اَنْ تَفُوْزَ

مصدر مؤول کا اعراب میں محل

اَنْ مصدریہ، مضارع کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور اسے مصدر مؤول کہتے ہیں اور یہ ترکیب کلام میں فاعل، نائب الفاعل، مبتدا، خبر، مفعول بہ اور مجرور بحرف جر واقع ہوتا ہے جیسے:

<u>فاعل کی مثال:</u> يَسُرُّنِيْ اَنْ تَصَدَّقَ، اَنْ تَصَدَّقَ مصدر مؤول يَسُرُّ کا فاعل ہے۔

<u>نائب الفاعل کی مثال:</u> يُخَافُ اَنْ يَنْقُصَ الثَّوَابُ، ان ينقص الثواب نائب الفاعل ہے۔

<u>مبتدا کی مثال:</u> اَنْ تَفْعَلَ الْوَاجِبَ خَيْرٌ لَكَ، ان تفعل الواجب مبتدا ہے۔

<u>خبر کی مثال:</u> اَلْمُرُوْءَةُ اَنْ تَحْتَرِمَ نَفْسَكَ، ان تحترم نفسک مبتدا کی خبر ہے۔

<u>مفعول بہ کی مثال:</u> طَلَبَ التِّلْمِيْذُ اَنْ يَنْجَحَ ، ان ينجح، طلب کا مفعول بہ ہے۔

<u>مجرور بحرف جر کی مثال:</u> رَغِبْتُ فِيْ اَنْ اُسَافِرَ، ان اُسافِرَ، فی کا مجرور ہے۔

سوالات

۱- مضارع کے معرب ہونے کی کیا وجہ ہے؟

۲- مضارع معتل الآخر کی حالت رفعی، نصبی اور جزمی کیسے ہوتی ہے؟

۳- حروف نواصب کتنے ہیں اور کس کس حرف کے بعد اَنْ کو مقدر کرنا جائز یا واجب ہے؟

۴- مصدر مؤول اور اس کا اعراب بتائیں۔

۵- درج ذیل قرآن پاک کی آیات طیبات میں معرب اور مبنی افعال پہچانیں اور ان کے معرب اور مبنی ہونے کی وجہ بتائیں:

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّيْ ۫ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ [1]

---

[1] مریم: ۴۱-۴۸

سبق:۴۹

مضارع کی حالت جزمی

فعل مضارع سے پہلے کبھی ایسے کلمات بھی آتے ہیں جو اسے جزم دیتے ہیں انہیں کلمات جازمہ کہتے ہیں۔ جب یہ مضارع سے پہلے آجائیں تو اس میں دو طرح کا عمل کیا کرتے ہیں: ایک لفظی اور دوسرا معنوی۔

یہ کلمات جازمہ مضارع کے پانچ مرفوع صیغوں کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ یَذْهَبْ، لَمْ تَذْهَبْ، لَمْ اَذْهَبْ، لَمْ نَذْهَبْ اگر ان پانچ صیغوں کے آخر میں کوئی حرف علت آجائے تو اسے گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ اصل میں یَدْعُوْ، یَرْمِیْ اور یَخْشٰی تھے۔

نون اعرابی گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ یَذْهَبَا، لَمْ یَذْهَبُوْا، لَمْ تَذْهَبِیْ
نون ضمیری میں کچھ عمل نہیں کرتے۔ جیسے لَمْ یَذْهَبْنَ، لَمْ تَذْهَبْنَ

اقسام

کلمات جازمہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔ ۲- جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔

کلمات جازمہ جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں:

یہ پانچ ہیں: لم، لمّا، لامِ امر، لانہی، ادواتِ طلب

لَمْ: یہ حرف فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یَلِدْ (اس نے کسی کو نہیں جنا) وَلَمْ یُوْلَدْ (اسے نہیں جنا گیا) اسے نفی جحد بلَمْ کہتے ہیں۔

لَمَّا: یہ بھی لَمْ کی طرح مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے لیکن اس کی نفی گفتگو کے زمانہ تک تمام زمانۂ ماضی کو شامل ہوتی ہے۔ جیسے لَمَّا یَذْهَبْ (وہ ابھی تک نہیں گیا)

لامِ امر: یہ مضارع میں طلب کے معنیٰ پیدا کرتا ہے اور اسے امر کے معنیٰ میں کر دیتا

ہے۔ جیسے لِيَذْهَبْ (چاہئے کہ وہ جائے)

یہ مکسور ہوتا ہے، اگر اس سے پہلے و، ف یا ثمّ آجائے تو یہ ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا[1] (چاہئے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور چاہئے کہ وہ زیادہ روئیں)

لاء نهي: مضارع کو نہی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور زمانہ مستقبل میں کام کرنے سے روکنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا) لَا تَلْعَبْ وَقْتَ الْمُذَاكَرَةِ

ادوات طلب: اس سے مراد امر، نہی اور استفہام ہیں۔ جب فعل مضارع مذکورہ ادوات میں سے کسی کے جواب میں آجائے اور اس سے پہلے "ف" نہ ہو تو مجزوم ہوتا ہے۔ جیسے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ[2]، نہی کی مثال: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ، استفہام کی مثال: هَلْ تَأْتِيْنِيْ اُحَدِّثْكُمْ

مذکورہ بالا مثالوں میں اَتْلُ، تَدْخُلْ، اُحَدِّثْكُمْ امر، نہی اور استفہام کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔

جو دو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں:

وہ ادوات جازمہ، جو دو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں، بارہ ہیں:

۱۔ اِنْ ۲۔ اِذْمَا ۳۔ اَيْنَ ۴۔ مَنْ ۵۔ مَا ۶۔ اَيٌّ

۷۔ مَهْمَا ۸۔ مَتٰى ۹۔ اَيَّانَ ۱۰۔ حَيْثُمَا ۱۱۔ اَنّٰى ۱۲۔ كَيْفَمَا

ان میں شرط کا معنیٰ پایا جاتا ہے، یہ فعل مضارع کے دو صیغوں پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کے آخر کو جزم دیتے ہیں۔ پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ اِنْ اور اِذْمَا دونوں حرف ہیں، باقی تمام اسماء ہیں۔ ان کی تفصیل اسمائے مبنیہ میں گزر چکی ہے۔

۱۔ اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ (اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے گا)

---

[1] التوبہ:۸۲ [2] الانعام:۱۵۱

سبق: ۴۹

مضارع کی حالت جزمی

فعل مضارع سے پہلے کبھی ایسے کلمات بھی آتے ہیں جو اسے جزم دیتے ہیں انہیں کلمات جازمہ کہتے ہیں۔ جب یہ مضارع سے پہلے آجائیں تو اس میں دو طرح کا عمل کیا کرتے ہیں: ایک لفظی اور دوسرا معنوی۔

یہ کلمات جازمہ مضارع کے پانچ مرفوع صیغوں کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَذْهَبْ، لَمْ تَذْهَبْ، لَمْ اَذْهَبْ، لَمْ نَذْهَبْ اگر ان پانچ صیغوں کے آخر میں کوئی حرف علت آجائے تو اسے گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَخْشَ اصل میں يَدْعُوْ، يَرْمِيْ اور يَخْشٰى تھے۔

نون اعرابی گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَذْهَبَا، لَمْ يَذْهَبُوْا، لَمْ تَذْهَبِيْ

نون ضمیری میں کچھ عمل نہیں کرتے۔ جیسے لَمْ يَذْهَبْنَ، لَمْ تَذْهَبْنَ

اقسام

کلمات جازمہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔ ۲- جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔

کلمات جازمہ جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں:

یہ پانچ ہیں: لم، لمّا، لامِ امر، لانہی، ادواتِ طلب

لَمْ: یہ حرف فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ يَلِدْ (اس نے کسی کو نہیں جنا) وَلَمْ يُوْلَدْ (اسے نہیں جنا گیا) اسے نفی جحد بلم کہتے ہیں۔

لَمَّا: یہ بھی لَمْ کی طرح مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے لیکن اس کی نفی گفتگو کے زمانہ تک تمام زمانۂ ماضی کو شامل ہوتی ہے۔ جیسے لَمَّا يَذْهَبْ (وہ ابھی تک نہیں گیا)

لام امر: یہ مضارع میں طلب کے معنیٰ پیدا کرتا ہے اور اسے امر کے معنیٰ میں کر دیتا

ہے۔جیسے لِیَذْهَبْ (چاہیے کہ وہ جائے)

یہ مکسور ہوتا ہے، اگر اس سے پہلے و، ف یا ثمّ آ جائے تو یہ ساکن ہو جاتا ہے۔ جیسے فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا[1] (چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور چاہیے کہ وہ زیادہ روئیں)

لاءِ نھی: مضارع کو نہی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور زمانہ مستقبل میں کام کرنے سے روکنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا) لَا تَلْعَبْ وَقْتَ الْمُذَاکَرَةِ

ادوات طلب: اس سے مراد امر، نہی اور استفہام ہیں۔ جب فعل مضارع مذکورہ ادوات میں سے کسی کے جواب میں آ جائے اور اس سے پہلے "ف" نہ ہو تو مجزوم ہوتا ہے۔ جیسے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ[2]، نہی کی مثال: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ، استفہام کی مثال: هَلْ تَأْتِیْنِیْ اُحَدِّثْکُمْ

مذکورہ بالا مثالوں میں اَتْلُ، تَدْخُلْ، اُحَدِّثْکُمْ امر، نہی اور استفہام کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔

جو دو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں:

وہ ادوات جازمہ، جو دو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں، بارہ ہیں:

۱۔ اِنْ ۲۔ اِذْمَا ۳۔ اَیْنَ ۴۔ مَنْ ۵۔ مَا ۶۔ اَیٌّ
۷۔ مَهْمَا ۸۔ مَتٰی ۹۔ اَیَّانَ ۱۰۔ حَیْثُمَا ۱۱۔ اَنّٰی ۱۲۔ کَیْفَمَا

ان میں شرط کا معنیٰ پایا جاتا ہے، یہ فعل مضارع کے دو صیغوں پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کے آخر کو جزم دیتے ہیں۔ پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ اِنْ اور اِذْمَا دونوں حرف ہیں، باقی تمام اسماء ہیں۔ ان کی تفصیل اسمائے مبنیہ میں گزر چکی ہے۔

۱۔ اِنْ یَّشَأْ یُذْهِبْکُمْ (اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے گا)

---

[1] التوبہ:۸۲ [2] الانعام:۱۵۱

۲- اِذْمَا تَفْعَلْ شَرًّا تَنْدَمْ (اگر تو برائی کرے گا تو شرمندہ ہوگا)

۳- مَهْمَا تُنْفِقْ فِي الْخَيْرِ يُخْلِفْهُ اللّٰهُ (جو تو نیکی میں خرچ کرے گا اللہ اس کے قائم مقام دے گا)

۴- اَيْنَ تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جہاں تو جائے گا میں جاؤں گا)، اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ [1]

۵- مَنْ يُفْرِطْ فِي الْاَكْلِ يَتَّخَمْ (جو کھانے میں زیادتی کرے گا اس کا معدہ خراب ہوگا)

۶- مَا تُتْلِفْ تَدْفَعْ ثَمَنَهٗ (جو تو ضائع کرے گا اس کی قیمت دے گا)

۷- اَيَّ بُسْتَانٍ تَدْخُلْ تَفْرَحْ (جس باغ میں تو داخل ہوگا خوش ہوگا)

۸- مَتٰى تُسَافِرْ اُسَافِرْ ۹- اَيَّانَ تَذْهَبْ اَذْهَبْ

۱۰- حَيْثُمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ ۱۱- اَنّٰى تَجْتَهِدْ تَفُزْ

۱۲- كَيْفَمَا تَكُنْ اَكُنْ

---

[1] النساء:۷۸

سبق: ۵۰

شرط اور جزا کے احکام

۱- جب شرط اور جزا دونوں ماضی ہوں، تو ان کی جزم تقدیری ہوگی کیونکہ فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ جیسے مَنْ اَحْسَنَ اِلَیَّ اَحْسَنْتُ اِلَیْهِ (جو میرے ساتھ احسان کرے گا میں بھی اس کے ساتھ احسان کروں گا)

۲- جب شرط اور جزا دونوں مضارع ہوں تو ان کے آخر کو جزم دینا واجب ہے۔ جیسے مَنْ یَکْثُرْ کَلَامُهٗ یَکْثُرْ مَلَامُهٗ (جس کی کلام زیادہ ہوگی اس کی ملامت زیادہ ہوگی)

۳- اگر شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو شرط کو جزم دینا واجب ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ تُکْرِمْنِیْ اَکْرَمْتُکَ (اگر تو میری عزت کرے گا تو میں تیری عزت کروں گا)

۴- اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو مضارع کو رفع اور جزم دونوں جائز ہیں۔ جیسے اِنْ جِئْتَنِیْ اُکْرِمُکَ یا اُکْرِمْکَ

۵- اگر فعل شرط پر و یا ف کے ساتھ دوسرا فعل مضارع معطوف ہو تو اس پر نصب اور جزم دونوں جائز ہیں۔ جیسے اِنْ تَحْلِفْ وَ تَکْذِبَ تَأْثَمْ (اگر تو قسم اٹھائے گا اور جھوٹ بولے گا تو گنہگار ہوگا)، مَنْ یَّعْمَلْ فَیُتْقِنَ یَرْبَحْ (جو عمل کرے گا پس اسے پختہ کرے گا، نفع پائے گا)

ان مثالوں میں تکذب اور یتقن فعل شرط پر معطوف ہیں ان کو نصب اس لئے جائز ہے کہ واو معیت اور ف سببیہ کے بعد ہیں، جن کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور جزم اس وجہ سے کہ ان کا فعل شرط پر (جو مجزوم ہے) عطف ہے۔

۶- اگر جواب شرط پر و یا ف کے ساتھ دوسرے فعل مضارع کا عطف ہو تو اسے نصب، جزم اور رفع تینوں اعراب دینے جائز ہیں۔ جیسے مَنْ یَاکُلْ کَثِیْرًا یَمْرَضْ وَ یَتْخَمْ (جو زیادہ کھائے گا مریض ہوگا اور اس کا معدہ خراب ہوگا)

مَنْ یُبَکِّرْ اِلٰی عَمَلِهٖ یَغْنَ فَیَسْعَدُ، فَیَسْعَدُ، فَیَسْعَدَ (جو اپنے کام کی طرف پہل کرے گا وہ غنی ہوگا پس وہ سعادت مند ہوگا)

نصب اور جزم کی وجہ اوپر مذکور ہوئی اور رفع دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ مستأنفہ ہے اور تمام عوامل سے خالی ہے۔

جواب شرط پر ف کا حکم

جب جواب شرط، شرط نہ بن سکے تو اس پر ف کا لانا واجب ہے، جواب شرط جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ اور اس کا فعل طلبی ہو یا جامد یا منفی بلَنْ یا بمَا ہو یا اس سے پہلے قد، سین یا سوف ہو تو ف کا لگانا واجب ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جب جواب شرط جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے مَنْ سَعٰی فِی الْخَیْرِ فَسَعْیُهٗ مَشْکُوْرٌ

۲- جب جواب شرط فعل طلبی یعنی امر یا نہی وغیرہ ہو۔ جیسے اِنْ تَعْمَلْ عَمَلًا فَلَا تَعْمَلْ شَرًّا، اِنْ جَاءَکَ اَحَدٌ فَاَکْرِمْهُ

۳- جواب شرط فعل جامد ہو۔ جیسے مَنْ اَفْشٰی سِرَّ الصَّدِیْقِ فَلَیْسَ بِاَمِیْنٍ

۴- فعل مضارع سے پہلے حرف نفی لَنْ یا مَا آجائے۔ جیسے اِنْ تَکْسَلْ فَلَنْ تَنْجَحَ، اِنْ تَجْتَهِدْ فَمَا اُقَصِّرُ فِیْ مُکَافَأتِکَ

۵- جواب شرط سے پہلے قد، سین یا سوف آجائے۔ جیسے اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ[1]، مَنْ یَّجْتَهِدْ فَسَیَنْجَحُ، مَنْ ظَلَمَ النَّاسَ فَسَوْفَ یَنْدَمُ

۶- جب فعل ماضی بغیر قَدْ کے جواب شرط بنے تو اس پر ف کا لانا جائز نہیں۔ جیسے اِنْ جِئْتَنِیْ اَکْرَمْتُکَ

۷- جب جواب شرط فعل مضارع مثبت ہو یا منفی بلا ہو تو اس پر ف کا لانا یا نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ[2]، مَنْ ضَیَّعَ وَقْتًا فَلَا یَنْجَحُ

---

[1] یوسف: ۷۷ [2] المائدہ: ۹۵

۸- اگر جوابِ شرط مضارع بِلَمْ ہو تو ف لگانا جائز نہیں۔ جیسے مَنْ يَكْسَلْ لَمْ يَنْجَحْ

شرط اور جزا کا حذف

جب قرینہ پایا جائے تو شرط یا جزا کو حذف کر دیا جاتا ہے اور حذف کی یہ صورتیں ہیں:

شرط کا حذف: جب اِنْ شرطیہ کا لَا نافیہ میں ادغام کر دیا جائے تو اس کے بعد فعل شرط کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے تَجَنَّبِ الْخِصَامَ وَاِلَّا يَنَلْكَ شَرُّهُ (تو جھگڑے سے بچ ورنہ اس کا شر تجھے پالے گا) یہ اصل میں اِنْ لَّا تَتَجَنَّبْ يَنَلْكَ شَرُّهُ ہے، وَاِلَّا کے بعد وہی فعل شرط حذف سمجھا جاتا ہے جس پر وَاِلَّا کا ماقبل دلالت کرتا ہے۔

جزا کا حذف: درج ذیل صورتوں میں جزا کا حذف کرنا واجب ہے:

۱- جب فعل شرط ماضی ہو اور اس سے پہلے ایسا جملہ آجائے جس کو جواب شرط بنانا ممکن ہو۔ جیسے سَتَنْدَمُ اِنْ ظَلَمْتَ اس مثال میں اِنْ ظَلَمْتَ کے بعد فَسَتَنْدَمُ جزا محذوف ہے۔

۲- جب فعل شرط ایسے جملہ کے درمیان واقع ہو، جو جزا بن سکتا ہو تو جزا وجوباً حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے اَنْتَ اِنْ قُلْتَ الْحَقَّ شُجَاعٌ اس مثال میں اِنْ قُلْتَ الْحَقَّ شرط ہے جو مبتدا اور خبر کے درمیان آئی ہے لہٰذا اس کی جزا فَاَنْتَ شُجَاعٌ محذوف ہے۔

سوالات

۱۔ وہ ادوات جازمہ بتائیں جو ایک فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

۲۔ ادوات طلب سے کیا مراد ہے، ان کے بعد مضارع کو جزم دینے کی کیا وجہ ہے؟

۳۔ لام امر، لام تعلیل اور لام جحود میں کیا فرق ہے؟

۴۔ جواب شرط پر ف کب اور کیوں آتی ہے؟

۵۔ آنے والے جملوں میں شرط اور جزا کو پہچانیں اور جزا پر ف کے داخل ہونے کا سبب بتائیں:

۱۔ إِنْ يَّرُوْمُوْا مَرَامًا فَثِقْ بِأَنَّهُمْ أُوْلُوْ عَزْمٍ وَ هِمَّةٍ

۲۔ وَإِنْ نَهَضُوْا الْيَوْمَ فَقَدْ كَانُوْا أَوَّلَ النَّاهِضِيْنَ

۳۔ وَإِنْ سَابَقُوْا فِي الصِّنَاعَاتِ فَلَنْ تَبْعُدَ عَنْهُمْ غَايَةٌ

۴۔ فَإِنْ نَافَسُوْا غَيْرَهُمْ مِنَ الْأُمَمِ فِيْ عِلْمٍ فَمَا تُقَصِّرُ عَنْ ذٰلِكَ فِطَنُهُمْ

۵۔ إِنْ ظَلَمْتَ فَسَوْفَ تُحَاسَبُ

۶۔ درج ذیل جملوں میں مضارع کی اعرابی حالتیں بتائیں اور ترکیب کریں:

۱۔ أَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

۲۔ لَمْ يَشْتَغِلِ الْعَامِلَانِ حَتّٰى يَسْتَرِيْحَا

۳۔ لَمْ نَرَ لُصُوْصاً وَ هُمْ يَسْتَرِقُوْنَ

۴۔ لَمْ يَسْقِ الْفَلَّاحُوْنَ وَلَمْ يَحْرُثُوْهُ

۵۔ أَنْتِ يَا فَاطِمَةُ تَكْتُبِيْنَ

۷۔ جب فعل مضارع جزاء پر دوسرا فعل مضارع معطوف ہو تو اس میں اعراب کی کتنی وجہیں جائز ہیں؟

سبق:۵۱

افعال مدح وذم کا بیان

تعریف

وہ افعال، جو کسی کی تعریف یا مذمت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، پانچ ہیں:
نِعْمَ، حَبَّذَا، بِئْسَ، سَاءَ، لَا حَبَّذَا ان کو افعال مدح وذم کہتے ہیں۔ پہلے دو فعل مدح اور تعریف کے لئے آتے ہیں اور باقی تینوں ہجو اور مذمت کے لئے آتے ہیں، جس کی تعریف یا مذمت بیان کی جاتی ہے، اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ جیسے نِعْمَ الْقَائِدُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ (اچھا قائد خالد بن ولید ہے) بِئْسَ الْجَلِيْسُ النَّمَّامُ (چغلخور برا ہمنشین ہے) ان مثالوں میں خالد بن الولید مخصوص بالمدح اور اَلنَّمَّامُ مخصوص بالذم ہے۔

مذکورہ افعال میں سے نِعْمَ، بِئْسَ، سَاءَ کے فاعل کی چار حالتیں ہیں:

۱۔معرف باللام ۲۔معرف باللام کی طرف مضاف ۳۔ مَا بمعنیٰ شیئ ۴۔ضمیر پوشیدہ

معرف باللام: جیسے نِعْمَ الْقَائِدُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، بِئْسَ الْجَلِيْسُ النَّمَّامُ

معرف باللام کی طرف مضاف: جیسے نِعْمَ جَلِيْسُ الْمَرْءِ الْكِتَابُ ، بِئْسَ رَفِيْقُ الرَّجُلِ الْكَذَّابُ

مَا بمعنیٰ شیئ: موصوف اپنی مابعد صفت سے مل کر فاعل بنتا ہے۔ جیسے نِعْمَ مَا تُنْفِقُهُ فِي الْخَيْرِ الْمَالُ الْحَلَالُ، بِئْسَ مَا تَتَّصِفُ بِهِ الْكَسَلُ (سستی بہت بری چیز ہے جس کے ساتھ تو متصف ہے) ان مثالوں میں مَا شیئ کے معنیٰ میں موصوف اور تنفقه فی الخیر اور تتصف به صفت ہیں، موصوف صفت مل کر فاعل اور المالُ الحلال اور الکسل مخصوص بالمدح والذم ہیں۔

ضمیر پوشیدہ: ان افعال میں ایک پوشیدہ ضمیر ہوتی ہے جو ممیّز ہوتی ہے اور ایک اسم نکرہ اس کی تمیز ہوتا ہے، جو منصوب ہوتا ہے۔ جیسے نِعْمَ وَطَنًا الْبَاكِسْتَانُ (پاکستان

بہترین وطن ہے)، بِئْسَ رَفِيْقَانِ الْجَاهِلُ (جاہل برا دوست ہے) نِعْمَ اور بِئْسَ میں هُوَ ضمیر فاعل ممیّز ہے؛ وطنا اور رفیقا تمیز ہیں۔

نوٹ: یہی حال سَاءَ کا ہے۔

نِعْمَ اور بِئْسَ فعل جامد ہیں، اصل میں نَعِمَ اور بَئِسَ تھے، تخفیفا کسرہ کو حذف کردیا گیا ہے۔

حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا : حَبَّذَا فعل مدح اور لَا حَبَّذَا فعل ذم ہے، ذَا اسم اشارہ، ان کا فاعل ہے اور ان کے بعد بھی ایک اسم مرفوع ہوتا ہے جس کی تعریف یا مذمت مقصود ہوتی ہے۔ جیسے حَبَّذَا جَوُّ بَاكُسْتَانَ، لَا حَبَّذَا النَّمَّامُ

نوٹ: جب قرینہ پایا جائے تو مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے نِعْمَ الْعَبْدُ اصل میں نِعْمَ الْعَبْدُ اَيُّوْبُ ہے، مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں فاعل کے مطابق ہوں۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ المجتهد، نِعْمَ الرَّجُلَانِ المجتهدانِ وغیرہ، البتہ حَبَّذَا اور لَا حَبَّذَا کا فاعل ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور ان کے مخصوص کا فاعل کے مطابق ہونا شرط نہیں۔

ترکیب

افعال مدح وذم کی ترکیب کئی طرح سے ہوسکتی ہے:

۱۔ مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم مبتدا محذوف کی خبر ہوتے ہیں جو ایک ضمیر مرفوع منفصل ہوتی ہے۔ جیسے نِعْمَ الْقَائِدُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اصل میں هُوَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ ہے، فعل اور فاعل الگ جملہ ہوتا ہے۔

۲۔ مخصوص بالمدح یا بالذم مبتدا مؤخر اور ماقبل جملہ خبر ہوتا ہے۔

۳۔ کبھی مخصوص بالمدح یا بالذم فعل سے مقدم آجاتا ہے اور اس وقت وہ مبتدا ہی بنتا ہے اور مابعد جملہ خبر ہوتا ہے جیسے اَلْبَاكِسْتَانُ نِعْمَ وَطَنًا۔

سوالات

۱- نِعْمَ کے فاعل کی کتنی صورتیں ہیں؟

۲- مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم سے کیا مراد ہے؟

۳- درج ذیل فقرات میں سے فاعل، مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم الگ الگ کریں:

۱- نِعْمَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ

۲- كَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَقِيْقَ الْقَلْبِ فَنِعْمَ الْخَلِيْفَةُ

۳- نِعْمَ مَا تَجْتَهِدُ لَهُ الْعِلْمُ ۴- لَا حَبَّذَا يَوْمٌ لَا تَعْمَلُ فِيْهِ خَيْرًا

۵- اَلْإِسْرَافُ بِئْسَ مَا يَتَّصِفُ بِهِ الْمَرْءُ

۶- نِعْمَ مَسْلَاةً كُتُبُ الْاَدَبِ (تسلی کے لئے ادب کی کتابیں اچھی ہیں)

۷- سَاءَ رَجُلًا مَنْ يَعْتَمِدُ عَلٰى سِوَاهُ

۴- اس حکایت کا ترجمہ اور ترکیب کریں:

أَرَادَتْ زَوْجَةُ رَجُلٍ بَخِيْلٍ السَّمَكَ وَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ زَوْجَهَا فَقَالَ الرَّجُلُ لَهَا: بِئْسَ الْغِذَاءُ السَّمَكُ فَإِنَّ سِيْنَهُ سَمٌّ وَ مِيْمَهُ مَرَضٌ وَ كَافَهُ كُرْبَةٌ فَرَهَنَتْ شَنْفَهَا وَ هُوَ لَا يَشْعُرُ وَاشْتَرَتْ بِالشَّيْئِ مِنْهُ وَ بَيْنَمَا هِيَ جَالِسَةٌ عَلَى الْمَائِدَةِ اِذْ اَقْبَلَ زَوْجُهَا فَلَمَّا رَاٰهَا اٰكِلَةً قَالَ لَهَا: مَاتَاْكُلِيْنَ يَا حَبِيْبَتِيْ فَقَالَتْ: سَمَكٌ اَرْسَلَتْهُ اِلَيَّ جَارَتِيْ فُلَانَةُ فَقَالَ لَهَا: هَلُمِّيْ بِشَيْئٍ مِنْهُ اِلَيَّ فَاِنَّهُ نِعْمَ الْغِذَاءُ السَّمَكُ وَ حَبَّذَا السَّمَكُ مِنْ غِذَاءٍ لِاَنَّ سِيْنَهُ سَمَنٌ وَ مِيْمَهُ مَيْمَنَةٌ وَ كَافَهُ كِفَايَةٌ فَقَالَتْ لَهُ: بِئْسَ مُعَرِّفُ السَّمَكِ اَنْتَ يَا رَجُلُ! اِذْ كُنْتَ تَذُمُّهُ اَمْسِ فَكَيْفَ تَمْدَحُ الْيَوْمَ فَقَالَ لَهَا نِعْمَ مُعَرِّفُ السَّمَكِ اَنَا لِاَنِّيْ صَيَّرْتُهُ نَوْعَيْنِ نَوْعٌ يُشْتَرٰى بِالدِّيْنَارِ وَ هُوَ نَوْعٌ قَبِيْحٌ وَ نَوْعٌ يُهْدِيْهِ الْجَارُ اِلَى الْجَارِ وَ هُوَ نَوْعٌ مَلِيْحٌ فَخَجِلَتْ زَوْجَتُهُ مِنْ خِطَابِهٖ وَ تَعَجَّبَتْ مِنْ سُرْعَةِ جَوَابِهٖ[1]

---

[1] کتاب النحو

سبق: ۵۲

افعال تعجب کا بیان

تعریف

تعجب کا لغوی معنیٰ ہے حیران ہونا اور اصطلاح میں افعال تعجب سے مراد وہ افعال ہیں، جو اظہار تعجب کے لئے آتے ہیں اور یہ دو صیغے ہیں: ۱-مَا اَفْعَلَهٗ ۲-اَفْعِلْ بِهٖ جس چیز پر تعجب ہو، اسے متعجب منہ کہتے ہیں۔ جیسے مَا اَحْسَنَ الصِّدْقَ (سچ کتنا اچھا ہے) اَحْسِنْ بِالصِّدْقِ (صدق کتنا اچھا ہے) ان مثالوں میں اَلصِّدْقَ متعجب منہ ہے۔ یہ دونوں فعل جامد ہیں اور ہمیشہ مفرد استعمال ہوتے ہیں۔

متعجب منہ کے احکام

۱- متعجب منہ مَا اَفْعَلَ کے بعد ہمیشہ منصوب اور اَفْعِلْ کے بعد ب زائدہ کے ساتھ مجرور ہوتا ہے۔

۲- یہ ہمیشہ معرفہ یا نکرۂ مخصوصہ ہوتا ہے۔ جیسے مَا اَعْدَلَ اَلْقَاضِیَ، مَااَسْعَدَ رَجُلًا یَخَافُ اللّٰهَ پہلی مثال میں القاضی معرفہ اور دوسری مثال میں رجلا، یخاف اللّٰه کی صفت سے نکرہ مخصوصہ ہے۔

۳- یہ فعل تعجب سے مقدم نہیں ہوتا۔

۴- فعل تعجب اور متعجب منہ کے درمیان کسی اجنبی چیز کا فاصلہ جائز نہیں۔

۵- جب قرینہ پایا جائے تو متعجب منہ کا حذف بھی جائز ہے۔ جیسے مَا كَانَ اَصْبَرَ اصل میں مَا كَانَ اَصْبَرَهَا ہے، اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ اصل میں اَبْصِرْ بِهِمْ ہے۔

۶- زمانہ ماضی میں تعجب کا اظہار کرنا ہو تو مَا اور اَفْعَلَ کے درمیان كَانَ اور مستقبل کے لئے يَكُوْنُ کا اضافہ کردیتے ہیں جیسے مَا كَانَ اَحْسَنَ الصِّدْقَ (سچ کتنا حسین تھا) مَا يَكُوْنُ اَطْيَبَ الرِّيْحَ (ہوا کتنی عمدہ ہوگی)

فعل تعجب بنانے کی شرائط

۱- جس فعل میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس سے فعل تعجب کے صیغے بغیر کسی واسطے کے مَا اَفْعَلَهُ اور اَفْعِلْ بِهٖ کے وزن پر بنائے جاسکتے ہیں۔

۲- وہ فعل ثلاثی ہو، تام ہو، متصرف ہو، مثبت اور معروف ہو، اس کا معنیٰ فرق کو قبول کرتا ہو، اس سے صفت مشبہ کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر نہ آتا ہو۔ جیسے عَدَلَ سے مَا اَعْدَلَهُ و اَعْدِلْ بِهٖ اور حَسُنَ سے مَا اَحْسَنَهُ و اَحْسِنْ بِهٖ

۳- جس فعل میں مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں اس سے تعجب کے لئے مَا اَشَدَّ یا اس جیسے دوسرے الفاظ کے بعد مصدر صریح یا مصدر مؤوّل منصوب ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے مَااَشَدَّ اِكْرَامًا اور اَشْدِدْ بِاِكْرَامِهٖ یا اس جیسے الفاظ کے بعد مصدر صریح یا مصدر مؤول ب زائدہ کے ساتھ مجرور ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اَعْظِمْ بِحُمْرَتِهٖ

۴- اگر فعل مجہول یا منفی ہو تو مَا اَشَدَّ یا اس جیسے الفاظ کے بعد یا اَشْدِدْبِهٖ اور اس جیسے الفاظ کے بعد مصدر مؤول ذکر کرنا واجب ہے۔ جیسے مَا اَقْبَحَ اَنْ يُخَالَفَ اَبُوْهُ، مَا اَضَرَّ اَنْ لَّا يَصْدُقَ التَّاجِرُ (تاجر کا سچ نہ بولنا کتنا نقصان دہ ہے) اَقْبِحْ بِاَنْ يُخَالَفَ

۵- فعل جامد اور وہ فعل، جن کا معنیٰ فرق کو قبول نہ کرے اس سے فعل تعجب نہیں بنتا۔ جیسے عَسٰی، مَاتَ

ترکیب

۱- مَا اَحْسَنَ الصِّدْقَ ، ما بمعنیٰ شَيْئٌ مبتدا، اَحْسَنَ فعل ماضی هُوَ ضمیر مستتر فاعل اَلصِّدْقَ مفعول بہ ہے۔

۲- اَحْسِنْ بِالصِّدْقِ، اَحْسِنْ صیغۂ امر بمعنیٰ ماضی، ب زائدہ اَلصِّدْقِ لفظاً مجرور، محلاً مرفوع فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ

۳- مَا اَشَدَّ اِكْرَامًا، مَا بمعنیٰ شيئ مبتدا، اَشَدَّ فعل ماضی هو ضمیر

مستتر فاعل، اِکْرَامًا مفعول بہ اَشَدَّ فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مبتدا کی خبر

۴۔ اَشْدِدْ بِاِکْرَامِہٖ، اَشْدِدْ صیغہ امر بمعنیٰ ماضی، ب زائدہ اِکْرَامَ مضاف

ہٖ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر لفظاً مجرور، محلاً مرفوع، فاعل۔

سوالات

۱۔ فعل تعجب کے کتنے صیغے ہیں؟

۲۔ متعجب منہ کی شرطیں کیا ہیں؟

۳۔ درج ذیل افعال سے فعل تعجب بنائیں:

۱۔ جَمُلَ ۲۔ صَارَ ۳۔ یَنْفَعُ ۴۔ صَلِعَ

۵۔ سَرُعَ ۶۔ خُضْرَۃٌ ۷۔ تَبَسُّمٌ

۴۔ ان جملوں کا ترجمہ اور ترکیب نحوی کریں:

۱۔ مَا اَشَدَّ اَنْ یَّصْبِرَ الْجَمَلُ ۲۔ اَعْذِبْ بِمَاءِ النِّیْلِ

۳۔ اَقْبِحْ بِاَنْ یُعَاقَبَ الْبَرِیْءُ

سبق : ۵۳

اسمائے عاملہ مشبّہ بالفعل کا بیان

مشبّہ بالفعل وہ اسماء ہیں، جو اپنے فعل کی مانند رفع اور نصب کا عمل کرتے ہیں۔ یعنی اگر فعل لازم سے مشتق ہوں تو فاعل کو رفع دیتے ہیں اور اگر فعل متعدی سے مشتق ہوں تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتے ہیں۔ یہ پانچ اسماء ہیں:

۱- مصدر ۲- اسم فاعل ۳- اسم مفعول ۴- صفت مشبہ ۵- اسم تفضیل

تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- مصدر

وہ اسم ہے، جس سے افعال اور اسماء مشتق ہوتے ہیں، یہ معنیٰ مصدری پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے نَصْرٌ (مدد کرنا) حِفْظٌ (یاد کرنا)

عمل اور شرائط

مصدر اپنے فعل کی مانند عمل کرتا ہے، اگر فعل لازم کا مصدر ہو تو صرف فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر فعل متعدی کا مصدر ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ قِيَامِ زَيْدٍ "قیام مصدر مضاف، زید" مضاف الیہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع فاعل ہے۔

اس کے عمل کی دو شرطیں ہیں: ۱- فعل کے قائم مقام ہو
۲- اس کی جگہ اَنْ اور فعل یا مَا اور فعل رکھنا جائز ہو۔

فعل کے قائم مقام: یعنی فعل کو حذف کر کے مصدر اس کے قائم مقام رکھ دیا جائے۔ جیسے تَرْكًا الْإِهْمَالَ، إِطْعَامًا الْفُقَرَاءَ ان مثالوں میں تَرْكًا اور إِطْعَامًا مصدر ہیں جنہوں نے اَلْإِهْمَالَ اور اَلْفُقَرَاءَ کو نصب دی ہے، یہ اُتْرُكْ اور اَطْعِمْ کے قائم مقام ہیں۔

مصدر کی جگہ اَنْ اور فعل یا مَا اور فعل کا رکھنا: یعنی مصدر کی جگہ اس سے فعل مشتق

کر کے اس سے پہلے اَنْ یا مَا لگا کر رکھنا جائز ہو۔ جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ "قیام"، مصدر مضاف "زید" مضاف الیہ فاعل لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہے، اس کی جگہ اَنْ یَقُوْمَ یا مَا یَقُوْمُ رکھنا جائز ہے۔

مصدر عامل کی حالتیں

مصدر عامل کی تین حالتیں ہوتی ہیں: ۱-معرف باللام ۲-مضاف ۳-منون

معرف باللام کی مثال: جیسے عَمُّکَ حَسَنُ التَّھْذِیْبِ اَبْنَاءَہٗ (تیرے چچا کا اپنے بچوں کو مہذب بنانا اچھا ہے) التھذیب معرف باللام نے "ابناءہ" کو نصب دی ہے۔

مضاف کی مثال: جیسے یَسُرُّنِیْ شُکْرُکَ الْمُنْعِمَ (تیرا منعم کا شکر کرنا مجھے خوش کرتا ہے) اس میں شکر مصدر مضاف ک مضاف الیہ فاعل المنعم مفعول بہ ہے۔

منون کی مثال (مصدر نہ مضاف ہو نہ معرف باللام): جیسے وَاجِبٌ عَلَیْنَا تَشْجِیْعٌ کُلَّ مُجْتَھِدٍ (ہر کوشش کرنے والے کو دلیری دینا ہم پر واجب ہے) تشجیع مصدر منون کل مجتھد اس کا مفعول ہے۔

نوٹ: مصدر عموماً اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ اگر فاعل کی طرف مضاف ہو تو مفعول منصوب ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے حِفْظُکَ الدَّرْسَ اور اگر مفعول کی طرف مضاف ہو تو فاعل مرفوع ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ حِفْظِ الدَّرْسِ التِّلْمِیْذُ (طالب علم کے سبق یاد کرنے سے میں متعجب ہوا)

جب مصدر فاعل کی طرف مضاف ہو تو مفعول کو حذف کر دیا جاتا ہے، اگر مفعول کی طرف مضاف ہو تو فاعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے "لَا یَسْأَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَیْرِ" دعاء کے بعد اس کا فاعل ہٗ ضمیر حذف ہے، اصل میں من دعائہ الخیر ہے، فَرِحْتُ مِنْ حِفْظِ التِّلْمِیْذِ اصل میں من حفظ التّلمیذ الدرّس

ہے۔ الدّرس مفعول محذوف ہے۔

نیز اضافت کی حالت میں مصدر کا استعمال زیادہ ہے بہ نسبت معرف باللام اور منون کے۔

مصدر کا فاعل ضمیر مستتر نہیں ہوتا بلکہ محذوف ہوتا ہے اور مصدر کے معمول کو اس سے مقدم کرنا جائز نہیں۔

سبق: ۵۴

۲، ۳- اسم فاعل اور اسم مفعول

۲- اسم فاعل

وہ اسم مشتق ہے، جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل صادر ہوتا ہے یا جس کے ساتھ فعل قائم ہوتا ہے، یہ ثلاثی مجرد سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ، عَالِمٌ اور غیر ثلاثی سے علامت مضارع کی جگہ میم مضموم لگانے اور ماقبل آخر کو کسرہ دینے سے بنتا ہے۔ جیسے مُنْجِزٌ (پورا کرنے والا) مُنْطَلِقٌ (جانے والا)

عمل کی صورت

اسم فاعل اپنے فعل معروف کی طرح فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر متعدی ہو تو مفعول بہ کو نصب بھی دیتا ہے۔ جیسے اَذَاهِبٌ اَنْتَ، مَاجَاحِدٌ اَحَدٌ فَضْلَكَ (تیری فضیلت کا کوئی انکار کرنے والا نہیں)

پہلی مثال میں اَنْتَ فاعل اور دوسری مثال میں احد فاعل اور فضلک مفعول بہ ہے۔ یہ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ[1]۔ فاعل کی طرف اس کا مضاف کرنا جائز نہیں۔

عمل کی شرائط

اسم فاعل کے عمل کی دو شرطیں ہیں: ۱- معرف باللام ۲- غیر معرف باللام

معرف باللام: جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس کے عمل میں کسی خاص زمانے کی کوئی قید نہیں۔ جیسے اَنَا الشَّاكِرُ نِعْمَتَكَ الْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ

غیر معرف باللام: جب اسم فاعل سے پہلے اَلْ بمعنیٰ اَلَّذِیْ نہ ہو تو اس کے عمل کی دو شرطیں ہیں: ۱- حال یا استقبال کے معنیٰ میں آئے۔ ۲- حرف نفی، استفہام، مبتدا، موصوف اور ذوالحال میں سے کسی کے پیچھے آئے۔ حرف نفی کی مثال جیسے

---

[1] الطلاق: ۳

مَاحَامِدٌ السُّوقَ اَحَدٌ الْاٰنَ اَوْ غَدًا استفہام، جیسے أَحَامِدٌ اَحَدٌ السُّوقَ الْاٰنَ اَوْ غَدًا، مبتدا، جیسے اَلتَّاجِرُ حَامِدٌ السُّوقَ الْاٰنَ اَوْ غَدًا ذوالحال، جیسے جَاءَ نِي التَّاجِرُ حَامِدًا السُّوقَ الْاٰنَ اَوْ غَدًا موصوف، جیسے لَقِيْتُ رَجُلًا حَامِدًا السُّوقَ الْاٰنَ اَوْ غَدًا

نوٹ: جب کبھی اسم فاعل کو مصدری معنیٰ کی زیادتی پر دلالت کرنے کے لئے فَعَّالٌ، مِفْعَالٌ، فَعِيْلٌ، فَعُوْلٌ اور فَعِلٌ کے وزن پر لایا جاتا ہے تو اسے مبالغہ کہتے ہیں۔ اسم مبالغہ اسم فاعل کی مانند عمل کرتا ہے۔ بشرطیکہ اسم فاعل کے عمل میں مذکورہ شرائط پائی جائیں۔ جیسے اَمِتْلَافٌ اَنْتَ الْكُتُبَ (کیا تو کتابیں بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہے) اس میں متلاف مبالغہ کا صیغہ ہے جس نے انت کو رفع اور الکتب کو نصب دی ہے۔

۳۔ اسم مفعول

یہ وہ اسم مشتق ہے، جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوتا ہے۔ یہ اسم ثلاثی مجرد افعال سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے مَنْصُوْرٌ (مدد کیا ہوا) مَهْزُوْمٌ (شکست خوردہ) اور غیر ثلاثی افعال سے علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور ما قبل آخر کو فتحہ دینے سے بنتا ہے۔ جیسے مُسْتَخْرَجٌ (نکالا ہوا) مُكْرَمٌ (عزت کیا ہوا)

اسم مفعول فعل لازم سے نہیں بنتا سوائے اس کے کہ اس کا نائب فاعل ظرف، جار مجرور اور مصدر بنایا جائے۔ جیسے اَمُنْطَلَقٌ يَوْمُ الْجُمُعَةِ (کیا اسے جمعہ کے دن لے جایا گیا) مَا مُحْتَفَلٌ اِحْتِفَالٌ عَظِيْمٌ (عظیم مجمع جمع نہیں کیا گیا)

عمل کی صورت

اسم مفعول فعل مجہول کی طرح نائب فاعل کو رفع دیتا ہے بشرطیکہ اس میں وہ شرائط پائی جائیں جو اسم فاعل کے عمل کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے اَلْغَرِيْقُ مُنْقَذٌ، اَلْكِتَابُ مُتَّخَذٌ سَمِيْرًا (کتاب کو افسانہ بنالیا جائے گا)

اس کے عمل کی بھی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی ہیں۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱۔معرف باللام، جیسے اَلْمَسْمُوْعُ الْخَبَرُ

۲۔ مبتدا، جیسے اَلْكِتَابُ مُتَّخَذٌ سَمِيْرًا

۳۔ نفی، جیسے مَا مَمْنُوْعٌ الْمُجِدُّ جَائِزَةً (کوشش کرنے والے کو انعام سے محروم نہیں کیا جائے گا)

۴۔ استفہام، جیسے أَ مَمْنُوْعٌ الْمُجِدُّ جَائِزَةً

۵۔ موصوف، جیسے هٰذَا تِلْمِيْذٌ مَمْنُوْعٌ جَائِزَةً

سوالات

۱۔ مصدر کے عمل کی کیا شرطیں ہیں؟

۲۔بتایئے کہ آنے والے جملوں میں مصدر کیوں عمل نہیں کرتا:

(۱) زُرْتُ زِيَارَتَيْنِ الْمَرِيْضَ (۲) لِلسَّيَّارَةِ صَوْتٌ صَوْتَ الرَّعْدِ

(۳) اَكْرَمْتُ اِكْرَامًا الضَّيْفَ

۳۔ جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس کے عمل کے لئے کیا شرط ہے؟

۴۔ فعل لازم سے اسم مفعول کن صورتوں میں آ سکتا ہے؟

۵۔ درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں نیز مصدر، اسم فاعل اور اسم مفعول کے عمل کی وضاحت کریں:

۱۔ سَرَّنِيْ اِنْصَافُكَ الضُّعَفَاءَ
۲۔ اَلْعَاقِلُ شَدِيْدُ الْحُبِّ وَطَنَهُ
۳۔ اَلْفَارِسُ نَاهِبٌ جَوَادُهُ الْاَرْضَ
۴۔ أَنَارَتْ نُوْرُهُ الْاَرْضَ
۵۔ اَلْعِلْمُ مَعْرُوْفَةٌ فَوَائِدُهُ
۶۔ مَا مَعْرُوْفَةٌ حَقِيْقَةُ الرُّوْحِ
۷۔ اَلْمُسَمّٰى هِشَامًا اَخِيْ
۸۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَ نَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ

سبق: ۵۵

۴- صفت مشبّہ

صفت مشبّہ (جو عمل اور گردان میں اسم فاعل کے مشابہ ہے) سے مراد وہ اسم مشتق ہے، جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں صفت دائمی ہوتی ہے۔ یہ فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے اور اپنے فعل کی طرح فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهُهُ (لڑکے کا چہرہ خوبصورت ہے) اَلْوَلَد مبتدا حسن صفت مشبہ وجهه اس کا فاعل ہے، صفت مشبّہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

معمول کے اعراب کی صورتیں

صفت مشبّہ کے معمول کے اعراب کی تین صورتیں ہیں:

۱- بحیثیت فاعل مرفوع ہوگا۔ جیسے مثال مذکور

۲- بحیثیت شبہ[1] مفعول بہ منصوب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ معرفہ ہو۔ جیسے اَلْمَسْجِدُ الْفَسِيْحُ السَّاحَةَ، المسجد موصوف الفسیح صفت مشبّہ، ھو ضمیر فاعل السَّاحَة شبہ مفعول بہ۔ اگر مفعول نکرہ ہو تو شبہ مفعول بہ یا تمیز کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے اَلْبَحْرُ بَعِيْدٌ غَوْرًا، غورًا، بعید کا مفعول ہے جو شبہ مفعول یا تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔

۳- بحیثیت مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے اَلْفِيْلُ ضَخْمُ الْجُثَّةِ، ضخم صفت مشبہ مضاف، الجثّة مضاف الیہ ہے، جو اس کا معمول ہے۔ صفت مشبہ کا صیغہ اس آخری صورت میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔

استعمال کی صورتیں

استعمال میں صفت مشبّہ کا صیغہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا: ۱- معرف باللام،

---

[1] چونکہ صفت مشبہ کا صیغہ فعل لازم سے بنتا ہے اور فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا اس لئے صفت مشبہ کے معمول کو حالت نصبی میں شبہ مفعول بہ کہا جاتا ہے۔

جیسے اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ الْوَجْهَ ۲-غیر معرف باللام، جیسے اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهُهٗ
صفت کا صیغہ خواہ معرف باللام ہو یا غیر معرف باللام، اس کے معمول کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

۱- معرف باللام، جیسے مثال مذکور ۲-مضاف، جیسے حَسَنٌ وَجْهُهٗ
۳-نہ مضاف اور نہ معرف باللام، جیسے اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهًا ان مثالوں میں وجهه وجها، حسن کا معمول ہیں۔

۳- اس کے عمل کے لئے ضروری ہے کہ مبتدا، موصوف، ذوالحال، حرف نفی اور استفہام میں سے کسی ایک کے بعد آئے۔ مبتدا کے بعد، جیسے اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهُهٗ موصوف کے بعد جیسے جَاءَ نِیْ وَلَدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ ذوالحال کے بعد، جیسے جَاءَ نِی الْوَلَدُ حَسَنًا وَجْهُهٗ حرف نفی کے بعد، جیسے مَا حَسَنٌ وَجْهُهٗ استفہام کے بعد، جیسے اَحَسَنٌ وَجْهُهٗ

۴- صفت مشبہ کا معمول اس سے مقدم کرنا جائز نہیں۔

نوٹ: ۱-جب صفت کا معمول مرفوع ہو تو اس کا معمول ہی اس کا فاعل ہوتا ہے۔ اس صورت میں صفت کا صیغہ واحد غائب ہوتا ہے، معمول کے مطابق نہیں ہوتا خواہ معمول واحد، تثنیہ یا جمع ہو۔ اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو اس کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے جو ماقبل کی طرف لوٹتی ہے۔ اس صورت میں صفت کا صیغہ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ضمیر کے مرجع کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ نِی الرِّجَالُ الْحَسَنُوْنَ وُجُوْهًا (میرے پاس ایسے آدمی آئے جو چہروں کے خوبصورت ہیں) هٰذِهٖ بَقَرَةٌ جَمِيْلَةٌ لَوْنًا (یہ گائے رنگ کی خوبصورت ہے)

ان مثالوں میں حسنون اور جمیلة صفت مشبہ ہیں جو اپنے موصوف کے مطابق ہیں۔

۲- تفصیل مذکور کے مطابق صفت مشبہ کے استعمال کی کل اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں اور ان میں سے نو ایسی صورتیں ہیں، جن میں ایک ضمیر ہوتی ہے، انہیں اَحسن کہتے ہیں

جیسے اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهُهُ ، هُوَ الْحَسَنُ الْوَجْهِ وغیرہ

دو ایسی صورتیں ہیں، جن میں دو ضمیریں ہوتی ہیں، ان کو حسن کہتے ہیں، جیسے

حَسَنٌ وَجْهُهُ، اَلْحَسَنُ وَجْهُهُ

چار ایسی صورتیں ہیں جن میں کوئی ضمیر نہیں ہوتی۔ انہیں قبیح کہتے ہیں۔ جیسے

حَسَنٌ الْوَجْهُ، اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ

اور ایک صورت ایسی ہے جس کے استعمال میں اختلاف ہے۔ جیسے حَسَنُ وَجْهِهِ

دو ایسی صورتیں ہیں، جن کا استعمال ممتنع ہے۔ جیسے اَلْحَسَنُ وَجْهِهِ، اَلْحَسَنُ وَجْهٍ پہلی صورت میں اضافت کی وجہ سے تخفیف حاصل نہیں ہو رہی نیز اس کا معمول معرف باللام نہیں، اس لئے استعمال کی یہ صورت ممتنع ہے۔ دوسری صورت میں معرف باللام اسم نکرہ کی طرف مضاف ہو رہا ہے اور یہ اضافت جائز نہیں۔

سوالات

۱- صفت مشبہ کو مشبہ کیوں کہتے ہیں؟

۲- اس کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں؟

۳- حالت نصبی میں اس کے معمول کو شبہ مفعول کہنے کی وجہ کیا ہے؟

۴- نیچے دیئے گئے فقرات میں صفت مشبہ کے معمول کو پہچانو اور اس کے استعمال کی وجہ بتاؤ:

۱- اَلسُّلَحْفَاةُ بَطِيٌّ سَيْرُهَا ۲- اَوْ قَدْتُ الْمِصْبَاحَ الْقَوِيَّ نُوْرُهُ

۳- اُحِبُّ كَرِيْمَ الطِّبَاعِ اَمَّا الْقَبِيْحُ اَخْلَاقًا فَاِنِّيْ اَكْرَهُهُ

۴- لَيْسَ الْعِلْمُ بِهَيِّنٍ نَيْلُهُ ۵- اَلْكَثِيْرُ هَمًّا هُوَ الْعَظِيْمُ هِمَّةً

۶- اَلْقَلِيْلُ الْكَلَامِ قَلِيْلُ النَّدَمِ

۷- عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبَّةٌ اَخْضَرُ لَوْنُهَا

۸- اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ مَنْ وُعِظَ بِنَفْسِهٖ

سبق:۵٦

۵- اسم تفضیل

اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے، جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں مصدری معنیٰ کی زیادتی دوسرے کے مقابلہ میں ہوتی ہے، اس کا صیغہ مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر اور صیغہ مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے اَصْغَرُ (سب سے زیادہ چھوٹا)، صُغْرٰی (سب سے زیادہ چھوٹی)

جس میں مصدری معنیٰ کی زیادتی پائی جائے اسے مفضل اور جس کے مقابلہ میں پائی جائے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں۔ جیسے اَلْعَالِمُ اَفْضَلُ مِنَ الْجَاهِلِ (عالم جاہل سے زیادہ افضل ہے) اَلْجَاهِلُ مفضل علیہ اور اَلْعَالِمُ مفضل ہے۔

عمل کی صورت

اسم تفضیل اپنے فعل کی طرح فاعل کو رفع دیتا ہے، خواہ فاعل اسم ضمیر ہو یا اسم ظاہر۔ جیسے اَلْاَسَدُ اَشْجَعُ مِنَ النَّمِرِ

عموماً اسم تفضیل کا فاعل اسم ضمیر ہوتا ہے اسم ظاہر نہیں ہوتا۔ مگر جب اسم تفضیل کی جگہ اس کا ہم معنیٰ فعل رکھنا ممکن ہو اور یہ کلام میں نفی، نہی یا استفہام کے بعد واقع ہو اور اسے اپنی ہی ذات پر دو وجہ سے فضیلت دی گئی ہو نیز وہ اجنبی ہو یعنی کسی ایسی ضمیر سے متصل نہ ہو جو موصوف کی طرف لوٹے تو یہ اسم ظاہر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے مَا مِنْ اَرْضٍ اَجْوَدُ فِيْهَا الْقُطْنُ مِنْهُ فِيْ اَرْضِ مِصْرَ (کوئی ایسی زمین نہیں جس میں روئی زیادہ عمدہ ہو اس سے جو مصر کی زمین میں ہے)۔

اس میں اجود اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس نے القطن کو رفع دیا ہے، اسے اپنی ہی ذات پر دو وجہ سے فضیلت ہے، اس اعتبار سے کہ وہ خود روئی بہت اچھی ہے اور اس اعتبار سے کہ وہ مصر کی زمین کی ہے۔ نیز یہاں اجود کی جگہ یجود رکھنا جائز ہے۔

استعمال کی صورتیں

اسم تفضیل کے استعمال کی چار صورتیں ہیں: ۱-مِنْ سے ۲- اَلْ سے۔
۳-نکرہ کی طرف اضافت سے۔ ۴-معرفہ کی طرف اضافت سے

مِنْ سے: یعنی اسم تفضیل کے صیغہ کے بعد مفضل علیہ کو حرف جار مِنْ کے بعد ذکر کر کے۔ جیسے اَلْاَسَدُ اَشْجَعُ مِنَ النَّمِرِ

اس صورت میں اسم تفضیل کا صیغہ ہمیشہ مفرد مذکر استعمال ہوتا ہے نیز اس کا موصوف کے مطابق ہونا شرط نہیں۔ جیسے اَلْبِنْتُ اَجْمَلُ مِنْ اُخْتِهَا، اَلْاَوْلَادُ اَجْمَلُ مِنَ النِّسَاءِ

الف لام سے: اسم تفضیل کے صیغہ پر الف لام داخل کر کے۔ جیسے اَلْوَلَدُ الْاَكْبَرُ ذَكِيٌّ (سب سے بڑا لڑکا ذکی ہے) اس صورت میں صفت کا صیغہ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں موصوف کے مطابق ہوتا ہے اور اس کے بعد مفضل علیہ مذکور نہیں ہوتا۔ جیسے اَلْوَلَدَانِ الْاَكْبَرَانِ ذَكِيَّانِ، مؤنث کی مثال: اَلْبَقَرَةُ الْكُبْرٰى جَمِيْلَةٌ

نکرہ کی طرف اضافت سے: اسم تفضیل کا صیغہ اسم نکرہ کی طرف مضاف کر کے۔ جیسے اَلْكِتَابُ اَنْفَعُ سَمِيْرٍ ، اَلْعُلَمَاءُ اَنْفَعُ رِجَالٍ اس صورت میں اسم تفضیل کا صیغہ ہمیشہ مفرد مذکر ہوتا ہے۔

معرفہ کی طرف اضافت سے: اسم تفضیل کا صیغہ اسم معرفہ کی طرف مضاف کر کے۔ جیسے عَائِشَةُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ (عائشہ عورتوں میں سب سے افضل ہے)

اس صورت میں اس کی مطابقت اپنے موصوف کے ساتھ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں اختیاری ہوتی ہے یعنی اسے مفرد مذکر ذکر کرنا اور موصوف کے مطابق لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے اَلْعُلَمَاءُ الْعَامِلُوْنَ اَفْضَلُ النَّاسِ اَوْ اَفَاضِلُهُمْ، عَائِشَةُ فُضْلَى النِّسَاءِ

نوٹ: مذکورہ بالا چار صورتوں کے علاوہ کسی اور صورت میں اسم تفضیل کا استعمال جائز

نہیں اور ان چار میں سے دو کا بیک وقت استعمال بھی جائز نہیں۔ جیسے اَلْوَلَدُ الْاَکْبَرُ مِنْ اَخِیْهِ پڑھنا جائز نہیں، جب مفضل علیہ معلوم اور معین ہو تو اس کا حذف کرنا بھی جائز ہوتا ہے۔ جیسے اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اصل میں اکبر من کلّ شَیْئٍ ہے۔

سوالات

۱- اسم تفضیل کے اسم ظاہر میں عمل کرنے کے شرائط کیا ہیں؟

۲- اسم تفضیل کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں، اور کس صورت میں اس کی مطابقت موصوف کے ساتھ ضروری ہوتی ہے؟

۳- درج ذیل فقرات میں اسم تفضیل کے استعمال کی کون سی صورت ہے:

۱- خَیْرُ الْغِنٰی الْقُنُوْعُ وَ شَرُّ الْفَقْرِ الْخُضُوْعُ

۲- مَا النَّارُ فِی الْفَتِیْلَةِ بِاَحْرَقَ مِنَ التَّعَادِیْ فِی الْقَبِیْلَةِ

۳- اَفْضَلُ الْخِلَالِ حِفْظُ اللِّسَانِ

۴- مَا مِنْ حَدِیْقَةٍ اَجْمَلُ فِیْهَا الزَّهْرُ مِنْهُ فِیْ حَدِیْقَتِکُمْ

۵- اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

۴- درج ذیل فقرات کی ترکیب نحوی کریں:

۱- لَمْ اَرَ رَجُلًا اَشَدَّ فِیْ قَلْبِهِ الْعَطْفُ مِنْهُ فِیْ قَلْبِ اَخِیْکَ

۲- اَجْرَأُ النَّاسِ عَلَی الْاَسَدِ اَکْثَرُهُمْ لَهٗ رُؤْیَةً

۳- وَعْدُ الْکَرِیْمِ اَلْزَمُ مِنْ دَیْنِ الْغَرِیْمِ

۴- لَمْ اَلْقَ اِنْسَانًا اَسْرَعَ فِیْ یَدِهِ الْقَلَمُ مِنْهُ فِیْ یَدِ عَلِیٍّ

سبق: ۵۷

جملہ کی تقسیم

بنیادی طور پر جملہ کی چار قسمیں ہیں:

۱- جملہ فعلیہ ۲- جملہ اسمیہ ۳- جملہ ظرفیہ ۴- جملہ شرطیہ

جملہ اسمیہ

وہ جملہ ہوتا ہے جو مبتدا اور خبر سے مل کر بنتا ہے۔ جیسے اَللّٰهُ وَاحِدٌ ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جملہ فعلیہ

وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزء فعل ہوتا ہے، یہ اپنے فاعل، مفعول اور متعلقات سے مرکب ہوتا ہے۔ جیسے یُفْسِدُ الْفَرَاغُ الْعُقُوْلَ (فراغت عقلوں کو بگاڑتی ہے)

نوٹ: ۱- جملہ اسمیہ کے شروع میں حرف آ جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، وہ بدستور جملہ اسمیہ ہی رہتا ہے۔ جیسے اِنَّ الرِّیْحَ شَدِیْدَةٌ (بے شک ہوا سخت ہے) کَاَنَّ الْقَصْرَ جَبَلٌ شَامِخٌ (گویا کہ محل مضبوط پہاڑ ہے) یہ دونوں جملے اسمیہ ہیں اِنَّ اور کَاَنَّ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲- اسی طرح اگر جملہ فعلیہ سے پہلے کوئی حرف آ جائے تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا، وہ بدستور جملہ فعلیہ ہی رہتا ہے۔ جیسے هَلْ یَسُرُّكَ نَجَاحِیْ (کیا تجھے میرا کامیاب ہونا خوش کرے گا) هَلَّا نَطَقْتَ بِالْحَقِّ (تو حق بات کیوں نہیں کہتا) ان مثالوں میں هَلْ اور هَلَّا حرف ہیں اور ان کے بعد بدستور جملہ فعلیہ ہیں۔

۳- "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" یہ بھی جملہ فعلیہ ہے کیونکہ حرف نداء یَا، اَدْعُوْ کے قائم مقام ہوتا ہے، اَدْعُوْ فعل اس میں اَنَا ضمیر مستتر اس کا فاعل اور رَسُوْلَ اللّٰهِ مضاف مضاف الیہ منادیٰ مفعول ہے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

۴- جملہ فعلیہ میں مفعول کا مرتبہ مؤخر ہوتا ہے، اگر وہ فعل سے پہلے آ جائے تو بھی

جملہ فعلیہ ہی رہتا ہے۔ جیسے اَلْفَاكِهَةَ اِشْتَرَيْتُ (میں نے پھل خریدا)

جملہ ظرفیہ

وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز ظرف زمان، ظرف مکاں یا جار مجرور ہوتا ہے، پہلا جز ظرف اور دوسرا مظروف ہوتا ہے۔ جیسے فَوْقَ رُؤُسِنَا سَمَاءٌ (ہمارے سروں کے اوپر آسمان ہے) فِي الْمَاءِ سَمَكٌ (پانی میں مچھلی ہے)

ان مثالوں میں فَوْقَ رُؤُسِنَا اور فِي الْمَاءِ ظرف مستقر متعلق ثَابِتٌ محذوف کے خبر مقدم اور سَمَاءٌ و سَمَكٌ مبتدا موخر ہیں، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ظرفیہ ہوا۔

جملہ شرطیہ

وہ جملہ ہے جس سے پہلے کلمۂ شرط آتا ہے، یہ دو جملوں سے مرکب ہوتا ہے، پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ یہ دونوں جملے یا تو فعلیہ ہوتے ہیں یا ایک فعلیہ اور دوسرا اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ تَجْتَهِدْ تَفُزْ (اگر تو محنت کرے گا تو کامیاب ہوگا)
اِنْ تَجْتَهِدْ فَالْفَوْزُ حَلِيفُكَ (اگر تو کوشش کرے گا تو کامیابی تیرا ساتھی ہوگی)

نوٹ: مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ کی صرف دو قسمیں ہیں:

۱- جملہ اسمیہ ۲- جملہ فعلیہ

اور جملہ شرطیہ دو فعلیہ جملوں سے یا ایک فعلیہ اور دوسرا اسمیہ سے مرکب ہوتا ہے اور جملہ ظرفیہ بھی بعض نحویوں کے نزدیک اسمیہ ہے اور بعض کے نزدیک جملہ فعلیہ ہے۔

نسبت کے اعتبار سے جملہ کی اقسام

نسبت کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- جملہ خبریہ ۲- جملہ انشائیہ

جملہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے
اَلْبُسْتَانُ مُثْمِرٌ یا اَثْمَرَ الْبُسْتَانُ یہ دو جملے ہیں، اگر باغ واقعی پھلدار ہے تو کہنے والا صادق اور اگر پھل دار نہیں تو کہنے والا کاذب ہوگا۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کی طرف سچ یا جھوٹ کی نسبت نہ ہو سکے۔ جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ (نماز قائم کر)

وہ جملہ، جس میں کسی قسم کی خبر پائی جائے، اسے جملہ خبریہ کہتے ہیں اور جس میں کسی قسم کی خواہش یا طلب ہو، اسے انشائیہ کہتے ہیں۔ جملہ انشائیہ میں درج ذیل دس میں سے کسی ایک چیز کا ہونا ضروری ہے:

۱-امر ۲-نہی ۳-استفہام ۴-تمنی ۵-ترجی ۶-عقود
۷-قسم ۸-تعجب ۹-عرض ۱۰-نداء

۱- امرؔ جیسے اعْبُدُوا اللّٰهَ[1] (ایک اللہ کی عبادت کرو)

۲- نہیؔ جیسے لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ[2] (شیطان کی عبادت مت کرو)

۳- استفہام جیسے ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا[3] (کیا تو نے یہ کیا ہے؟)

۴- تمنیؔ جیسے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝[4] (شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی بات (سبب) پیدا فرمائے)

۶- عقودؔ جیسے بِعْتُکَ الْکِتَابَ (میں نے تجھے کتاب فروخت کر دی)، نَکَحْتُکَ هٰذِهِ الْفَتَاةَ (میں نے تجھے یہ دوشیزہ نکاح کر دی)

عقود وہ جملے ہوتے ہیں جو ایجاب وقبول یا خرید وفروخت کے وقت بولے جاتے ہیں اور اگر ایجاب وقبول اور خرید وفروخت کے بغیر بولے جائیں تو خبریہ ہوتے ہیں۔

۷- قسم، جیسے وَاللّٰهِ لَاَخْلَعَنَّ رِدَاءَ الْكَسَلِ (خدا کی قسم میں سستی کی چادر اتار دوں گا)

۸- تعجب، جیسے مَا اَجْمَلَکَ (تو کتنا خوبصورت ہے)

۹- نداء، جیسے يَا اَللّٰهُ اغْفِرْ لَنَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

۱۰- عرضؔ جیسے اَلَا تُدَرِّسُنَا (کیا آپ ہمیں نہیں پڑھائیں گے)

---

[1] النحل:۳۶ [2] یٰسین:۶۰ [3] الانبیاء:۶۲ [4] الطلاق:۱

سوالات

۱- جملہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲- جملہ انشائیہ کے لئے کس چیز کا ہونا ضروری ہے؟

۳- جملہ ظرفیہ میں کیا اختلاف ہے؟

۴- جملہ شرطیہ کی کتنی صورتیں ہیں؟

۵- درج ذیل عبارات سے جملہ کی مختلف قسمیں بتائیں اور ترکیب کریں:

۱- اوصٰی عبداللّٰہ بن عبّاس رجلا فقال لا تتکلّم بما لا یعنیک ودع الکلام فی کثیر ممّا یعنیک حتّٰی تجدله موضعا و لا تمارینّ حلیما و لا سفیها فانّ الحلیم یطغیک والسّفیه یؤذیک و اذکر اخاک اذا توارٰی عنک بما تحبّ ان یذکرک به اذا تواریت عنه و اعمل عمل امریءٍ یعلم انّه مجزیّ بالاحسان ماخوذ بالاجرام

۲- انّا محیّوک یا سلمٰی فحیینا وان سقیت کرام النّاس فاسقینا

۳- ما اشدّ خضرة الزّرع ۴- ما احسن المصطاف و ما اطیب الرّبا

۴- وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫۬ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ [1]

---

[1] طٰہٰ: ۳۷-۴۲

سبق: ۵۸

جملوں کے اعراب کا محل

جملہ مبنی ہوتا ہے، اس کا اعراب محلی ہوتا ہے، یعنی محل رفع، محل نصب، محل جر اور محل جزم میں سمجھا جاتا ہے، اس اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱- وہ جملے جن کا اعراب میں محل ہوتا ہے ۲- وہ جملے، جن کا اعراب میں محل نہیں ہوتا

جن جملوں کا اعراب میں محل ہوتا ہے، سات ہیں:

۱- خبر ۲- مفعول بہ ۳- مضاف الیہ ۴- ادوات جازمہ کا جواب شرط

۵- مفرد کا تابع ۶- حال ۷- ایسے جملے کا تابع، جس کا اعراب میں محل ہوتا ہے

خبر: وہ جملہ جو خبر کی جگہ آتا ہے، محلا مرفوع یا منصوب ہوتا ہے۔ جیسے اَلْبُسْتَانُ اَزْهَارُهٗ جَمِيْلَةٌ (باغ، اس کے پھول خوبصورت ہیں) كَانَ الْبُسْتَانُ اَزْهَارُهٗ جَمِيْلَةٌ

مفعول بہ: وہ جملہ، جو مفعول کی جگہ آتا ہے، محل نصب میں ہوتا ہے۔ جیسے عَلِمْتُ إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

مضاف الیہ: وہ جملہ، جو مضاف الیہ کی جگہ آئے، محلاً مجرور ہوتا ہے جیسے جَلَسْتُ حَيْثُ الْمَنْظَرُ جَمِيْلٌ

جوابِ شرط: وہ جملہ جو ادوات شرط جازمہ کے جواب میں آتا ہے اور اس سے پہلے ف ہوتا ہے، وہ محل جزم میں ہوتا ہے۔ مَنْ سَعٰى فِي الْخَيْرِ فَسَعْيُهٗ مَشْكُوْرٌ ، فسعيه مشكور جواب شرط محل جزم میں ہے۔

مفرد کا تابع: ایسا جملہ، جو اعراب میں مفرد کا تابع ہو۔ جیسے لَنَا دَارٌ سَقْفُهَا جَمِيْلٌ اس مثال میں سقفها جميل، دار کی صفت ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔

حال: وہ جملہ جو حال کی جگہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے قَدِمَ الطَّيَّارُ وَهُوَ مُسْتَبْشِرٌ اس مثال میں وهو مستبشر جملہ اسمیہ حال محل نصب میں ہے۔

ایسے جملے کا تابع ہو جس کا اعراب میں محل ہو: جیسے اَلطِّفْلُ يَلْهُوْ وَيَلْعَبُ

یلعب یلھو پر عطف کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔

وہ جملے جن کا اعراب میں کوئی محل نہیں، یہ بھی سات ہیں: ۱-ابتدائیہ ۲-صلہ ۳-مفسرہ ۴-معترضہ ۵-جواب قسم ۶-ادوات شرط، غیر جازمہ کا جواب ۷-ایسے جملے کا تابع، جس کا اعراب میں محل نہ ہو۔

ابتدائیہ: وہ جملہ جو شروع میں آتا ہے۔ جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یا وہ جملہ جو درمیان کلام میں آئے اور ماقبل سے منقطع ہو۔ جیسے هَطَلَ الْمَطَرُ ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ، ایسے جملوں کو جملہ مستأنفہ بھی کہتے ہیں۔

صلہ: وہ جملہ جو اسم موصول کا صلہ بنتا ہے۔ جیسے جَاءَ الَّذِىْ يَسْتَحِقُّ الْعَطْفَ

مفسرہ: وہ جملہ، جو سابق مجمل کلام کی وضاحت کرتا ہے، اس کے لئے کبھی حرف تفسیر آتا ہے۔ جیسے وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾[1]، اَلرَّجُلُ بَاذِلٌ اَىْ هُوَ كَرِيْمٌ۔ اور کبھی حرف تفسیر نہیں آتا، بعد والا جملہ ہی اس کی وضاحت کرتا ہے۔ جیسے هَلَّا نَفْسَكَ هَذَّبْتَهَا، اس مثال میں هذبتها نے نفسک سے پہلے فعل کی تفسیر بیان کی جو هذّبت ہے۔

معترضہ: وہ جملہ جو ایسی دو چیزوں کے درمیان آئے جن کا باہمی ربط ہوتا ہے، جیسے مبتدا اور خبر یا مضاف اور مضاف الیہ وغیرہ۔ جیسے اَلْقَنَاعَةُ، وَفَّقَكَ اللّٰهُ، غِنًى یا دو مربوط جملوں کے درمیان آئے۔ جیسے اِنْ تَجْتَهِدْ، وَاَبِيْكَ ، تَنْجَحْ

جواب قسم: وہ جملہ، جو جواب قسم بنتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ لَاَجْتَهِدَنَّ فِىْ حِفْظِ دُرُوْسِىْ

ایسا جملہ: جو غیر جازمہ ادوات شرط کے جواب میں آئے اور اذا اور ف جزائیہ سے خالی ہو۔ جیسے لَوِاجْتَهَدْتُ لَنَجَحْتَ

ایسا جملہ: جو ایسے جملے کا تابع ہو، جس کا اعراب میں محل نہ ہو۔ جیسے اِشْتَرَيْتُ الْكِتَابَ وَ قَرَاْتُهٗ

۱- الصافات: ۱۰۴

سوالات

۱- کتنے جملے ہیں، جن کا اعراب میں محل ہے اور کتنے ایسے ہیں؟ جن کا اعراب میں محل نہیں۔

۲- اعراب محلی سے کیا مراد ہے؟

۳- جواب شرط کے محل اعراب میں ہونے یا نہ ہونے کی کیا صورت ہے؟

۴- جملہ معترضہ اور مفسرہ میں کیا فرق ہے؟

۵- جملہ معطوفہ کا اعراب میں کب محل ہوتا ہے اور کب نہیں ہوتا؟

۶- آنے والی عبارات میں غور کر کے بتایئے کہ کن کن جملوں کا اعراب میں محل ہے اور کن کا نہیں اور اس کا سبب کیا ہے؟

(۱) نَالَتْ اَبَا الطَّيِّبِ الْمُتَنَبِّيَ عِلَّةٌ وَ هُوَ بِمِصْرَ فَكَانَ بَعْضُ اِخْوَانِهٖ يُكْثِرُ الْاِلْمَامَ بِهٖ فَلَمَّا اَبَلَّ قَطَعَهُ فَكَتَبَ اِلَيْهِ يَقُوْلُ : وَ صَلْتَنِيْ، اَعَزَّكَ اللّٰهُ، مُعْتَلًّا وَ قَطَعْتَنِيْ مُبِلًّا فَاِنْ رَأَيْتَ اَلَّا تُكَدِّرَ الصِّحَّةَ عَلَيَّ وَ تُحَبِّبَ الْعِلَّةَ اِلَيَّ، فَعَلْتَ

(۲) قَالَ الْاَصْمَعِيُّ، سَمِعْتُ اَعْرَابِيًّا يَعِظُ رَجُلًا وَ هُوَ يَقُوْلُ : اِنَّ فُلَانًا وَ اِنْ ضَحِكَ اِلَيْكَ، فَاِنَّهٗ يَضْحَكُ مِنْكَ، وَلَئِنْ اَظْهَرَ الشَّفَقَةَ عَلَيْكَ، اِنَّ عَقَارِبَهٗ لَتَسْرِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ لَمْ تَتَّخِذْهُ عَدُوًّا فِيْ عَلَانِيَتِكَ، فَلَا تَجْعَلْهُ صَدِيْقًا فِيْ سَرِيْرَتِكَ

۷- درج ذیل فقرات کی ترکیب نحوی کریں:

۱- فِي التَّاَنِّيْ، اَدَامَكَ اللّٰهُ، اَلسَّلَامَةُ۔

۲- اِنْ عَمَلًا عَمِلْتَهٗ فَاَتْقِنْهُ

۳- هٰذَا زَمَنٌ يَفِيْضُ النِّيْلُ

سبق: ۵۹

قسم اور جواب قسم

قسم

جب کلام کو مؤکد کرنا ہوتا ہے تو قسم اٹھائی جاتی ہے۔ اس کے لئے دو کلمات ہیں:

۱- حروف قسم ۲- افعال قسم

حروف قسم

واؤ، باء، تاء، لام، جیسے وَاَبِیْکَ (تیرے باپ کی قسم) بِاللّٰهِ وَ تَاللّٰهِ ولِلّٰهِ (اللہ کی قسم)

افعال قسم

جیسے حَلَفَ وَاَقْسَمَ (اس نے قسم اٹھائی) اُقْسِمُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَاحِدٌ

جواب قسم کی صورتیں اور شرائط

ہر قسم کے لئے جواب قسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہ یا تو جملہ اسمیہ ہوتا ہے یا فعلیہ، مثبت ہوتا ہے یا منفی، اس لحاظ سے جملہ جواب قسم کی چار صورتیں ہیں:

۱- اسمیہ مثبتہ ۲- اسمیہ منفیہ ۳- فعلیہ مثبتہ ۴- فعلیہ منفیہ

اسمیہ مثبتہ: جواب قسم جب جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تو اس سے پہلے اِنَّ اور لام مفتوح دونوں آتے ہیں۔ جیسے وَاللّٰهِ اِنَّ الصَّلٰوةَ لَوَاجِبَةٌ یا صرف اِنَّ آتا ہے۔ جیسے وَحَقِّکَ اِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یا اکیلا لام مفتوح آتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ لَعَلِیٌّ صَادِقٌ

اسمیہ منفیہ: جب جواب قسم جملہ اسمیہ منفیہ ہو تو اس سے پہلے حرف نفی اِنْ، لَا اور مَا آتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ مَا عَلِیٌّ مُسَافِرًا، لَا طَالِبٌ مُسَافِرًا، اِنْ عَلِیٌّ مُسَافِرًا (بخدا علی مسافر نہیں ہے)

فعلیہ مثبتہ: جب جملہ فعلیہ مثبتہ جواب قسم ہو اور اس کا فعل ماضی متصرف ہو تو اس سے پہلے لَقَدْ آتا ہے۔ جیسے وَ حَقِّکَ لَقَدِ اجْتَهَدَ التِّلْمِیْذُ فِیْ حِفْظِ دُرُوْسِهٖ، اگر فعل ماضی جامد ہو تو شروع میں صرف لام مفتوح آتا ہے۔ جیسے وَاللّٰه لَنِعْمَ خُلُقًا الصِّدْقُ (خدا کی قسم بہترین عادت سچائی ہے)

اگر فعل مضارع مثبت شروع میں آ جائے تو لام تاکید اور نون تاکید کے ساتھ مؤکد ہوتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ لَأُسَاعِدَنَّ الْفَقِیْرَ (خدا کی قسم میں فقیر کی ضرور مدد کروں گا)

فعلیہ منفیہ: اگر جواب قسم جملہ فعلیہ منفیہ ہو اور اس کا فعل ماضی ہو تو مَا سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ مَاسَاعَدْتُ الظَّالِمَ اور اگر فعل مضارع ہو تو لَا اور لَنْ سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ لَا أُسَاعِدُ الظَّالِمَ اور لَنْ أُسَاعِدَهٗ (خدا کی قسم میں ظالم کی مدد نہیں کروں گا)

جواب قسم کا حذف

جب قرینہ پایا جائے تو جواب قسم حذف ہو جاتا ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

۱- قسم سے پہلے ایسا جملہ آ جائے جو جواب قسم بن سکتا ہو۔ جیسے اَللّٰهُ وَاحِدٌ وَاللّٰهِ

۲- جب قسم ایسے جملہ کے درمیان آ جائے جو جواب قسم بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جیسے اَللّٰهُ وَاللّٰهِ وَاحِدٌ

سوالات

۱- قسم کے لئے کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟

۲- جواب قسم کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟

۳- کیا جواب قسم کو حذف کرنا جائز ہے اور اس کی کیا صورت ہے؟

۴- درج ذیل فقرات میں سے جواب قسم تلاش کریں:

۱- لَعَمْرِیْ لَقَدْ اَصْبَحَتِ الْبِحَارُ مَظْهَرَ قُوَّةِ الْاُمَمِ

۲- فِیْ ذِمَّتِیْ لَاَنْتَ اَسْعَدُ بِهٰذَاالصَّدِیْقِ اِذَا ظَفِرْتَ بِهٖ مِمَّنْ مَلَکَ نَفَائِسَ الدُّنْیَا وَ ذَخَائِرَهَا

۳- وَ اَبِیْکَ اِنْ زُرْتَنِیْ اِنِّیْ لَشَاکِرٌ

۴- اِنَّ الْغَنِیَّ اِنْ اَحْسَنَ اِلَی الْفُقَرَاءِ وَاللّٰهِ لَیُحِبُّنَّهٗ (بے شک غنی اگر فقراء کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو بخدا وہ ضرور اسے پسند کریں گے)

۵- وَاللّٰهِ مَنْ مَدَحَکَ بِمَا لَیْسَ فِیْکَ مِنَ الْجَمِیْلِ لَقَدْ ذَمَّکَ (خدا کی قسم جو تیری تعریف کرے اس خوبی کے ساتھ جو تجھ میں نہیں تو اس نے تیری مذمت کی)

سبق: ٦٠

حروف کا بیان

حروف کی دو قسمیں ہیں: ١- حروف مبانی　　٢- حروف معانی

حروف مبانی

وہ حروف ہیں جو کسی خاص معنی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ کلمات مرکب کیے جاتے ہیں۔ جیسے اَ بَ تَ ثَ وغیرہ، ان کو حروف تہجی کہتے ہیں اور یہ انتیس ہیں۔

حروف معانی

وہ حروف ہیں جو کسی معنی پر دلالت کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں جیسے

مِنْ (سے) أ (کیا)

نوٹ: حروف معانی ہوں یا مبانی تمام مبنی ہوتے ہیں۔

اقسام

حروف معانی کی دو قسمیں ہیں: ١- عاملہ　　٢- غیر عاملہ

حروف عاملہ: وہ حروف ہیں، جو کلمہ یا جملہ سے پہلے آکر رفع، نصب، جر اور جزم کا عمل کرتے ہیں۔

حروف غیر عاملہ: وہ حروف ہیں، جو کلمہ یا جملہ پر داخل ہو کر کوئی عمل نہیں کرتے۔

١- حروف عاملہ کی تفصیل

حروف جارہ

وہ حروف ہیں، جو اسم سے پہلے آتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں۔ جیسے فِي الْكِتَابِ، بِالْحِكْمَةِ یہ سترہ حروف ہیں جو یہ ہیں:

بَاء و تَاء و كَاف و لَام و وَاوْ مُنْذُ مُذْ، خَلَا

رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِيْ عَنْ عَلٰى حَتّٰى اِلٰى

ان حروف کے معانی مجرورات کی بحث میں بیان ہو چکے ہیں۔

حروف مشبہ بالفعل

یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب دیتے ہیں، جو ان کا اسم ہوتا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں، جو ان کی خبر کہلاتی ہے۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ان کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

حروف نداء

یہ پانچ ہیں: یَا، اَیَا، هَیَا، اَیْ، اَ اگر ان کے بعد مضاف، مشابہ مضاف یا نکرہ غیر معین ہو تو وہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور اگر نکرہ معین یا معرفہ مفرد ہو تو مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے یَا اَللّٰهُ، یَا تِلْمِیْذُ اِجْتَهِدْ (اے طالب علم محنت کر)

۱- یَا: یہ منادیٰ قریب اور بعید دونوں کے لئے آتا ہے جیسے مذکورہ مثالیں

۲- اَیَا، هَیَا: یہ دونوں منادیٰ بعید کے لئے آتے ہیں۔ جیسے اَیَا خَالِدُ، هَیَا شَرِیْفَ الْقَوْمِ

۳- اَیْ، اَ: یہ دونوں منادیٰ قریب کے لئے آتے ہیں جیسے اَیْ رَبَّنَا اِسْتَجِبْ دُعَائَنَا (اے ہمارے پروردگار ہماری دعا قبول فرما) اَعَبْدَ اللّٰهِ اِسْمَعْ كَلَامِیْ (اے عبداللہ میری بات سن)

حروف شرط

یہ نو حروف ہیں: ۱- اِنْ ۲- اِذْمَا ۳- لَوْ ۴- لَوْلَا ۵- لَوْمَا ۶- لَمَّا ۷- كُلَّمَا ۸- اِذَا[1] ۹- اَمَّا

اِنْ اور اِذْمَا کے علاوہ تمام حروف شرط غیر جازمہ ہیں۔

یہ حروف شرط دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں اور پہلا جملہ دوسرے جملے کے حصول کا سبب ہوتا ہے، پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ جیسے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ[2]

---

[1] کلما اور اذا دونوں اسم ہیں۔ [2] محمد: ۷

(اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا) اِنْ حرف شرط تَنْصُرُوا اللّٰهَ فعل فاعل مفعول مل کر شرط یَنْصُرْكُمْ جزاء شرط و جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

اِنْ اور اِذْمَا: یہ حروف جازمہ ہیں، اپنے مابعد دونوں فعلوں کو جزم دیتے ہیں بشرطیکہ وہ فعل مضارع ہوں۔ جیسے اِنْ تَرْحَمْ تُرْحَمْ (اگر تو رحم کرے گا تو تجھ پر رحم کیا جائے گا)

اِذْمَا تَتَّقِ تَرْتَقِ (اگر تو پرہیز کرے گا تو ترقی کرے گا)

لَوْ: یہ شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے جزاء کے نہ پائے جانے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے لَوِاحْتَمَى الْمَرِيْضُ لَسَلِمَ (اگر مریض پرہیز کرتا تو بچ جاتا)

اگر لَوْ کا جواب شرط فعل ماضی مثبت ہو تو عموماً اس سے پہلے لام مفتوح آتا ہے۔ جیسے لَوْكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ[1] (اگر میں غیب جانتا تو خیر کثیر جمع کر لیتا)

اگر جواب شرط مضارع منفی بَلَمْ ہو تو اس پر لام مفتوح لانا جائز نہیں اور اگر جواب شرط فعل ماضی منفی بِمَا ہو تو اس سے پہلے کبھی لام مفتوح آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔

لَوْلَا، لَوْمَا: (اگر نہ) یہ دونوں شرط کے پائے جانے کی وجہ سے جواب شرط کے نہ پائے جانے پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے لَوْلَا الْهَوَاءُ مَا عَاشَ الْاِنْسَانُ (اگر ہوا نہ ہوتی تو انسان زندہ نہ رہتا)، لَوْ مَا التَّعَبُ مَا كَانَتِ الرَّاحَةُ (اگر تھکاوٹ نہ ہوتی تو آرام نہ ہوتا)

ان دونوں کے جواب شرط پر لام مفتوح کا لانا یا نہ لانا لَوْ کے جواب شرط کی مانند ہے۔

لَمَّا و كُلَّمَا: یہ دونوں ظرف زمانہ ماضی کے لئے آتے ہیں، ان کے ساتھ ہمیشہ فعل ماضی آتا ہے كُلَّمَا تکرار کا فائدہ دیتا ہے اور لَمَّا، حِيْنَ کا معنی دیتا ہے جیسے لَمَّا نَزَلَ الْمَطَرُ رَبَا الزَّرْعُ (جب بارش ہوئی تو کھیتی بڑھی) كُلَّمَا رَأَيْتُ فَقِيْرًا عَطَفْتُ عَلَيْهِ (جب بھی میں نے فقیر کو دیکھا اس پر مہربانی کی)

---

[1] الاعراف:۱۸۸

اِذَا: یہ ظرف زمان مستقبل کے لئے آتا ہے، یہ ہمیشہ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے خواہ فعل لفظوں میں ظاہر ہو یا مقدر ہو۔ جیسے اِذَا مَرِضْتَ فَاذْهَبْ اِلَى الطَّبِيْبِ (جب تو بیمار ہو تو طبیب کی طرف جا) اِذَا الطَّبِيْبُ نَصَحَ لَکَ فَاعْمَلْ بِنُصْحِهٖ اصل میں اذا نصح الطبیب نصح لک فاعمل بنصحہ ہے۔

اَمَّا: یہ حرف تفصیل ہے، یعنی اپنے ماقبل اجمال کی وضاحت کے لئے آتا ہے، یہ فعل شرط اور حرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے اور اس کے جواب پر فاء لازم ہے۔ جیسے مَصَايِفُ مِصْرَ جَمِيْلَةٌ اَمَّا الْاِسْكَنْدَرِيَّةُ فَاَوْفَرُهَا عُمْرَانًا وَاَكْثَرُهَا سُكَّانًا اصل میں مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْئٍ فَالْاِسْكَنْدَرِيَّةُ اَوْ فَرُهَا عُمْرَانًا وَاَكْثَرُهَا سُكَّانًا ہے۔

۵،۶: حروف نواصب و جوازم کی تفصیل بیان ہو چکی ہیں۔

۷۔ حروف نافیہ: یہ سات ہیں: لَمْ، لَمَّا، لَنْ، مَا، لَا، لَاتَ، اِنْ۔ ان کی تفصیل گزر چکی ہے۔

سبق: ۶۱

۲- حروف غیر عاملہ کی تفصیل

۱-الف ۲-اَلْ ۳-حروف عطف ۴-حروف تنبیہ ۵-حروف ایجاب
۶-حروف تحضیض ۷-حروف مصدریہ ۸-حروف تاکید ۹-حروف تفسیر
۱۰-حرف ردع ۱۱-حرف استفہام ۱۲-حرف توقع ۱۳-حروف استثناء
۱۴-حروف استقبال ۱۵-حروف تفصیل۔

تفصیل یہ ہے:

الف

یہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، کلمات مبنیہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ذا، ما

یہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

۱-استغاثہ ۲-تعجب ۳-فصل ۴-تثنیہ جیسے اَسْلِمَا

مثالیں: استغاثہ، جیسے یَا رَجُلَا لِلْفَقِيْرِ، تعجب، جیسے یا حرّا، فصل، جیسے اُنْصُرْنَانِّ یہ نون ضمیری اور ثقیلہ کے درمیان فاصل ہوتا ہے۔

اَلْ

اس کی تین قسمیں ہیں: ۱-تعریف کیلئے ۲-بمعنی اَلَّذِیْ ۳-زائدہ

تعریف کے لئے: یہ اسم نکرہ کو معرفہ بنا دیتا ہے۔ جیسے جَاءَ نِیْ التِّلْمِیْذُ (میرے پاس خاص طالب علم آیا۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

۱-جنسی ۲-استغراقی ۳-عہد خارجی ۴-عہد ذہنی

۱-جنسی: یہ اپنے مدخول کی ماہیت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ (جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے)

۲-استغراقی: یہ اپنے مدخول کے افراد پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۳-عہد خارجی: یہ اپنے مدخول کے فرد معین یا فرد مابین متکلم و مخاطب پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ[1] (جو تمہیں اللہ کا رسول دے وہ لے لو)

۴-عہد ذہنی: یہ اپنے مدخول کے فرد غیر معین پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ[2] (میں ڈرتا ہوں کہ اسے کوئی غیر معین بھیڑیا کھا جائے گا)

اَل بمعنی الّذی: وہ اَلْ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے۔ جیسے حَضَرَ الْمُسَافِرُ (الّذی هو مسافر)، رَجَعَ الْجَيْشُ الْمَنْصُوْرُ (الّذی هو منصور)

زائدہ: یہ تعریف کا فائدہ نہیں دیتا، اس کی دو صورتیں ہیں:

۱-لازمی جیسے اَلَّذِیْ، اَلْاٰنَ وغیرہ: ۲-غیر لازمی: جو اعلام پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے اَلْخَلِيْلُ، اَلنُّعْمَانُ

حروف عطف

یہ اپنے ماقبل اور مابعد کو ایک حکم میں شریک کرنے کے لئے آتے ہیں، ان کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ یہ نو ہیں: واؤ، فَاء، ثُمَّ، اَوْ، اَمْ، لَا، بَلْ، لٰكِنْ، حَتّٰى

۱-واؤ: یہ معطوف اور معطوف علیہ کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لئے آتی ہے۔ جیسے تَوَلَّى الْخِلَافَةَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُثْمَانُ (ابوبکر اور عثمان خلافت کے والی بنے)

۲-فَاء: یہ ترتیب مع التعقیب کے لئے آتی ہے یعنی ایک کام کے ختم ہونے کے فوراً بعد دوسرا کام کرنے کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے دَخَلَ الْمُدَرِّسُ فَوَقَفَ التَّلَامِيْذُ (مدرس داخل ہوا تو فوراً طلباء کھڑے ہو گئے)

۳-ثُمَّ: یہ ترتیب اور تراخی کیلئے آتا ہے یعنی ایک کام کے ختم ہونے کے بعد دوسرے کام کے تاخیر سے کرنے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ تاخیر فی الزمان ہو، خواہ فی المرتبہ۔ جیسے خَرَجَ الشُّبَّانُ ثُمَّ الشُّيُوْخُ (نوجوان نکلے پھر کچھ دیر بعد بوڑھے نکلے)

۴-اَوْ (یا): یہ دو معنوں میں آتا ہے: ۱-شک　۲-تخییر

[1] الحشر:۷　[2] یوسف:۱۳

اگر جملہ خبریہ میں ہو تو شک کا معنیٰ دیتا ہے۔ جیسے نَقَلَ الْخَبَرَ عَلِيٌّ اَوْ فَرِيْدٌ (علی یا فرید نے خبر نقل کی)، اور اگر جملہ انشائیہ میں ہو تو تخییر کا معنیٰ دیتا ہے جیسے خُذْ رُمَّانًا اَوْ تُفَّاحًا (چاہے انار لے یا سیب)

۵-اَمْ (یا): اس کی دو قسمیں ہیں: ۱-متصلہ ۲-منقطعہ

اَمْ متّصله: یہ دو مساوی امور میں سے ایک کی تعیین کے لئے ہمزۂ استفہام کے بعد آتا ہے، جو کلمہ ہمزۂ استفہام کے بعد آتا ہے وہی اس کے بعد آتا ہے، اگر ہمزہ کے بعد اسم ہو تو اَمْ کے بعد بھی اسم آتا ہے جیسے اَكِتَابٌ عِنْدَكَ اَمْ قَلَمٌ، اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو اس کے بعد بھی فعل آتا ہے۔ جیسے اَنَجَحَ تِلْمِيْذٌ فِي الْاِمْتِحَانِ اَمْ رَسَبَ (طالب علم امتحان میں کامیاب ہوا یا ناکام) اس کا جواب نَعَمْ یا بَلٰى سے نہیں ہوتا بلکہ ایک کو متعین کرنے کے ساتھ آتا ہے، اسے اَمْ مُعادِله بھی کہتے ہیں۔

ام منقطعه: وہ ہے، جس سے پہلے ہمزۂ استفہام نہیں ہوتا اور یہ بَلْ کی طرح اضراب کا معنیٰ دیتا ہے جیسے اِنَّهَا لَاِبِلٌ اَمْ شَاةٌ (بے شک وہ اونٹ بلکہ بکری ہے)

۶، ۷، ۸- بَلْ، لَا، لٰكِنْ: بَلْ اضراب کے لئے آتا ہے۔ جیسے اِشْتَرَيْتُ دَوَاةً بَلْ قَلَمًا، لا معطوف سے حکم کی نفی کرتا ہے۔ جیسے جَاءَ السَّيِّدُ لَا خَادِمُهٗ، لٰكِنْ یہ استدارک کے لئے آتا ہے یعنی سابقہ جملہ سے پیدا شدہ وہم کے ازالہ کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا حَضَرَ الْوَلَدُ لٰكِنْ اُسْتَاذُهٗ

۹-حَتّٰى: یہ انتہائے غایت کے لئے آتا ہے۔ جیسے فَرَّ الْجُنُوْدُ حَتَّى الْقَائِدُ (سپاہی بھاگے حتیٰ کہ سپہ سالار بھی)

حروف تنبیہ

یہ تین ہیں: اَلَا، اَمَا، هَا جیسے اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ [1] اَمَا عموماً قسم سے پہلے آتا ہے۔ جیسے اَمَا وَاللّٰهِ لَاَنْصُرَنَّهٗ، هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ [2]

---

[1] یونس: ۶۲ [2] آل عمران: ۱۱۹

حروف ایجاب

یہ ہیں: نَعَمْ، بَلٰی، اِیْ، جَیْرِ، اَجَلْ، جَلَلْ

۱-نَعَمْ: یہ نفی اور اثبات دونوں کے لئے آتا ہے، اگر مثبت کلام کے جواب میں آئے تو اثبات کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے أ اَنْتَ تَقُوْلُ لَهُ الصِّدِّیْقُ قَالَ: نَعَمْ (کیا تو بھی اسے صدیق کہتا ہے تو کہا ہاں) اور اگر منفی کلام کے جواب میں آئے تو نفی کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اَلَمْ تَحْفَظْ دَرْسَکَ قَالَ نَعَمْ (کیا تو نے سبق یاد کیا تو نعم کے ساتھ اس نے سبق نہ یاد کرنے کی تصدیق کی)

۲-بَلٰی: یہ اگر نفی کے جواب میں آئے تو اثبات کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اَلَمْ تَرَ حَدِیْقَتَنَا (کیا تو نے ہمارا باغ نہیں دیکھا) قَالَ بَلٰی تو معنی ہوگا کہ اس نے باغ دیکھا ہے۔ یہ اکثر نفی اور استفہام کے جواب میں آتا ہے۔

۳-اِیْ: یہ قسم سے پہلے آتا ہے۔ جیسے اِیْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

۴، ۵، ۶-اَجَلْ، جَلَلْ اور جَیْرِ: یہ نعم کی طرح ہیں اور بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔

حروف تحضیض وتوبیخ

یہ وہ حروف ہیں، جو برانگیختہ کرنے اور ملامت کرنے کے لئے آتے ہیں اور یہ پانچ ہیں: اَلَا، هَلَّا، اَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا،

جب یہ حروف فعل ماضی سے پہلے آتے ہیں تو ملامت اور توبیخ کے لئے ہوتے ہیں اور اگر فعل مضارع سے پہلے آئیں تو ترغیب کے لئے آتے ہیں۔ جیسے هَلَّا حَفِظْتَ دَرْسَکَ (تو نے اپنا سبق کیوں یاد نہیں کیا) لَوْلَا اجْتَهَدْتَ فِیْ الدرس (تو نے علم حاصل کرنے میں کوشش کیوں نہیں کی)، یہ ملامت کے لئے ہیں لَوْمَا تُکْرِمُ الْکِبَارَ (تو بڑوں کی عزت کیوں نہیں کرتا) اَلَا تَجْتَهِدُوْنَ فِیْ دُرُوْسِکُمْ (اپنے سبق یاد کرنے میں تم کوشش کیوں نہیں کرتے) لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ [1] (اللہ تعالیٰ

[1] المجادلہ:۸

ہمیں کیوں عذاب نہیں دیتا بسبب اس کے جو ہم کہتے ہیں) ان مثالوں میں یہ حروف ترغیب کے لئے ہیں۔

حروف تفسیر

یہ دو ہیں: ۱-اَیْ ۲-اَنْ

یہ دونوں اپنے ماقبل کی وضاحت کے لئے آتے ہیں، ان کے ماقبل کو مفسَّر اور مابعد کو مفسِّر کہتے ہیں۔ جیسے اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ۝ اَنِ اقْذِفِيْهِ[1]، اس میں مَا يُوْحٰى مفسَّر، اَنْ حرف تفسیر، اِقْذِفِيْهِ مفسِّر ہے۔ هُوَ مَدَنِیٌّ اى مَنْسُوْبٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ' مدنیّ مفسَّر ای حرف تفسیر منسوب الی المدینہ مفسِّر ہے۔

حروف استثناء

یہ دو حروف ہیں: ۱-اِلَّا ۲-لَمَّا

۱-اِلَّا، جیسے حَضَرَ جَمِيْعُ التَّلَامِيْذِ فِی الدَّرْسِ اِلَّا وَاحِدًا (سبق میں تمام طالب علم حاضر ہوئے سوائے ایک کے)

۲-اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝[2] (ہر نفس پر محافظ ہے)۔ اِنْ حرف نفی کلّ نفس مبتدا لمّا بمعنی الّا حرف استثناء علیها حافظ خبر ہے۔

حروف استقبال

وہ حروف جو مضارع کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں، یہ چھ ہیں: سین، سوف، اَنْ، لَنْ، اِنْ، هَلْ

ان کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حروف مصدریہ

یہ پانچ حروف ہیں: ۱-اَنْ ۲-مَا ۳-لَوْ ۴-اَنَّ ۵-كَیْ

یہ حروف جملہ کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں۔ اَنْ، مَا، لَوْ اور كَیْ فعل پر

---

[1] طٰہٰ:۳۸ [2] الطارق:۴

داخل ہوتے ہیں، اسے مصدر کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں، اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اسے مصدر کے معنیٰ میں کر دیتا ہے، اسے مصدر مُؤَوَّل کہتے ہیں جیسے یُفْرِحُکَ اَنْ تَنْجَحَ (تیرا کامیاب ہونا تجھے خوش کرتا ہے) اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ[1] (وسیع ہونے کے باوجود ان پر زمین تنگ ہوگئی) يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ[2] (ان میں سے ہر ایک ہزار سال زندہ رہنا پسند کرتا ہے) يَسُرُّنِيْ اَنَّكَ مُطِيْعٌ (تیرا اطاعت کرنا مجھے خوش کرتا ہے) ذَهَبْتُ اِلٰى بِهِيْرَهْ كَيْ اَنْظُرَ دَارَالْعُلُوْمِ الْمُحَمَّدِيَةِ الْغَوْثِيَّةِ (میں بھیرہ کی طرف دارالعلوم محمدیہ غوثیہ دیکھنے گیا)

حروف تاکید

وہ حروف ہیں جو جملہ پر داخل ہو کر اس میں تاکید کا معنیٰ پیدا کرتے ہیں، اور یہ پانچ ہیں:

۱-اِنَّ ۲-اَنَّ ۳-نون تاکید ۴-لام ابتدائیہ ۵- قَدْ-

تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

حرف ردع

یہ صرف ایک حرف ہے: کَلَّا، جو جھڑکنے اور ڈانٹنے کے لئے آتا ہے اور عموماً دو طرح سے استعمال ہوتا ہے:

۱-ماقبل کی تردید کے لئے، جبکہ اس پر وقف کیا جائے۔ جیسے كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝[3] (ہرگز نہیں، بے شک آگ بھڑک رہی ہوگی جو گوشت پوست کو نوچ لے گی)

۲-حَقًّا کے معنیٰ میں، جبکہ مابعد کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝[4] (وہ یقیناً جان لیں گے)

حروف استفہام

یہ دو ہیں: ۱-أ ۲-هَلْ

---

[1] التوبہ:۱۱۸ [2] البقرہ:۹۶ [3] المعارج:۱۵-۱۶ [4] النباء:۴

ان دونوں کے ذریعہ جملہ کے مضمون کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے أَطَلَعَتِ الشَّمْسُ؟ هَلْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ؟ (کیا سورج طلوع ہوا)

ہمزۂ استفہام دو یا دو سے زائد اشیاء میں سے کسی ایک کے متعلق استفہام کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے اَصَبَاحًا حَضَرْتَ اَمْ مَسَاءً (کیا تو صبح کو یا شام کو حاضر ہوا)

حرف توقع

یہ صرف قَدْ ہے، یہ اگر ماضی سے پہلے آئے تو تحقیق کا معنیٰ دیتا ہے۔ جیسے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا[1]۔ اور مضارع سے پہلے آئے تو کبھی تقلیل کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے قَدْيَجُوْدُ الْبَخِيْلُ (کبھی بخیل بھی سخاوت کر دیتا ہے) اور کبھی توقع کے لئے۔ جیسے قَدْ يَقْدَمُ الْمُسَافِرُ اللَّيْلَةَ (آج رات مسافر کے آنے کی توقع ہے)

---

[1] الشمس:۹

سبق: ٦٢

جملوں کی ترکیب

(مشق)

١- بسم اللّٰہِ الرّحمٰن الرّحیم ٢- الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ[1]

٣- ھٰذا نبیّ کریم ٤- القراٰن المجید کلام اللّٰہ

٥- زھرۃ صفراء ذبلت ٦- فی البستان حارس

٧- الذی یعجبنی فی دار العلوم المحمدیۃ الغوثیۃ نظامھا و تعلیمھا

٨- یقطع القطار المسافۃ من لاھور الٰی راولفندی فی ثلاث ساعات و عشرین دقیقۃ

٩- الرّیاضۃ تنشّط الجسم ١٠- تسلّقت شجرۃ غلیظا جذعھا

١١- واذا طفت فی انحاء لاھور وجدت قصورا شامخا بنیانھا

١٢- ماضاعت الامتعۃ الاّ حقیبۃ ١٣- رکبت الحصان و ھو متعب

١٤- ابصرت الطّائر فوق الغصن و سمعتہ یغرد تغریدا حسنا

١٥- لعب الأطفال فی نشاط و عادوا مسرورین

١٦- یقتتل الفلاحون علٰی شبر ارض یغتصبہ احدھم من الأخر

١٧- یا رجال اتقنوا اعمالکم ١٨- یا ظا لما تبصّر فی العواقب

١٩- الملک کلّہ للّٰہ ٢٠- مشیت و سور الحدیقۃ

٢١- رکبت الزورق عینہ مع صدیقیّ کلیھما

٢٢- اذھبوا انتم انفسکم الی الناظر ٢٣- الشجرۃ تنمو و تثمر

٢٤- الا تحبّ الاقامۃ فی القریٰ؟

٢٥- بنفسی ھٰذی الارض ما اطیب الربا

---

[1] البقرۃ:١

٢٦- ليحرص كل انسان علٰى اداء واجبه

٢٧- الحمد للّٰه قد خرجت البلاد من هٰذه النازلة سليمة ظافرة

٢٨- من طلب العلا من غير كدّ اضاع العمر فى طلب المُحال

٢٩- لوعرف الانسان مقداره لم يفخر المولٰى علٰى عبده

٣٠- صديقى من يرد الشرعنّى ويرمى بالعداوة من رمانى

٣١- وما الحسن وجه الفتٰى شرفاله اذا لم يكن فى فعله والخلائق

وما احسن المصطاف والمتربعا

هٰذا ما تيسرلى من جمع قواعد النحو و ترتيبها بفضل اللّٰه العلّام الحيّ القيّوم الملك الوهاب والحمد للّٰه الذى وفقنى هٰذا التوفيق وارجو عنه تعالٰى ان يشرفها بحسن القبول واتضرع اليه بالدّعاء منه ربنا تقبل منا انك انت السّميع العليم و تب علينا انك انت التّوّاب الرّحيم اللّٰهم انت فاطر السّموات والارض انت و ليّ فى الدنيا والأخرة توفنى مسلما والحقنى بالصّٰلحين اللّٰهمّ اغفرلى و لوالدىّ ولا ساتذتى وارحمهم كما ربّونى صغيرا -

اللّٰهم اجعلها نافعة للتلاميذ المبتدين والمنتهين الذين يريدون فهم القران والحديث واللغة ويسرلى و لهم ما قصدته و ما قصدوه ولا تجعل لنا ما نعاعما اردناه بتو فيقك و صل وسلم دائما ابدا علٰى حبيبك الاكرم و خليفتك الاعظم و كنزك المُطَلْسِم محمّد المصطفٰى و علٰى اله الواقفين علٰى اسرار كتابك واصحابه الفائزين بحكم خطابك

كان الفراغ من جمع القواعد و ترتيبها فى اليوم الحادى والعشرين من رجب سنة ست واربع مائة والف من هجرة سيد الاولين والأخرين عليه و علٰى اله الطّيّبين الطّاهرين و علٰى ازواجه

الطّاهرات امهات المؤمنین و علٰی سائر الصّحابة والتّابعین اجمعین ازکی التّحیّات و اطهر التسلیمات

وانا الراجی رحمة ربی الکریم الحافظ مُحَمَّدُ خَانُ الابدالوی النوری من علماء دارالعلوم الُمحمدیة الغوثیة (بهیره) (لا زالت ترتقی ولا برحت شمس فضلها تطلع الٰی ابد الأباد) غفرله ولوالدیه و اساتذته و من اعانه رب العالمین مٰلک یوم الدّین اٰمین بجاه النبی الکریم علیه الصّلٰوة والتسلیم

إبریل:۲، ۱۹۸۶ء